اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٭ کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی واحد پر دلالت کرنے کے
لیے بنایا گیا ہو اس کے تین قسم ہین - اسم - فعل - حرف - کیونکہ کلمہ یا تو اپنی
معنی پر بغیر کسی اور کلمہ کے دلالت کریگا یا نہین اگر دلالت نکرے تو حرف ہے
جیسے من و الی وغیرہ اور اگر دلالت کرے تو تین زمانون مین سے کسی
ایک زمانہ سے ملکر پایا جائیگا یا نہین اگر کسی زمانہ سے نہ ملے تو وہ اسم ہے
اور اگر کسی زمانہ سے ملے تو وہ فعل ہے اور اس دلیل حصر سے کلمہ کی
تینون قسمون مین سے ہر ایک قسم کی تعریف معلوم ہوگئی کلام وہ لفظ ہے
جو دو کلمون کو شامل ہو اور اُن دونون کے درمیان اسناد بھی ہو یعنی ایک
کلمہ کی نسبت دوسرے کی طرف اس طرح پر ہو کہ مخاطب کو فائدہ تام
حاصل ہو اور کلام سوا ے دو صورتون کے کسی اور صورت مین بن نہین سکتا

یا تو دو اسمون سے مرکب ہوگا جیسے زید قائمٌ یا ایک اسم اور ایک فعل سے
جیسے قام زید اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی فی نفسہٖ پر دلالت کرے اور کوئی
ایک زمانہ اسمین نہ پایا جاوے اور اس کے خواص مین سے ایک تو لام تعریف
ہے جیسے الرجل اور تنوین جیسے جاء زیدٌ اور بتقدیر حرف جر مضاف ہونا جیسے
غلام زید اور مسند الیہ ہونا۔ اسم کی دو قسمین ہین معرب و مبنی معرب وہ اسم
مرکب ہے جو مبنی الاصل یعنی ماضی و امر حاضر و حرف کے مشابہ نہو اور حکم
اس کا یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اسکے آخر کی حالت بدلتی جاوے خواہ
اختلاف لفظی ہو یا تقدیری جیسے جاء زیدٌ و رأیت زیداً و مررت بزیدٍ و ہذا عصا
و رأیت عصا و مررت بعصا اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے
سبب سے معرب کا آخر بدلے تاکہ وہ اختلاف دلالت کرے ان معانی
پر جو یکے بعد دیگر معرب پر آتے جاتے ہین یعنی وہ اختلاف معرب کے فاعل
اور مفعول و مضاف الیہ ہونے کو بتلا دیتا ہے اس کے تین قسم ہین۔ رفع
نصب۔ جر۔ رفع فاعلیت کی علامت ہے اور نصب مفعولیت کی اور
جر مضاف الیہ ہونے کی۔ عامل وہ ہے کہ جس کے سبب سے ایسے معنی
پیدا ہون جو اعراب کو چاہنے والے ہون پس مفرد منصرف اور جمع مکسر منصرف
کا اعراب حالت رفع مین ضمہ اور حالت نصب مین فتحہ اور حالت جر مین
کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی رجلٌ و رأیت رجلاً و مررت برجلٍ و جاءنی طلبۃٌ
و رأیت طلبۃً و مررت بطلبۃٍ فائدہ یاد رہے کہ رفع و نصب و جر اعرابی
حرکات و حروف کے ساتھ خاص ہین اور حرکات بنائی مین مستعمل نہین ہوتے

بخلاف ضمہ وفتحہ وکسرہ کے کہ اکثر حرکات بنائیہ ہین اور بعض وقت حرکات
اعرابیہ مین مستعمل ہوتے ہین اور جمع مونث سالم کا اعراب حالت
رفع مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین کسرہ ہوتا ہے جیسے جاءتنی مسلماتٌ
ورائت مسلماتٍ ومررت بمسلماتٍ غیر منصرف کا اعراب حالت رفع
مین ضمہ اور حالت نصب وجر مین فتحہ ہوتا ہے جاءنی احمدُ ورائت احمدَ و
مررت باحمدَ اسماے ستہ مکبرہ یعنی ابوک واخوک وحموک وہنوک وفوک
وذومال کہ جسوقت تصغیر نہوا اور واحد ہون اور غیر یاے متکلم کی طرف مضاف
ہون تو حالت رفع مین واو اور حالت نصب مین الف اور حالت جر مین
یا ہوتا ہے جیسے جاء ابوکَ واخوکَ وحموکُ وہنوکُ وفوکَ وذومالٍ رائت اباک
واخاک وحماک وہناک وفاک ذامالٍ ومررت بابیک واخیک وحمیک
وہنیک وفیک وذی مالٍ کیونکہ اگر انکی تصغیر کی جائیگی تو تینون حالتونمین اعراب
حرکت کے ساتھ ہوگا جیسے جاءنی اخیک ورائت اخیک ومررت باخیک اور
اگر یاے متکلم کی طرف مضاف ہونگے تو تینون حالتون مین اعراب تقدیری ہوگا
جیسے جاءنی ابی ورائت ابی ومررت بابی اور اگر مضاف ہی نہون بلکہ بغیر اضافت کے مستعمل
ہون تو اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جاء اخٌ ورائت اخًا ومررت باخٍ
اور تثنیہ اور لفظ کلا وکلتا جسوقت کہ ضمیر کی طرف مضاف ہون اور اثنان
واثنتان کا اعراب حالت رفع مین الف اور حالت نصب وجر مین یا ماقبل
مفتوح جیسے جاء رجلان وکلاہما واثنان واثنتان ورائت رجلین وکلیہما
واثنین واثنتین ومررت برجلین وکلیہما واثنین واثنتین اور اگر کلا وکلتا اسم

ظاہر کی طرف مضاف ہون تو اعراب تقدیری ہوگا جیسے جاء کلا الرجلین
ورائت کلا الرجلین ومررت بکلا الرجلین - اور جمع مذکر سالم اور اولو عشرون
اور اُس کے اخوات یعنی ثلثون واربعون وخمسون وستون وسبعون و
ثمانون وتسعون کا اعراب حالت رفع مین واو ماقبل مضموم اور حالت
نصب وجر مین یاے ماقبل مکسور جیسے جاء مسلمون واولو مال وعشرون
ورائت مسلمین واولی مال وعشرین ومررت بمسلمین واولی مال وعشرین
اعراب تقدیری کے دو مقام ہین ایک تو یہ کہ جہان اعراب لفظ مین
ظاہر نہو سکے جیسے عصًا یعنی الف مقصورہ والا اسم کیونکہ الف قابل حرکت
ہی نہین وغلامی یعنی وہ اسم جو مضاف ہو یاے متکلم کی طرف کیونکہ جب یا کی
مناسبت سے اُس کے ماقبل کو کسرہ آجائیگا تو پھر دوسری حرکت اسپر
کیسے آئیگی - پس ان دونون صورتون مین اعراب تینون حالتون مین
مقدر رہے گا جیسے ہذا عصًا وغلامی ورائت عصًا وغلامی ومررت بعصًا و
غلامی اور دوسرا مقام تقدیر اعراب کا یہ ہے کہ جہان اعراب کا لفظ مین
ظاہر کرنا ثقیل ہو جیسے قاضٍ یعنی وہ اسم کہ جسکے اخیر مین یائی ہو اور ماقبل
اسکا مکسور کہ اسمین حالت رفع وجر مین اعراب تقدیری ہے اور حالت نصب
مین لفظی جیسے جاء قاضٍ ورائت قاضیًا ومررت بقاضٍ اور جیسے مسلمیّ یعنی
جمع مذکر سالم جس وقت کہ مضاف ہو یاے متکلم کی طرف تو حالت رفع مین
اعراب تقدیری رہے گا اور حالت نصب وجر مین لفظی جیسے جاء مسلمیّ
ورائت مسلمیّ ومررت بمسلمیّ اور ان دونون تقدیری صورتون کے سوا

سبب جگہ اعراب لفظی ہوگا غیر منصرف وہ اسم معرب ہے جس مین نو سببون
مین سے دو سبب پائے جائین یا ایک سبب جو قائم مقام ہو دو سببون کے
وہ نو سبب یہ ہین عدل جیسے عمر وصف جیسے احمر تانیث جیسے طلحہ
معرفہ جیسے زینب عجمہ جیسے ابراہیم جمع جیسے مساجد ترکیب جیسے معدیکرب
الف و نون زائدتان جیسے عمران وزن فعل جیسے احمد غیر منصرف
کا حکم یہ ہے کہ اسپر کسرہ و تنوین نہین آتی اور غیر منصرف کو منصرف کرنا
بسبب ضرورت شعری کے جائز ہے خواہ وزن شعر کی رعایت منظور ہو
جیسے ؎ صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّہَا ✦ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ
صِرْنَ لَیَالِیَا ✦ مین مصائب جو اصل مین غیر منصرف تھا منصرف ہوگیا
کیونکہ اگر غیر منصرف پڑھین تو متفاعلُ ہوگا جو فروعات متفاعلن سے نہین ہے
خواہ رعایت قافیہ کی جیسے ؎ سلامٌ علیٰ خیر الانام وسیدٍ ✦
حبیب الٰہ العالمین محمدٍ ✦ بشیرٍ نذیرٍ ہاشمیٍ مکرمٍ ✦
عطوفٍ رؤفٍ من یسمی باحمدٍ ✦ مین احمد کو جو غیر منصرف تھا منصرف
بناکر کسرہ دیا گیا کیونکہ اگر احمد کی دال کو فتحہ رہتا تو قافیہ مین سید و محمد کی دال
کو جو کسرہ آتا ہو اسکی برخلاف ہوجاتا خواہ زحاف کے واقع ہونے سے بچنا
مقصود ہو جیسے ؎ اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ ✦ ہُوَ الْمِسْکُ مَا
کررتہٗ یتضوع ✦ مین نعمان جو غیر منصرف تھا منصرف بناکر کسرہ دیا گیا ۔
کیونکہ اگر فتحہ باقی رہتا تو زحاف واقع ہوتا یا کسی اور دوسرے اسم منصرف کی
مناسبت سے غیر منصرف کو منصرف کرلین جیسے سلاسلًا و اغلالًا کہ آیہ

سلا سلا جو غیر منصرف ہے اغلالاً کی مناسبت سے منصرف کیا گیا اور وہ سبب
جو دو سبب کے قائم مقام ہوتے ہین وہ دو ہین ایک جمع منتہی الجموع
دوسرے الف مقصورہ و ممدودہ جو تانیث کی علامت ہے عدل اسم کا
اپنی اصلی صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت مین آنا - اسکے دو قسم ہین اگر
اسکی اصلی صورت کے چھوڑنے پر کوئی دلیل خارجی قائم ہو تو وہ عدل
تحقیقی ہے جیسے ثُلٰث و مثلث کہ اسمین تین تین کے معنی ہین تو معنی مین تکرار ہوئی
اور جب معنی مین تکرار ہوئی تو لفظ مین بھی تکرار ہونا ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ
یہ اصل مین ثلثہ ثلثہ تھا اور اُخر کہ جمع ہے اُخری کی جو مونث ہے آخر کا اور چونکہ
یہ اسم تفضیل ہے تو اسکا استعمال یا تو الف لام کے ساتھ ہونا چاہئیے یا من کے
ساتھ یا اضافت کے ساتھ اور جب ان تینون مین سے یہان کوئی بھی نہین
تو معلوم ہوا کہ اصل مین الاخر تھا یا اُخَر من و جُمَع کہ یہ جمع ہے جمعا کی جو مونث ہے
اجمع کا اور یہ قاعدہ ہے کہ جسوقت مونث فعلا کے وزن پر ہو اور اس کا
مذکر افعل کے وزن پر [illegible] اگر وہ صفت ہو تو اُس کے
جمع فُعْلُ بسکون عین کے وزن پر آتے ہین اور اگر اسم ہو تو فعالی یا فعلاوات
کے وزن پر تو اس قاعدہ کے موافق اُسکا وزن جُمْع بسکون میم چاہئیے تھا
یا جماعی و جمعاوات اور جب ان مین سے کوئی بھی نہین ہے تو معلوم ہوا کہ اصل
مین جُمْع بسکون عین تھا یا جماعی و جمعاوات اور اگر اصلی صورت کو چھوڑنے
پر دلیل قائم نہو تو وہ عدل تقدیری ہے جیسے عُمَر و زُفَر کہ جسوقت عربون کو
دیکھا کہ انکو غیر منصرف پڑھتے ہین اور غیر منصرف کے لئے دو سبب چاہئیے

بعد تلاش کے اسمین ایک سبب علمیت نکلا اور دوسرا کوئی سبب نہ تھا تو
اُنکے قول کے نباہنے کے لئے عدل تقدیری نکال کر ٹھہرالیا کہ عمر اصل مین
عامر تھا اور زفر زافر تھا اور جو صیغہ کہ وزن پر فَعَالِ کے ہو اور علم ہو ذات
مونث کا اور اس کے آخر مین ر نہو جیسے قطام تو وہ بنی تمیم کے پاس
غیر منصرف ہے اور ر والون پر قیاس کر کے انمین بھی عدل کا لحاظ
کیا ہے کہ قطام معدول ہے قاطمہ سے اگرچہ تقدیر عدل کی اسمین کوئی ضرورت
نہین اور اہل حجاز کے پاس یہ مبنی ہے وصف اسم کا ایک ایسی ذات
مبہم پر دلالت کرنا جو کسی صفت کے ساتھ لحاظ کی گئی ہو شرط اُسکی یہ ہے کہ
واضع نے اسکو اصل مین صفت کے لئے وضع کیا ہو خواہ استعمال مین وہ
صفت اصلی باقی رہے یا نرہے پس اگر اصل مین صفتی معنی رکھتا ہو اور بعد
استعمال مین اسپر اسمیت غالب آجائے تو اس صفت اصلی مین کوئی نقصان
نہین آتا اس لئے مررت بنسوۃ اربع مین اربع باوجود اس بات کے کہ
وزن فعل ہے اور صفت بھی غیر منصرف نہین کیا گیا کیونکہ اسمین جو صفت ہے
وہ صفت اصلی نہین ہے بلکہ عارضی ہے اور اسود جو نام ہے کالے سانپ
کا اور ارقم خالدار سانپ کا اور ادہم جو نام ہے بیڑی کا یہ تینون وزن فعل
مین اور صفت اگرچہ صفت بسبب غلبہ اسمیت کے زائل ہوگئی ہے گو یہ کلمہ
اصل وضع مین صفت کے لئے مقرر کی گئی ہے اسلئے اس صفت اصلی کے
لحاظ سے غیر منصرف ہین اور افعی جو نام ہے سانپ کا اور اجدل جو نام ہے
شکرہ کا اور اخیل جو نام ہے نقطہ دار پرندہ کا ان کو غیر منصرف پڑھنا ضعیف

ہے کیونکہ افعی کو فعوہ سے جو بمعنی شرارت ہے مشتق لیکر صفت قرار دینا
اور اجدل کو جدل سے جو بمعنی قوت ہے مشتق لینا اور اخیل کو خال سے مشتق لینا
یقینی طور سے ثابت نہین اس لئے غیر منصرف پڑھنا ضعیف ہے اور
چونکہ اسم مین اصل منصرف ہونا ہے اس منصرف پڑھنے کو رجحان حاصل
ہے تانیث اسکی دو قسم ہین ایک تانیث لفظی جو تا کے ساتھ ہو جسکی شرط
صرف علمیت ہے دوسرے تانیث معنوی اسکی دو شرط ہین ایک تو علمیت
اور دوسری وہ شرط کہ جس کے سبب سے غیر منصرف پڑھنا لازم ہوتا ہے
ان تین باتون مین سے ایک کا ہونا ہے یا تو تین حرف سے زیادہ ہو
یا نہین تو متحرک الاوسط ہو یا نہین تو عجمہ ہو حاصل یہ کہ تانیث لفظی مین صرف
علمیت کے ہونیسے غیر منصرف کا حکم آجاتا ہے اور تانیث معنوی مین علمیت اور دوسری ان تین امر مذکورہ مین سے کسی ایک
کے علمیت کے ساتھ پائے جانے سے غیر منصرف ہوتی ہے پس ہند کو منصرف
بھی پڑھ سکتے ہین اور غیر منصرف بھی منصرف اس لئے کہ شرط وجوبی تانیث
معنوی کی یعنی امور ثلثہ سے کسی ایک کا ہونا) یہان نہین ہے اور
غیر منصرف اس لئے کہ دو سبب موجود ہین تانیث وعلمیت اور زینب
وسقر وماہ وجور غیر منصرف ہین کیونکہ زینب مونث معنوی ہے اور اسمین
علمیت بھی پائی جاتی ہے اور تین حرف سے زیادہ بھی ہے اور سقر مین
علمیت بھی ہے کہ نام ایک طبقہ کا ہے جہنم کے اور دوسرے متحرک الاوسط
بھی ہے اور ماہ وجور دو تو علم ہین کہ نام ہین دو شہر کے اور دوسرے عجمہ
اگر کسی مذکر کا نام مونث معنوی کے ساتھ رکھدین تو اس کے غیر منصرف

ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین حرف سے زیادہ ہونی چاہیئے پس قدم جس وقت کہ مذکر کا نام رکھا جاے تو منصرف ہے کیونکہ تین حرف سے زیادہ نہین ہے - اور عقرب غیر منصرف ہو جائے گا کیونکہ تین حرف سے زیادہ ہے معرفہ شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو عجمہ یعنی وہ لفظ جس کو غیر عرب نے وضع کیا ہو شرط اول اسکی یہ ہے کہ وہ عجمی زبان ہی مین علم ہوا اور دوسری شرط متحرک الاوسط ہے یا یہ کہ تین حرف سے زیادہ ہو پس نوح منصرف ہے کیونکہ علم تو ہے مگر دوسری شرط نہین پائی جاتی نہ متحرک الاوسط ہے اور نہ تین حرف سے زیادہ اور شتر دیار بکر مین ایک قلعہ کا نام ہے غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین علمیت بھی ہے اور متحرک الاوسط بھی ہے - اور ابراہیم بھی غیر منصرف ہے کیونکہ اسمین علمیت ہے اور تین حرف سے زیادہ ہے جمع شرط اسکی یہ ہے کہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو یعنی وہ صیغہ جمع کا کہ الف جمع کے بعد دو حرف ہون یا تین حرف ہون کہ اُس کا درمیانی حرف ساکن ہو یا ایک ہی حرف ہو مگر مشدد اور اخیر مین اُس کے ۃ نہ ہو تا ہو ۔ اور مراد منتہی الجموع سے ہے کہ ایسی جمع کہ جسکی پھر دوبارہ جمع مکسر نہو سکے خواہ وہ ایک ہی دفعہ جمع کیا گیا ہو یا دو دفعہ جیسے مساجد کہ اسمین الف جمع کے بعد دو حرف ہین اور جیسے مصابیح کہ اس مین الف جمع کے بعد تین حرف ہین اور ساکن الاوسط ہے اور فرازنۃ منصرف ہے کیونکہ اگرچہ منتہی الجموع کے وزن پر ہے مگر اسکے اخیر مین ۃ آگئی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضاجر علم جنس ہے ضبع کا کہ واحد و کثیر دونون پر بولا جاتا ہے اور اسمین جمع کے معنی نہین ہین جیسا

اور علت اوسکی یہ ہے کہ ... ...

اور علت اوسکی وزن اور ... ...

پس اس کو منصرف پڑھنا چاہیئے حالانکہ غیر منصرف پڑھتے ہین ابن حاجب نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ضبا جر جسوقت ضبعؔ کا علم ہو تو غیر منصرف ہے کیونکہ منقول عن الجمع ہے یعنی اصل مین جمع ہے ضبجر کی جسکے معنی ہین بزرگ شکم والا چونکہ کفتار کا بھی پیٹ بڑا ہوتا ہے اسلئے اس کا بھی یہی نام رکھا گیا پس اس مین اگرچہ بالفعل جمعیت نہین پائی جاتی مگر اصل مین تو جمعیت ہے حاصل یہ ہوا کہ جمعیت کے دو قسم ہین ایک جمعیت اصلیہ دوسرے جمعیت حالیہ اور جو غیر منصرف مین معتبر ہے وہ جمعیت اصلیہ ہے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ سراویل اسم جنس ہے واحد وکثیر دونون پر بولا جاتا ہے نہ اسمین جمعیت حالیہ ہے اور نہ جمعیت اصلیہ پھر اسکو غیر منصرف کیون پڑھتے ہین اس کا جواب صاحب کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ اگر اسکو غیر منصرف پڑھین جیساکہ اکثر استعمال مین ہے تو بعض کے پاس اسم عجمی ہے اور وزن جمع پر حمل کیا گیا ہے یعنی اگرچہ اسمین نہ جمعیت حالیہ ہے نہ اصلیہ مگر چونکہ وزن جمع منتہی الجموع کا ہے اس لئے غیر منصرف پڑھا گیا اور بعض کہتے ہین کہ اسم عربی ہے مگر چونکہ یہ غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اس لئے سروالہؔ کی جمع قرار دیا گیا ہے اور اگر منصرف پڑھین تو اسمین کوئی جھگڑا نہین ہے - اور جو جمع منقوص کہ وزن پر فواعل کے ہو یائی ہو یا وادی جیسے جواری و دواعی حالت رفع اور جر مین باعتبار صورت کے یا حذف ہونے اور تنوین داخل ہونے مین مانند قاضی کے ہے لیکن حالت نصب مین (ی) متحرک اور مفتوح بلا تنوین ہی رہیگی جیسے جارتی[illegible]

حالت نصب مین چونکہ صیغہ منتہی الجموع کا پورا جمعیت کے معنی کے ساتھ پایا جاتا ہے اس لئے غیر منصرف ہونے مین کوئی کلام نہین اور حالت رفع وجر مین چونکہ وزن جمع کا پورا نہین ہے اسلئے غیر منصرف ہونے مین اختلاف ہے ۱۲

جو ادی مررست بجوار ترکیب یعنی دو یا دو سے زیادہ کلمونکا ایک کلمہ
بن جانا بغیر کسی حرف کے جز، واقع ہونے کے شرط اسکی یہ ہے کہ علم ہو اور
نسبت اضافی و اسنادی نہو جیسے بعلبک کہ نام ہے کسی شہر کا و مرکب ہے
بعل سے جو ایک بت کا نام ہے اور بک سے جو صاحب شہر کا نام ہے
دونون ملکر ایک اسم واحد کر لئے گئے اور انمین نہ نسبت اضافی ہے اور
نہ اسنادی **الف و نون زائدتان** اگر اسم مین پائی جائین تو شرط
اسکی یہ ہے کہ علم ہو جیسے عمران اور اگر صفت مین پاے جائین تو بعض لوگ
یہ کہتے ہین کہ اسکا مونث وزن پر فعلانہ کے نہونی چاہیے اور بعض کہتے ہین
کہ اسکا مونث فعلیٰ کے وزن پر ہونی چاہیے اس لئے رحمان مین اختلاف
ہے جو لوگ کہتے ہین کہ مونث فعلانہ کے وزن پر نآئے تو غیر منصرف ہے
اُن کے پاس یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث رحمانہ نہین آیا اور
جو لوگ یہ کہتے ہین کہ مونث فعلیٰ کے وزن پر آوے تو غیر منصرف ہے
اور چونکہ اسکا مونث رحمیٰ نہین آیا ہے اس لئے اُنکے پاس منصرف ہے
بخلاف سکران کے کہ یہ سب کے پاس غیر منصرف ہے کیونکہ اس کا مونث
سکریٰ ہے نہ سکرانۃ اور ندمان سب کے پاس منصرف ہے کیونکہ اسکا
مونث ندمانۃ ہے نہ ندمی یہ اُس صورت مین ہے کہ جسوقت ندمان معنی مین
ندیم کے ہو اور اگر معنی مین نادم کے ہو تو سب کے پاس منصرف ہے
کیونکہ مونث اسکا ندمی ہے نہ ندمانۃ **وزن فعل** شرط اسکی یہ ہے کہ اسم
فعل کے جس وزن پر ہے وہ وزن خاص فعل کا ہو جیسے شَمَّرَ دُئِل ضُرِبَ

کہ شمّر نام گھوڑے کا ہے اور ضُرَب نام کسی شخص کا اور یہ دونوں صیغے خاص فعل کے ہین یا یہ کہ وزن فعل کے اول اتین حروف یا نَیت مین سے کوئی ایک حرف ہو اور اس کے اخیر مین (ۃ) نا ئی ہو اس وجہ سے احمر غیر منصرف ہے کیونکہ اس کے ابتدا مین الف آیا ہے اور آخر مین (ۃ) نہین آئی ہے اور یعمل منصرف ہے کیونکہ اسکا مونث یعملۃ ہے —

(ف) جس اسم غیر منصرف مین علمیت موثرہ ہو یعنی وہ علمیت جو غیر منصرف کو غیر منصرف بنانے والی ہو خواہ مستقل ایک سبب ہو یا کسی اور سبب کی شرط ہو جسوقت اس اسم کو جو نکرہ کر دین گے تو منصرف ہو جائیگا کیونکہ یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ علمیت موثرہ ہوکر نہین پائی جاتی مگر اس سبب مین کہ جہان علمیت شرط ہے یعنے (تانیث لفظی یا معنوی عجمہ ترکیب الف نون زائدتان) سواے عدل و وزن فعل کے کہ اس مین علمیت موثرہ تو ہوتی ہے مگر شرط نہین ہے عدل و وزن فعل دونون باہم ضد ہین پس علمیت کے ساتھ ان دونون مین سے کوئی ایک پایا جائیگا یعنی وزن فعل ہوگا تو عدل نہوگا یا عدل ہوگا تو وزن فعل نہوگا حاصل اسکا یہ ہوا کہ اسم غیر منصرف دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ اسمین علمیت شرط ہوکر پائی جاے اور دوسرا یہ کہ علمیت موثرہ ہو شرط نہو پہلی صورت مین جس وقت وہ اسم نکرہ کر دیا جاے گا تو منصرف ہو جاے گا کیونکہ جس وقت علمیت چلی جاے گی تو دوسرا سبب بھی جو مشروط بعلمیت تھا موافق اذا فات الشرط فات المشروط کے چلا جاے گا دوسری صورت مین جس وقت اسم کو نکرہ کرینگے تب بھی

منصرف ہوجائے گا کیونکہ بسبب نکرہ ہونے کے جسوقت علمیت زائل ہو
ہوجائیگی تو ایک سبب باقی رہجائیگا اور وہ ایک سبب غیر منصرف ہونے
کے لئے کافی نہین ہے۔ اور جو صفت کا صیغہ کہ وصفی معنی رکھتا ہو اور
پھر علم ہوجاوے اور پھر نکرہ ہو تو بعد نکرہ ہونے کے منصرف و غیر منصرف
پڑھے جانے مین اختلاف ہے سیبویہ کہتا ہے کہ غیر منصرف پڑھنا چاہیے
کیونکہ جسوقت علم بنایا گیا تو صفت جو اسکے ضد بھی وہ زائل ہوگئی اور جب
نکرہ کیا گیا تو وہ صفت زائل شدہ کا اعتبار رکرکے غیر منصرف پڑھنی چاہیے
کیونکہ صفت اصلیہ کا لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہ رہا اخفش کہتا ہے
کہ صفت علمیت کے سبب سے زایل ہوئی اور علمیت بوجہ تنکیر کے او زایل
شدہ چیز کو بغیر ضرورت کے لحاظ کرنے کی کوئی ضرورت نہین اگر صفت
اصلیہ کے لحاظ کرنے کے لئے کوئی مانع نہو تو اسکے لحاظ کرنے کا کوئی باعث
بھی نہین ہے حالانکہ اسم مین اصل انصراف ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ جیسا سیبویہ نے تنکیر کے بعد صفت اصلی کا لحاظ کرلیا ہے ویسا ہی اسکو
لازم ہے کہ حالت علمیت مین بھی اُس صفت اصلیہ کا لحاظ کرکے غیر منصرف
پڑھے جیسے حاتم وغیرہ اسکا جواب مصنف نے اسطرح سے دیا ہے کہ
سیبویہ کو یہ لازم نہین آتا کہ حالت علمیت مین بھی صفت اصلیہ کا لحاظ کرے
کیونکہ اس صورت مین دو متضاد چیزون کا ایک ہی حکم مین لحاظ کرنا لازم
آتا ہے اور یہ ناجائز ہے اور سیبویہ نے جو احمر مین صفت اصلیہ کا لحاظ لیا
ہے تو تنکیر کے بعد ہے نہ حالت علمیت مین اور ہر اسم غیر منصرف جسوقت

اسپر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو کسی اور اسم کی طرف تو منصرف ہو کر اُسکو کسرہ آتا ہے جیسے بالاحمد ۔ وجاء احمکم عمر ہو مرفوعات ۔ مرفوع وہ اسم ہے جو فاعلیت کی علامت کو شامل ہو خواہ وہ علامت ضمہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ یا واؤ جیسے جاء ابوک یا الف جیسے جاء رجلان ۔ مرفوعات میں سے ایک فاعل ہے اور وہ وہ اسم ہے کہ جسکے طرف فعل یا شبہ فعل کی اسناد کی گئی ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے پہلے آیا ہو اسطرح سے کہ وہ فعل یا شبہ فعل قائم ہو اس اسم سے جیسے قام زیدٌ کہ اسمین قام جو فعل ہے قائم ہوا ہے زید سے اور جیسے زید قائمٌ ابوہ کہ اسمین قائم جو شبہ فعل ہے قائم ہوا ہے ابوہ سے اور اصل فاعل کی یہ ہے کہ فعل کے بعد بغیر فاصلہ کے متصل ذکر ہو اس لئے ضرب غلامہ زید کہنا صحیح ہے اگرچہ اسمین (ہ) کا مرجع جو زید ہے باعتبار لفظ کے متاخر ہے لیکن رتبۃً اور معنی کے لحاظ سے مقدم ہے پس اس قسم کا اضمار جسکو اضمار قبل الذکر لفظاً کہتے ہیں جائز ہے اور ضرب غلامہ زیداً کہنا ناجائز ہے کیونکہ (ہ) کا مرجع جو زید ہے باعتبار لفظ کے بھی موخر ہے اور باعتبار رتبہ کے بھی پس اضمار قبل الذکر لفظاً و رتبۃً ناجائز ہے ۔ فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا چار صورتوں میں واجب ہے ۔ ایک تو یہ کہ فاعل اور مفعول میں لفظاً اعراب نہو اور قرینہ بھی نہ ہو جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ ۔ دوسرے یہ کہ فاعل ضمیر متصل ہو جیسے ضربت زیداً ۔ تیسرے یہ کہ فاعل کا مفعول بعد الّا کے واقع ہو جیسے ما ضرب زیدٌ الا عمراً چوتھے یہ کہ فاعل کا مفعول ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الّا کے معنی دیتا ہو جیسے

انما ضرب زیدٌ عمراً - اور مفعول کو وجوباً فاعل پر مقدم کرنے کی بھی چار صورتیں
ہین - اول یہ کہ مفعول کی ضمیر فاعل سے متصل ہو جیسے ضرب زیداً غلامہ
دوم یہ کہ فاعل بعد الا کے واقع ہو جیسے ما ضرب عمراً الا زیدٌ سوم یہ کہ
فاعل ایسے حرف کے بعد واقع ہو جو الّا کے معنی دیتا ہو جیسے انما ضرب
عمراً زیدٌ چہارم یہ کہ مفعول فعل سے متصل ہو اور فاعل ضمیر متصل نہ ہو جیسے
ضربک زیدٌ - کبھی فعل کو قرینہ قائم ہونے کی صورت مین جوازاً حذف
کر دیتے ہین یعنی سوال محقق یا مقدر کے جواب مین جیسے کوئی شخص کہے
مَنْ قَامَ تو اس کے جواب مین کہتے ہین زیدٌ یعنی قَامَ زیدٌ اور جیسے
اس مصرع مین ع لِیُبکَ یزیدُ ضارعٌ لخصومۃ * کہ ضارع کا فعل
یبکیہ سوال مقدر کے جواب مین حذف ہوا ہے یعنی من یبکیہ
اے ضارع اور کبھی فعل کو وجوباً حذف کر دیتے ہین جس مقام مین
کہ فعل حذف کیا گیا ہو اور پھر ابہام رفع کرنے کے لئے اُس کی تفسیر کی
گئی ہو جیسے اس آیہ مجید مین وَاِنْ اَحدٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ کہ یہ
اصل مین ان استجارک احدٌ من المشرکین استجارک تھا احدٌ کا فعل جو
استجارک اول ہے حذف کر دیا گیا اور استجارک ثانی سے اسکی تفسیر
کی گئی اور وجوب حذف اس لئے ہے کہ مفسر قائم مقام ہو گیا ہے مفسّر کے
اور کبھی فعل و فاعل دونون حذف کر دیے جاتے ہین جیسے نعم اس
شخص کے جواب مین جو اقام زیدٌ کہے تنازع الفعلان جس مقام
کہ پہلے دو فعل ذکر کیے جاوین اور ان کے بعد ایک اسم ظاہر ہو اور ان

دونون فعلون کا تنازع واقع ہوا اس اسم ظاہر پر یعنی ان دونون فعلو
مین سے ہر ایک فعل اُس اسم ظاہر کو اپنا معمول بنانا چاہے تو اس کی چار
صورتین ہین اول یہ کہ فاعلیت مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اسم ظاہر کو
اپنا فاعل بنانا چاہے جیسے ضربنی و اکرمنی زید دوم یہ کہ مفعولیت
مین تنازع ہو یعنی ہر ایک فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے جیسے
ضربت و اکرمت زیداً سوم یہ کہ فاعلیت و مفعولیت مین تنازع ہو یعنی پہلا
فعل اُس اسم کو اپنا فاعل بنانا چاہے اور دوسرا فعل اُسکو اپنا مفعول جیسے
ضربنی اکرمتُ زید چہارم یہ کہ مفعولیت و فاعلیت مین تنازع ہو یعنی
پہلا فعل اُس اسم کو اپنا مفعول بنانا چاہے اور دوسرا فعل اسکو اپنا فاعل
جیسے ضربتُ و اکرمنی زید بصریین فعل ثانی کے عمل دینے کو مختار جانتے
ہین اگرچہ فعل اول کو عمل دینا بھی جائز ہے اور کوفیین فعل اول کے عمل
دینے کو مختار جانتے ہین اگرچہ فعل ثانی کو عمل دینا بھی جائز ہے پس اگر
موافق مذہب بصریین کے فعل ثانی کو عمل دین تو فعل اول کو دیکھنا چاہیے
کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہے تو اس فعل مین اسم ظاہر
کے موافق فاعل کی ضمیر لانا چاہیے اور ضمیر کو حذف نکرنی چاہیے بخلاف
کسای کے کہ وہ فاعل کی ضمیر کو حذف کر دیتا ہے اس بنا پر بصریین کے
کے موافق ضرباني و اکرمني الزيدان کہنا ہوگا اور موافق کسائی کے
ضربني و اکرمني الزيدان اور فراء کہتا ہے کہ جب پہلا فعل
فاعل کو چاہے تو اُس صورت مین فعل ثانی کو عمل دینا

ناجائز ہے کیونکہ فعل ثانی کو عمل دینے مین یا تو بصریین کے موافق اضمار قبل الذکر لازم آئیگا - یا کسائی کے موافق فاعل کو حذف کرنا ہوگا پس ایسی حالت مین فعل اول کو عمل دینا واجب ہے تا ان دونون قباحتون سے بچ رہین جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر پہلا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو مفعول کا حذف کرنا چاہیے جیسے ضربت واکرمنی زیدٌ اور اگر افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا چاہیے جیسے حسبنی منطلقاً وحسبت زیداً منطلقاً کہ اسمین حسبنی کا دوسرا مفعول یعنی پہلا منطلقاً ظاہر کیا گیا کیونکہ افعال قلوب کے مفعولون مین سے کسی مفعول کو حذف کرنا اور مفعول مین اضمار قبل الذکر دونون ناجائز ہین اور اگر موافق کوفیین کے فعل اول کو عمل دین تو فعل ثانی کو دیکھنا چاہیے کہ فاعل کو چاہتا ہے یا مفعول کو اگر فاعل کو چاہتا ہے تو فعل ثانی مین فاعل کی ضمیر لانی چاہیے جیسے ضربنی واکرمانی الزیدان اور اگر مفعول کو چاہتا ہے اور وہ فعل افعال قلوب سے نہو تو فعل ثانی مین مفعول کی ضمیر لانا اور حذف کرنا دونون جائز ہین مگر مختار یہ ہے کہ ضمیر لائین جیسے ضربنی واکرمته زیدٌ اگرچہ ضربنی واکرمت زیدٌ جائز ہے اور اگر ضمیر لانے اور حذف کرنے سے کوئی مانع ہو یعنی مثلاً وہ فعل افعال قلوب سے ہو تو مفعول کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے حسبنی وحسبتهما منطلقین الزیدان منطلقاً کہ اسمین حسبنی کو عمل دیکر الزیدان کو اسکا فاعل بنایا اور منطلقاً کو اسکا مفعول اور حسبتهما مین پہلے مفعول کو مضمر کیا اور اسکے دوسرے مفعول منطلقین کو ظاہر کیا اور چونکہ کوفیین نے

فعل اول کو عمل دینے کے مختار ہونے پر امر القیس کے قول سے جو

ولو انما اسعی لادنی معیشة + کفانی ولم اطلب قلیل من المال

ہے اسطرح سے استدلال کیا تھا کہ اس شعر مین کفانی ولم اطلب دو فعل

ہین جو قلیل من المال مین تنازع کرتے ہین اور پہلا فعل اسکو اپنا فاعل بنانا

چاہتا ہے اور دوسرا فعل اپنا مفعول تو امرؤالقیس نے جو افصح شعراء

عرب سے ہے فعل اول یعنی کفانی کو عمل دیکر قلیل من المال کو اسکا فاعل قرار دیا

پس اگر فعل اول کو عمل دینا مختار نہوتا تو ایسا فصیح شاعر غیر مختار کو کیون اختیار

کرتا مصنف نے بصریین کی طرف سے جواب دیا ہے کہ کفانی ولم اطلب

قلیل من المال تنازع الفعلین کی قسم سے نہین ہے ورنہ معنی بگڑ جاتے ہین

وجہ اسکی یہ ہے کہ (لو) اگر فعل مثبت پر داخل ہو خواہ وہ شرط ہو یا جزاء یا شرط

و جزاء پر کوئی اسم معطوف ہو تو اسکو منفی کر دیتا ہے اور اگر منفی پر داخل ہو تو اسکو

مثبت کر دیتا ہے تو اس قاعدہ کے موافق چونکہ یہان اسعی و کفانی پر جو فعل

مثبت ہین لو داخل ہوا ہے اسلئے اسعی کے معنی عدم سعی اور کفانی کے

معنی عدم کفایت کے ہونگے اور چونکہ لم اطلب فعل منفی پر بھی لو داخل ہوا ہے

کیونکہ کفانی پر معطوف ہے تو اسکے معنی طلب کے ہونگے حاصل معنی یہ

ہوگا کہ تھوڑی معیشت کے لئے مین نے کوشش نہ کی اور مجھے تھوڑا مال

بس نہوا اور مین نے تلاش کی یہ معنی باہم منافی ہین پس اس شعر مین تنازع

واقع نہین ہوا بلکہ قلیل من المال فاعل ہے کفانی کا اور لم اطلب کا مفعول

محذوف ہے یعنی لم اطلب الغنی والمجد جیسا کہ اس کے پیچھے آنیوالے شعر سے معلوم ہوتا ہے

ولكنما اسعی لمجد موثل + وقد يدرك المجد الموثل امثالی + حاصل معنی اسکا یہ ہے مین پائدار بزرگی کے حاصل کرنے مین کوشش کیا کرتا ہون اور مجھ جیسے لوگ ایسے ہی بزرگی کو حاصل کیا کرتے ہین **مفعول مالم یسم فاعلہ** - وہ مفعول ہے کہ جسکا فاعل محذوف ہو اور وہ مفعول اُس فاعل کی جگہ مین رکھدیا جاسے شرط اسکی یہ ہے کہ معروف کے صیغہ کو خواہ وہ ماضی ہو یا مضارع مجہول بنالین جیسے ضَرَبَ زیدٌ عمرًا مین ضرب عمرٌ و ضَرَبَ زیدٌ عمرًا مین یُضرَبُ عمرٌ اور علمتُ یعنی دو مفعول کو چاہنے والے فعل کا دوسرا مفعول و اعلمتُ یعنی تین مفعول کو چاہنے والے فعل کا تیسرا مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ نہین بن سکتا کیونکہ علمت کی دوسرے مفعول کی اسناد پہلے مفعول کی طرف اسناد تام ہے پس اگر فعل کی بھی اسناد تام اسکی طرف ہو تو اسکا مسند و مسندالیہ ہونا ایک حالت مین لازم آتا ہے یہی حال اعلمت کے تیسرے مفعول کا ہے پس علمت زیدًا فاضلًا مین عُلِمَ زیدٌ فاضلًا ہوگا نہ عُلِمَ فاضلٌ زیدًا اور اعلمت زیدًا عمرًا فاضلًا مین اُعْلِمَ زیدٌ عمرًا فاضلًا یا اُعْلِمَ عمرٌو زیدًا فاضلًا ہوگا نہ اُعْلِمَ فاضِلٌ زیدًا عمرًا اور مفعول لہ و مفعول معہ بھی نائب فاعل نہین بن سکتے کیونکہ مفعول لہ مین نصب کا ہونا ضروری ہے اور نائب ہونے سے نصب جاتا رہے گا اور مفعول معہ مین واو ہونا ضروری ہے اور واو کے ہوتے ہوسے فاعل کی جگہ مین آنہین سکتا کیونکہ واو انفصال پر دلالت کرتا ہے اور فاعل اتصال پر اور رجحان نہین کہ مفعول بہ اور دوسرے اُن مفعولون کے ساتھ پایا جاسے جو مفعول مالم یسم فاعلہ بن سکتے ہین تعین وہ

مفعول یہ ہی مفعول مالم یسم فاعلہ بنیگا ۔ کیونکہ مفعول بہ فاعل کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے پس ضرب عمرو زید یوم الجمعۃ امام الامیر ضرباً شدیداً فی داره مین ضُرب زیدٌ یوم الجمعۃ امام الامیر ضرباً شدیداً فی داره ہوگا اور اگر مفعول بہ نہو اور دوسرے مفعول پائے جائین تو سب برابر ہین جسکو چاہین مفعول مالم یسم فاعلہ بنالین اور اعطیت یعنی وہ فعل جو دو مفعول کو چاہتا ہو اور دوسرا مفعول پہلے مفعول کا غیر ہو تو ایسے فعل کے پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا اولی ہے بہ نسبت دوسرے مفعول کے کیونکہ پہلے مفعول مین فاعلیت کے معنی پائے جانے کے سبب سے فاعل کے مشابہ ہے پس اعطیت زیداً درہماً مین اُعطِیَ زیدٌ درہماً کہنا بہتر ہے بہ نسبت اُعطِیَ درہمٌ زیداً کے ۔ اور مرفوعات مین سے **مبتدا و خبر** بھی ہین **مبتدا** وہ اسم ہے جو عوامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو یا ایسا صفت کا صیغہ جو حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو اور اپنے مابعد کے اسم ظاہر کو رفع دے جیسے زیدٌ قائمٌ مثال مبتدا کے پہلے قسم کی ماقائمٌ الزیدان و اقائمٌ الزیدان مثال ہے اوس صفت کے صیغہ کی جو حرف نفی و استفہام کے بعد آیا ہے اگر صفت کا صیغہ اپنے بعد کے اسم مفرد کے موافق ہو یعنی صفت کا صیغہ بھی واحد ہو اور اسکے مابعد کا اسم بھی واحد ہو تو وہان دو نوجہ جائز ہین یعنی صفت کو مبتدا بنائین اور اسکے مابعد کو اسکا فاعل قائم مقام خبر اور صفت کو خبر مقدم اور مابعد کو مبتدا مؤخر پس یہان تین صورتین نکلتی ہین اول اقائمان الزیدان اسمین الزیدان مبتدا اور اقائمان خبر مقدم دوم اقائم الزیدان اسمین الزیدان صفت کا فاعل

مطلب یاد رہے کہ معنی ابتدا مبتدا و خبر دونون مین عامل معنوی ہے بعض نحوی کہتے ہین اور بعض کہتے ہین ابتدا عامل مبتدا مین اور مبتدا خبر مین یہ قول سیبویہ کی طرف بھی منسوب ہے اور بعض کہتے ہین کہ مبتدا عامل ہے خبر مین اور خبر مبتدا مین اور بعض کہتے ہین ابتدا عامل ہے مبتدا اور خبر دونون مین

ہوگا قائم مقام خبر سوم اقائمٌ زیدٌ اسمین دونون وجہ جائز ہین جیسا ابھی گذرا خبر وہ اسم ہے
جو عوامل لفظی سے خالی ہوا اور مسند بہ ہو اور وہ صفت کا صیغہ نہو جو مبتدا کی تعریف مین
مذکور ہوا ہے اصل مبتدا کی یہ ہے کہ خبر سے پہلے ہو اسلیے فی دارہ زیدٌ کہنا صحیح ہے
کیونکہ (ہ) کا مرجع زید اگرچہ لفظاً مین موخر ہے مگر رتبۃً مقدم اور صاحبہا فی الدار کہنا
ناجائز ہے کیونکہ ہا کا مرجع جو دار ہے لفظاً بھی موخر ہے اور رتبۃً بھی جو نادرست ہے اور
مبتدا الی اصل معرفہ ہے مگر کبھی نکرہ بھی مبتدا بنجاتا ہے جبوقت کہ کسیطرح
سے اسمین خصوصیت پیدا ہوجاے مثلاً نکرہ موصوف ہو کسی صفت سے
جیسے ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ مین عبد شامل تھا مومن اور کافر
دونون کو جسوقت کہ موصوف ہوا مومنٌ سے تو اسمین خصوصیت آگئی
یا یہ کہ نکرہ حرف استفہام و ما تردیدیہ کے ساتھ مذکور ہو جیسے ارجلٌ فی
الدار ام امراۃ کہ متکلم جانتا ہے کہ کوئی ایک ان دونون مین سے گھر مین
ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خاص وہ مرد ہی ہے یا عورت تو گویا متکلم دو معلوم
چیزونمین سے ایک کی تعیین کا سوال کرتا ہے پس رجلٌ اور امرأۃٌ دونونمین تخصیص آگئی یا یہ کہ نکرہ حرف
نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما احدٌ خیرٌ منک کیونکہ نکرہ جب نفی مین آتا ہے تو فائدہ استغراق کا دیتا ہے یعنی نفی تمام افراد
کو گھیر لیتی ہے تو گویا تمام افراد حکم مین امر واحد کے ہین اور اسپر نفی کا حکم کیا گیا ہے یا یہ کہ نکرہ جو مبتدا
واقع ہوا ہے وہ دراصل فاعل ہو اور فاعل مین تخصیص پیدا ہونیکے سبب سے اس نکرہ مین خصوصیت
آجاے جیسے شرٌ اہر ذا ناب کہ استعمال کیا جاتا ہے جگہ مین ما اہر ذا ناب الا شرٌ کے اور
شرٌ مین ما و الا کے بعد آنیکی وجہ سے تخصیص آگئی ہے اس سبب سے شرٌ اہر ذا ناب
مین بھی خصوصیت آگئی یا یہ کہ خبر کے مقدم ہونے سے مبتدا

مین خصوصیت آجاے جیسے فی الدار رجل یا یہ کہ نکرہ مین متکلم کی طرف
منسوب ہونے کے سبب سے خصوصیت آجاے جیسے سلامٌ علیک
کہ اصل مین سلمتُ سلاماً تھا فعل کو حذف کرکے سلامٌ کو رفع دیا گیا تاکہ دوام
واستمرار پر دلالت کرے پس گویا سلام کرنے والا کہتا ہے کہ سلامی اسی
سلامٌ من قبلی علیک اور خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زیدٌ ابوہ قائم اور
کبھی فعلیہ جیسے زیدٌ قام ابوہ اور خبر مین ایک ایسی ضمیر چاہیے جو مبتدا کی
طرف راجع ہو اور کبھی اس ضمیر کو حذف بھی کردیتے ہین جیسے البُرّ الکُرُّ
بستین درہماً والسّمن منوان بدرہم ای الکر منہ ومنوان منہ اور جبوقت کہ خبر
ظرف ہو تو اکثر نحوئین یعنی بصرئین کے پاس جملہ مقدر رہتا ہے اور بعض یعنی
کوفیین کہتے ہین کہ اسم مفرد مقدر رہے وجہ اکثر کی یہ ہے کہ ظرف کے لیے
ایک ایسا متعلق چاہیے جو اس ظرف مین عمل کرتا ہو اور اصل عمل کرنے مین
فعل ہے اور بعض کی دلیل یہ ہے کہ اصل خبر مین افراد ہے تو اسم مفرد ہی
مقدر رکھنی چاہیے۔ مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا چار صورتون مین واجب ہے
اوّل یہ کہ مبتدا ایسے معنی کو شامل ہو جو ابتدا ء کلام مین آتے ہون مثلاً
مبتدا مین استفہام کے معنی پاے جائین جیسے من ابوک دوم یہ کہ مبتدا
و خبر دونون معرفہ ہون جیسے زید (لنا) المنطلق سوم یہ کہ مبتدا و خبر دونون
تخصیص مین مساوی ہون جیسے اسن منی افضل منک چہارم یہ کہ مبتدا
کی خبر فعل واقع ہو جیسے زیدٌ قام اور چار صورتون مین خبر کو مبتدا پر مقدم
کرنا واجب ہے اول یہ کہ خبر شامل ہو ایسے معنی کو جو ابتدا ء کلام مین

آتے ہون جیسے این زیدٌ دوم یہ کہ خبر مبتدا کی مصحح ہو یعنی خبر بسبب اپنے مقدم ہونے کے مبتدا مین مبتدا بن کی صلاحیت پیدا کر دے جیسے فی الدار رجلٌ سوم یہ کہ مبتدا مین متعلق خبر کی ایک ضمیر ہو جو راجع ہو اس متعلق کی طرف جیسے علی التمرۃِ مثلہا زبداً کہ مثلہا مین جو مبتدا ہے ایک ضمیر ہے پھرتی ہے تمرۃ کی طرف جو متعلق خبر ہے چہارم یہ کہ ان مفتوحہ مع اپنے اسم و خبر کے مبتدا واقع ہو اور یہ خبر اُس مبتدا کی خبر ہو جیسے عندی انک قائمٌ اور ایک مبتدا کے لئے کئی خبر بھی ہوسکتی ہین جیسے زیدٌ عالمٌ عاقلٌ فاضلٌ کبھی مبتدا معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے اسوقت اسکی خبر پر (ف) کا داخل ہونا صحیح ہے کیونکہ اس صورت مین مبتدا مشابہ شرط کے اور خبر مشابہ جزا کے ہے اور جزا پر (ف) آیا کرتی ہے اسکی دو صورتین ہین اول یہ کہ مبتدا اسم موصول ہو اور اسکا صلہ فعل یا ظرف واقع ہو جیسے الذی یاتینی فلہ درہم والذی فی الدار فلہ درہمٌ دوم یہ کہ مبتدا نکرہ ہو اور فعل یا ظرف اسکی صفت واقع ہو جیسے کلُ رجلٍ یاتینی فلہ درہمٌ وکلُ رجلٍ فی الدار فلہ درہمٌ جو مبتدا ایسا ہو کہ جسکی خبر پر (ف) آسکتی ہو اگر اسپر لیتَ ولعلَّ داخل ہون تو پھر اس خبر پر بالاتفاق (ف) داخل نہین ہوسکتی۔ پس لیت ولعلّ الذی یاتینی او فی الدار فلہ درہمٌ کہنا صحیح نہین ہے اور بعضی نحوئین یعنی سیبویہ نے اِنَّ مکسورہ کو بھی لیتَ ولعلَّ کے ساتھ شریک کر دیا ہے یعنی جسطرح سے کہ لیت ولعلّ خبر پر (ف) کے داخل ہونے کو منع کرتے ہین اسی طرح انّ مکسورہ بھی خبر پر (ف) کے آنے کو منع کرتا ہے اور اگر قرینہ قائم ہو تو مبتدا کو

(حاشیہ:) دونون کی جزا پر (ف) آتی ہے جیسا کہ قرآن مین آیا ہے ... الذین کفروا وماتوا وہم کفار فلن یقبل ... [illegible]

حذف کرنا جائز ہے جیسے چاند دیکھنے والے کا پکار کر کہنا الہلال و اللہ ای
ہذا الہلال و اللہ اور اگر قرینہ قائم ہو تو خبر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
خرجت فاذا السبع ای خرجت فاذا السبع واقف اور جس مقام پر کہ خبر کی جگہ
پر کوئی اور چیز لازم کردی گئی ہو تو وہاں خبر کا حذف کرنا واجب ہے اسکی
چار صورتین ہین اول یہ کہ مبتدا بعد لولا کے واقع ہو جیسے لولا زید لکان کذا
ای لولا زید موجود کہ اسمین جواب لولا کا جو لکان کذا ہے موجود کی جگہ مین رکھا گیا ہے جو خبر
دوم یہ کہ مبتدا مصدر ہو اور منسوب ہو صرف فاعل کی طرف یا صرف مفعول کی طرف یا
فاعل و مفعول دونوں کی طرف اور بعد اسکے حال واقع ہو جیسے ذہابی راجلا مثال ہو مصدر کے فاعل
کی طرف منسوب ہونیکی اور ضرب زید قائما مثال ہو مصدر کے مفعول کیطرف منسوب ہونیکی ضربی
زیدا قائما یا قائمین مثال ہو مصدر کے فاعل و مفعول دونوں کی طرف منسوب ہونیکی اور تقدیر ضربی زیدا
قائما کی ضربی زیدا حاصل اذا کان قائما ہے حاصل جو خبر ہے وہ حذف ہو گیا - اور پھر اذا اسے
اپنی شرط (کان) کے جو حال کا عامل ہے حذف ہو گیا اور حال مین چونکہ
معنی ظرفیت کے پائے جاتے ہین اسلئے وہ قائم کیا گیا جگہ مین اذا کان
کے جو ظرف ہے پس حال قائم مقام ظرف کے ہے جو قائم مقام ہے خبر کے
تو حال قائم مقام خبر کے ہوا سوم وہ مبتدا کہ جسکی خبر مقارنت کے معنی
اور اس کی خبر پر کسی چیز کا عطف کیا جاوے اوس واو کے ذریعہ سے جو بمعنی
مع ہے جیسے کل رجل و ضیعتہ ای کل رجل مقرون مع ضیعتہ کہ مقرون کو
جو خبر ہے حذف کر کے ضیعتہ کو جو معطوف ہے اسکی جاے پر رکھ دیا
چہارم مبتدا مقسم بہ ہو اور خبر اسکی قسم جیسے لعمرک لافعلن کذا ای لعمرک

قسمی لافعلن کذا کہ قسمی کو جو خبر ہے حذف کر کے جواب قسم کو جو لافعلن کذا ہے

اسکے جلسے پر رکھدیا مرفوعات مین سے خبر اِنَّ اور اس کے

اخوات کی بھی ہے جو ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے

جیسے اِن زیداً قائمٌ اور مقصود دخول حروف سے یہ ہے کہ یہ حروف

مبتدا و خبر پر داخل ہو کر لفظاً و معنیً اثر پیدا کرین تو پھر تعریف ٹوٹ نہین سکتی

اگر کوئی اِنَّ زیدا یقوم ابوہ سے اعتراض کرے کہ یقوم یہان مسند نہین ہے

باوجودیکہ اسپر اِن داخل ہے کیونکہ یقوم یہان اس وجہ سے کہ اس کی

اسناد ابوہ کی طرف ہے اِنَّ کا مدخول ہی نہین ہے بلکہ پورا جملہ یقوم ابوہ اِن

کا مدخول ہے اور اِنَّ کی خبر کا حکم مبتدا کے خبر کے مانند ہے مفرد و جملہ

و نکرہ و معرفہ ہونے مین مگر ایک صورت مین خلاف ہے کہ مبتدا کی خبر

مبتدا سے پہلے آسکتی ہے اور اِن کی خبر اس کے اسم سے پہلے نہین آتی

ہان اگر اِنَّ کی خبر ظرف ہو تو اسم کے پہلے آسکتی ہے اِن الینا ایابہم

خبر لای نفی جنس کی لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے

جیسے لا غلام رجلٍ ظریفٌ فیہا اور اکثر حذف ہوا کرتی ہے جیسے لا الہ

الا اللہ اسے لا الہ موجودٌ الا اللہ بنی تمیم لای نفی جنس کی خبر کو لفظ مین کبھی

باقی نہین رکھتے بلکہ حذف کرنا واجب سمجھتے ہین یا یہ مراد ہے کہ لای نفی

جنس کو خبر کا محتاج نہین سمجھتے نہ لفظاً نہ تقدیراً پس لا اہلَ و لا مالَ کے معنی

انتفی الاہل والمال کے ہین اسم ما و لا مشبہتین بلیس کا ان حروف

کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ما زیدٌ قائماً و لا رجلٌ

افعل منک اور لیس کا عمل لا کے معنی میں شاذ ہے کیونکہ لا کو لیس کے ساتھ کم مشابہت ہے اس لئے کہ لیس حال کی نفی کے لئے آتا ہے اور لا مطلق نفی کے لئے بخلاف ما کے کہ وہ حال کی نفی کے لئے ہے۔

منصوبات

منصوبات وہ اسم ہے جسمین مفعولیت کی علامت پائی جائے اون منصوب مین سے ایک مفعول مطلق ہے اور وہ ایک اسم ہے جس کے پہلے ایک صیغہ فعل کا ہو اور یہ اسم اوس فعل مذکور کے فاعل کا فعل ہو اور وہ فعل اس اسم کے ہم معنی بھی ہو۔ کبھی مفعول مطلق تاکید کے لئے آتا ہے جیسے جلستُ جلوسًا۔ کبھی نوعیت کے لئے جیسے جلستُ جلسۃً اور کبھی عدد کے لئے جیسے جلست جلسۃ۔ اور مفعول مطلق جو تاکید کے لئے آتا ہے صرف واحد ہوگا نہ تثنیہ ہوگا نہ جمع بخلاف اوس مفعول مطلق کے جو نوعیت یا عدد کے لئے آتا ہے اسکا تثنیہ بھی آئے گا اور جمع بھی۔ کبھی مفعول مطلق کے لفظ الگ ہوتے ہیں اور فعل کے لفظ الگ مگر معنی ایک ہی ہوتے ہین جیسے قعدتُ جلوسًا اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے خیر مقدم کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر سے آیا ہو یعنی قدمتَ قدومًا خیرَ مقدمٍ اور مفعول مطلق کے فعل کو وجوبًا حذف کرنے کی دو قسم ہین یا تو سماعی جیسے سقیًا یعنی سقاک اللہ سقیًا رعیًا یعنی رعاک اللہ رعیًا خیبۃً یعنی خاب خیبۃً جدعًا یعنی جدع جدعًا حمدًا یعنی حمدتُ حمدًا شکرًا یعنی شکرتُ

شکراً - عجباً یعنی عجبت عجباً یا قیاسی ہے اسکے کئی مقام ہین اول یہ کہ مفعول
مطلق مثبت ہوا ور بعد نفی کے یا ایسے حرف کے بعد ہو جو نفی کے معنی دیتا ہو
اور وہ نفی یا وہ حرف جو نفی کے معنی مین ہو ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول
مطلق ترکیب مین اوس اسم کے خبر واقع نہو - یا مفعول مطلق مکرر ذکر کیا جاے
جیسے ما انت الا سیراً یعنی تسیر سیراً و ما انت الا سیر البرید یعنی تسیر سیر البرید - یہ
دونون مثالین اُس مفعول مطلق کی ہین جو نفی کے بعد آیا ہے مگر پہلی مثال
مین مفعول مطلق مفرد ہے اور دوسری مثال مین مضاف - و انما انت سیراً یعنی
تسیر سیراً - یہ مثال اوس مفعول مطلق کی ہے جو نفی کے معنی والے حرف
کے بعد آیا ہے و زیدٌ سیراً سیراً یعنی یسیر سیراً سیراً یہ مثال ہے اوس مفعول
مطلق کی جو مکرر آیا ہے دوم یہ کہ پہلے ایک جملہ ذکر کیا جاوے اور اوس جملہ کے
مضمون کی غرض کی تفصیل مین مفعول مطلق واقع ہو - فشدوا الوثاق فاما منّاً
بعد و اما فداءً اس مثال مین شدوا الوثاق جملہ ہے اور اس کا مضمون شدِّ وثاق
اور غرض اس سے یا تو احسان رکھنا ہے یا فدیہ دینا اسکی تفصیل مین منّاً اور
فداءً آیا ہے جو مفعول مطلق ہے یعنی تمنّون منّاً و تفدون فداءً سوم یہ کہ
مفعول مطلق کو اس غرض سے ذکر کرین کہ اوس سے کسی اور چیز کو تشبیہ دین
اور وہ ایک فعل ہو اعضا و جوارح سے اور بعد ایک ایسے جملہ کے ہو کہ جسمین
مفعول مطلق کے ہم معنی ایک اسم مذکور ہو اور اوس جملہ مین اوس چیز کی طرف
پھرنے والی ضمیر ہو کہ جس سے اوس اسم کے معنی قائم ہون جیسے مررت
بہ فاذا لہ صوتٌ صوتَ حمار یعنی یصوت صوت حمار و مررت بہ فاذا لہ

۵۰ یعنی مفعول مطلق کا اثبات مقصود ہو نہ نفی
۵۱ مضمون سے جملہ کا مصدر یا مفعول مطلق ...

صلحَ صلاحَ الکلی یعنی یصحُ صلاحَ الکلی چہارم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اوس جملہ سے سوا اُس مفعول مطلق کے کسی اور معنی کا احتمال نہو جیسے لہٗ علیّ الفُ درہمٍ عُرفًا اعترافًا یعنی اعترافًا اس قسم کے مفعول مطلق کو تاکید نفسہ کہتے ہین پنجم مفعول مطلق ایسے جملہ کا مضمون ہو کہ اس جملہ سے سوا اس مفعول مطلق کے دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو۔ جیسے زیدٌ قائمٌ حقًا یعنی احقُ حقًا اسکو تاکید لغیرہ کہتے ہین ششم مفعول مطلق تثنیہ کا صیغہ ہو اور مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف جیسے لبیکَ اَلبُّ لکَ البابین اسمین سے فعل الب حذف کرکے البابین کو جو مصدر تھا اسکی جگہ پر رکھدیا۔ پھر البابین کو جو ثلاثی مزید تھا حروف زائد گراکر مجرد کرلیا اور مضاف کیا طرف لک کے باضافت معنوی اور (ب) کو (ب) مین ادغام۔ اسی طرح سعدیک یعنی اسعدک اسعادین مگر فرق اتنا ہے کہ اُسعِدُ اپنی ذات سے بغیر ذریعہ حرف جر کے متعدی ہوتا ہے اور الَبُّ لام کے ذریعہ سے متعدی ہوتا ہے۔

مفعول بہ

وہ اسم ہے جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضربتُ زیدًا اور کبھی مفعول بہ فعل سے پہلے آتا ہے جیسے اللہَ اَعبُدُ اور کبھی مفعول بہ کا فعل حذف کردیا جاتا ہے جبوقت کہ قرینہ قائم ہو یا تو حذف کرنا جائز ہے جیسے زیدًا کہنا جواب مین اس شخص کے جس نے مَن اضرب سے سوال کیا ہو یعنی اضرب زیدًا یا حذف کرنا واجب ہے اسکے چہار مقام ہین اول سماعی جیسے امرءً ونفسہٗ

یعنی اترک امرأً و نفسہٗ و انتھوا خیراً لکم یعنی انتھوا عن التثلیث واقصدوا خیراً لکم اہلاً و سہلاً یعنی اتیتَ اہلاً و وطئتَ سہلاً اور باقی تین قیاسی ہین اوّل منادی وہ اسم ہے جسکو اپنی طرف متوجہ کرنا مطلوب ہو بذریعہ ایک ایسے حرف کے جو قائم مقام ادعو کے ہو خواہ وہ حرف لفظ مین موجود ہو یا مقدر ہو اگر منادی مفرد ہو یعنی مضاف و مشابہ مضاف نہو اور معرفہ ہو خواہ حرف ندا کے داخل ہونیسے پہلے ہی معرفہ ہو یا بعد تو علامت رفع پر مبنی ہوتا ہے جیسے یا زیدُ و یا رجلُ و یا زیدان و یا زیدون اور اگر منادی پر لام استغاثہ داخل ہو تو مجرور ہوتا ہے جیسے یا لزیدٍ اور اگر منادی کے اخیر مین الف استغاثہ ہو اور اسپر لام استغاثہ داخل نہو تو مفتوح ہوتا ہے جیسے یا زیداہ اور اگر منادی مین یہ دونون مذکورہ صورتین نہون یعنی مفرد معرفہ بھی نہو اور نہ لام و الف استغاثہ ہو بلکہ مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو تو منصوب ہوتا ہے جیسے یا عبداللہ یا طالعاً جبلاً و یا رجلاً مبنی منادی کے مفرد توابع یعنی تاکید اور صفت اور عطف بیان اور وہ معطوف بحرف کہ جسپر یا نہ آسکے یعنی معرف باللام معطوف لفظ کے لحاظ سے مرفوع ہوتے ہین اور محل کے لحاظ سے منصوب جیسے یا تمیم اجمعون و اجمعین و یا زیدُن العاقلُ و العاقلَ و یا غلامُ بشرٌ و بشراً و یا زید و الحارثُ و الحارثَ اور معرف باللام معطوف مین اختلاف ہے خلیل کہتا ہے کہ رفع دینا مختار ہے اور ابو عمر کہتا ہے کہ نصب دینا مختار ہے اور ابو العباس مبرد دونون مین محاکمہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وہ معرف باللام معطوف مانند الحسن کے ہو

یعنی ایسا اسم ہو کہ اس سے الف لام تعریف علیحدہ ہو سکے تو خلیل کی
راے کے موافق رفع دینا مختار ہے اور اگر اس اسم سے لام تعریف علیحدہ
نہو سکے جیسے النجم والصعق تو ابو عمرو کی راے کے موافق نصب دینا مختار ہے
اور منادی مبنی کے مضاف توابع یعنی تاکید و صفت و عطف
بیان منصوب ہوتے ہین جیسے یا تمیم کلھم و یا زید ذا المال و یا رجل ابا عبداللہ
اور اگر منادی کے توابع بدل ہون یا ایسا معطوف ہو کہ جسپر یا آسکے یعنی معرف
باللام نہو تو اسکا حکم بعینہ منادی مستقل کا سا ہے مفرد ہون یا مضاف مثلاً
مضاف ہون یا نکرہ جیسے مثال بدل کی یا زید عمرو و یا زید اخا عمرو و یا زید طالعاً
جبلاً یا زید رجلاً صالحاً مثال معطوف کی یا زید و عمرو و یا زید و اخا عمرو و یا زید طالعا جبلاً
و یا زید و رجلاً صالحاً اور اگر منادی علم ہو اور موصوف ہو لفظ ابن یا ابنۃ کے ساتھ
اور وہ ابن یا ابنۃ مضاف ہو کسی دوسرے علم کی طرف تو اس منادی
کو فتح دینا مختار ہے اگرچہ ضمہ بھی جائز ہے جیسے یا زید و ابن عمرو اور جسوقت
معرف باللام اسم پر حرف ندا آوے اگر اسکو منادی بنانا چاہین تو حرف ندا اور
اس اسم کے بیچ مین لفظ ایھا یا ایتھا یا ایھذا زیادہ کرنا چاہیے جیسے یا ایھا الرجل
و یا ہذا الرجل و یا ایھذا الرجل اور چونکہ یا ایھا الرجل مین مقصود بالندا الرجل ہے
اسلئے اسکے مرفوع پڑھنے کو عربون نے لازم کیا ہے اور اسی طرح اسکے جو توابع
ہونگے انکو بھی رفع دینا لازم ہے کیونکہ یہ منادی معرب کے توابع ہین جیسے
یا ایھا الرجل و الظریف و یا ایھا الرجل ذو المال ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ
پہلے بیان ہوا ہے کہ معرف باللام اسم پر حرف ندا داخل نہین ہو سکتا تو

تو پھر یا اللہ پر کیسے داخل ہوا - جواب اسطرح سے دیا ہے کہ حرف ندا کا
لام تعریف کے ساتھ جمع ہونا ایک صورت مین جایز ہے اور وہ یہ ہے کہ
لام تعریف عوض مین ہو کسی حرف محذوف کے اور پھر کلمہ کو وہ لام لازم
ہو گیا ہو اور یہ صورت خاص لفظ یا اللہ ہی مین ہے کیونکہ اصل اسکی الالٰہ
ہے ہمزہ تخفیفاً حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض مین لام تعریف بڑھا کر اللہ
کر لیا گیا اور جس ترکیب مین منادی مفرد معرفہ مکرر واقع ہوا اور پھر وہ
مضاف ہو کسی اسم کی طرف جیسے یا تیمُ تیمَ عدیٍّ تو اسمین اختیار ہے کہ اول
کو ضمہ دین یا نصب اور دوسرے کو صرف نصب ہی رہے گا - اور اگر
منادی یاے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس یاے کو فتح دینا بھی جایز ہے
جیسے یا غلامیَ اور اسکو ساکن کرنا بھی جایز ہے جیسے یا غلامی اور یا کو گرا کر اسکی
ماقبل کے کسرہ پر اکتفا بھی کر سکتے ہین اگر ماقبل اسکے کسرہ ہو جیسے یا غلامِ اور
اس یا کو الف سے بھی بدل سکتے ہین جیسے یا غلاما اور ان سب صورتون مین
حالت وقف مین ہا بڑھایا جاتا ہے جیسے یا غلامیہ و غلامیَہ و غلامہ و غلاماہ
اور عربون نے اپنے محاورات مین یا ابی و یا امی کو یا غلامی کے مانند چار
صورتون مین استعمال کیا ہے اور علاوہ ان کے اسمین اور بھی کئی صورتین
ہین ایک یا ابتِ و یا امتِ یعنی یا کو تا سے بدل کر اس کو فتح بھی دے سکتے
ہین اور کسرہ بھی دوسرے یا ابتا و یا امتا یعنی تا کے بعد الف بڑھا دین مگر یا جو
اصل مین تھی واپس نہین لا سکتے پس یا ابتی و یا امتی نہین ہو سکتے اور
جسوقت لفظ ابن یا ابنۃ کو مضاف کرین خاص لفظ ام یا عم کیطرف تو یا غلامی

کے مانند اسمین بھی چار صورتین جائز ہین جیسے یا ابن امیؔ یا ابن عمیؔ وابن
امِّ وابن عمِّ ویا ابن اُمّاؔ ویا ابن عمّاؔ اور علاوہ ان کے اسمین ایک اور صورت
بھی جائز ہے جیسے یا ابن اُمَّ ویا ابن عمَّ یعنی یا ابن اُمّا ویا ابن عمّا مین سے
لام کو حذف کرکے اسکے ماقبل کے فتحہ پر اکتفا کرین **منادی کی**
ترخیم جائز ہے خواہ ضرورت شعر ہو یا نہو اور غیر منادی
ترخیم ضرورت شعری ہی کے سبب سے ہوگی اور ترخیم منادی
اس کو کہتے ہین کہ منادی کے آخر کو تخفیف کے لیئے حذف کرین
اور شروط اسکے یہ ہین کہ منادی مضاف نہو اور مستغاث نہو اور جملہ نہو
اور منادی علم ہو اور تین حرف سے زیادہ یا ایسا اسم ہو کہ اسکے اخیر مین
تاے تانیث ہو۔ پس اگر منادی کے اخیر مین دو حرف زائد ہون اور
ان دونون کی زیادتی ایک زیادتی کے حکم مین ہو یعنی وہ دونون حرف
ایک ہی وقت زیادہ کیئے گئے ہون جیسے اسماء بروزن فعلاء جبوقت
کہ مشتق ہو وسم سے موافق مذہب سیبویہ کے نہ بروزن افعال مشتق
اسم سے اور جیسے مروان یا منادی کے اخیر مین ایک حرف صحیح اصلی ہو کہ
اس سے پہلے مدہ زائدہ ہو اور اس منادی مین چار سے زیادہ حرف ہون
تو ان دو قسمون مین اخیر کے دونون حرف حذف ہوجاتے ہین جیسے یا
اسماءُ مین یا اسمِ و یا مروانُ مین یا مروِ اور اگر منادی مرکب ہو دو اسمون سے
تو اخیر اسم کو حذف کردیتے ہین جیسے بعلبک مین یا بعلُ اور اگر منادی ان تین
مذکورہ قسمون کے سواے ہون تو صرف ایک ہی حرف گرایا جاتا ہے جیسے

یا حارِثُ میں یا حارُ اور وہ منادیٰ جس میں ترخیم ہو حکم میں اُس منادیٰ
کے ہے جو اپنے سب اجزا کے ساتھ موجود و قائم ہے موافق اکثر
استعمال کے تو اس اعتبار سے منادیٰ کو ترخیم کرنے کے بعد وہی اعراب
رہیگا جو پہلے تھا لیں یا حارِثُ میں یا حارِ بکسر را کہا جائیگا اور یا ثمودُ میں
یا ثمُو بواو بعد ضمہ اور یا کروان میں یا کرو بواو بعد فتحہ اور کبھی ترخیم
کئے ہوئے منادیٰ کو مستقل اسم ٹھہرا کر منادیٰ مستقل کا اعراب دیتے
ہیں جیسے یا حارث میں یا حارُ بضم را یا ثمود میں یا ثمی اِس قاعدہ سے
کہ واو واقع ہوا طرف میں بعد ضمہ کے اِس لئے واو یا سے بدلا اور
ماقبل مکسور ہوگیا اور یا کروان میں یا کرا یعنے واو الف سے بدلا
بسبب ماقبل کے فتحہ کے اور عربوں نے صیغہ ندا یعنے (یا) کو مندوب
میں استعمال کیا ہے اور مندوب وہ اسم ہے کہ جس پر درد و حسرت
ظاہر کی جائے بذریعہ حرف (یا) یا (وا) کے اور مندوب خاص ہے
(وا) کے ساتھ کہ وا منادیٰ میں استعمال نہیں کیا جاتا اور یا منادیٰ اور
مندوب دونوں میں مشترک ہے اور مندوب کا حکم معرب اور مبنی ہونے
میں منادیٰ کے مانند ہے اور مندوب کے اخیر میں مد صوت کے
لئے الف بڑھانا بھی جائز ہے جیسے وا زیداہ اگر الف بڑھانے
سے کسی دوسرے صیغہ کے ساتھ التباس ہو جائے تو اوس الف کو
ایک ایسے حرف مد سے بدل لیں جو آخر مندوب کے حرکت کے
موافق ہو جیسے کسی حاضر عورت کے غلام پر ندبہ کرنا مقصود ہو تو

مثلاً مفرد و مضموم ہوتو مضموم ہوگا جیسے وا زیداہ اور مضاف یا مشابہ مضاف ہوتو منصوب جیسے وا عبد اللہ وا طالعا جبلاہ

واغلاملکیۂ کہنا چاہئے نہ واغلامکاہ کیونکہ اس صورت مین حاضر
مرد کے غلام کے ندبہ سے التباس ہوتا ہے اور اسی طرح جس وقت
مردون کی ایک جماعت حاضر کے غلام پر ندبہ کرین تو واغلامکموہ چاہیے
نہ واغلامکماہ کیونکہ اس صورت مین دو حاضر مرد کے غلام کے ندبہ سے
التباس ہوتا ہے اور حالت وقف مین اخیر مین حرف ندبہ کے ہا بھی
بڑہانا جائز ہے جیسے وازیداہ اور مندوب معروف و مشہور اسم ہی
بن سکتا ہے نہ غیر مشہور پس وارجلاہ نہین کہہ سکتے کیونکہ رَجُلٌ نکرہ ہے
معروف و مشہور نہین ہے۔ مندوب اگر موصوف وصفت واقع ہو تو
الف موصوف مین بڑہانا چاہیے نہ صفت مین جیسے وازیداہ الطویل
اور وازید الطویلاہ کہنا صفت مین الف بڑہاکرنا جائز ہے بخلاف
یونس نحوی کے کہ صفت مین الف بڑہاکر وازید الطویلاہ کہنا جائز
سمجھتا ہے اگر قرینہ قائم ہو تو منادی سے حرف ندا کو گرانا جائز ہے
جیسے یوسف اَعرِض عن ھذا یعنے یا یوسف وایہا الرجل یعنے یا ایہا الرجل و
ایھذا الرجل یعنی یا ایھذا الرجل مگر جسوقت منادی اسم جنس ہو یا اسم اشارہ ہو یا مستغاث
ہو یا مندوب ہو تو ان صورتون مین حرف ندا کو حذف کرنا جائز
نہین حاصل اسکا یہہ ہے کہ معرفہ کے اقسام مین سے ایک تو علم ہے
جیسے اوپر کے مثال مین ہے دوسرے وہ اسم جو مضاف ہو کسی ایک
معرفہ کیطرف جیسے غلام زید اِفعَل کذا تیسرے اسم موصول جیسے
من لایزال محسنا احسن الیّ چوتھے ضمیر جیسے یا ایاك و یا انت انپر سے

یا حذف ہو سکتا ہے باقی اور چیزون سے ناجائز ہے اور اَصْبِحْ
یا لَیلُ مین اصبح لیلُ اور افتدِ یا مخنوقُ مین افتدِ مخنوقُ
اور اطرق یا کروان مین اطرق کرا کہنا حرف ندا کو حذف کرکے باوجود
اسبات کے کہ یہہ اسم جنس مین شاذ ہے۔ اور قرینہ قائم ہونے
سے کبھی منادیٰ بھی جوازاً حذف ہوجاتا ہے جیسے الا یا اسجدوا یعنی
الا یا قوم اُسْجُدوا دوسرا مقام مفعول بہ کے فعل کو وجوباً حذف
کرنیکا۔ ما اُضْمِرَ عاملُهُ علی شریطة التفسیر ہے یعنے وہ مفعول بہ
جسکا عامل مقدر ہو اس شرط پر کہ اسکے بعد کا فعل اوس عامل مقدر کی تفسیر
کرے جسکی تفصیلی تعریف یہہ ہے کہ ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر
وہ اسم ہے کہ جسکے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل
اپنی ضمیر یا اپنی ضمیر کے متعلق مین عمل کرنے کے سبب سے اوس
اسم مین عمل کرنے سے باز رہے اس طور پر کہ اگر فعل یا شبہ فعل
بعینہ یا اسکا کوئی مناسب فعل خواہ مرادف ہو یا لازم اوس اسم
کے پہلے لایا جائے تو اوسکو نصب دے جیسے زیداً ضربتُهُ یعنے
ضربتُ زیداً ضربتُهُ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنی ضمیر مین
عمل کرتا ہے اور بعینہ وہی فعل اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب
دے سکتا ہے و زیداً امات بہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو اپنے
ضمیر مین عمل کرتا ہے اور اوس فعل کا ایک مناسب مرادف
اسم کے پہلے آکر اوس کو نصب دیسکتا ہے و زیداً ضربتُ غلامه

یہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے متعلق ضمیر مین اور اوس
فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیتا ہے و زیدًا
حُبِسْتُ علیہ یہہ مثال ہے اوس فعل کی جو عمل کرتا ہے اپنی ضمیر
مین اور اوس فعل کا مناسب لازم اسم کے پہلے آکر اس کو نصب دیتا
پس ان سب صورتون مین (زیدًا) منصوب ہے بسبب ایک ایسے
فعل مقدر کے کہ اوس کے بعد کا فعل اوس فعل مقدر کی تفسیر کرتا
ہے پہلے مثال مین ضَرَبْتُ مقدر ہے اور دوسرا ضَرَبْتُ مفسِّرہا
ضربتُ مقدر کا دوسری مثال مین جاوزتُ مقدر ہے اور مررتُ
بہ اوسکا مفسر ہے تیسری مثال مین اَهَنْتُ مقدر ہے اور ضربتُ
غلامَہٗ اوسکا مفسر ہے چوتھی مثال مین لابستُ مقدر ہے اور
حُبِستُ علیہ اوس کا مفسر ہے تنبیہ جس اسم مین اضمار علیٰ شریطۃ
التفسیر کا احتمال ہوا وس مین احتمالی پانچ صورتین نکلتی ہین بعض
مین رفع مختار ہے بعض مین نصب اور بعض مین رفع واجب ہے
اور بعض مین نصب اور بعض مین رفع و نصب دونون جائز ہین
پس ما اُضمِر عاملہ علیٰ شریطۃ التفسیر کو مبتدا قرار دیکر رفع دینا
مختار ہے جسوقت کہ رفع کے خلاف کا قرینہ نہووے یعنے نصب کا قرینہ
راجح نہ ہو جیسے زیدٌ ضربتُہٗ کہ اس مین اگر زید کو مرفوع پڑھین
تو فعل کو حذف کرنے کی ضرورت نہین اور اگر منصوب پڑھین تو
فعل کو حذف کرنا پڑیگا اسلئے رفع کو رجحان حاصل ہے نصب پر

یا یہہ کہ رفع و نصب دونون کا قرینہ راجح ہو لیکن رفع کا قرینہ اقوی ہو نصب کے قرینہ سے یہہ اوس صورت مین ہے کہ جسوقت (امّا) اسم پر داخل ہو اور فعل مین طلب کے معنی نہ ہو لقیتُ القوم وامّا زیدٌ فاکرمتُہ اگر زید کو رفع دین تو زید فاکرمتہ جو جملہ اسمیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے اور اگر اوس کو نصب دین تو زیداً فاکرمتہ جو جملہ فعلیہ ہے اوس کا عطف ہوگا لقیت القوم پر جو جملہ فعلیہ ہے مگر اس مین زید کو رفع پڑہنا اقوی ہے کیونکہ امّا کے بعد اکثر مبتدا آیا کرتا ہے یا یہہ کہ اذا جو مفاجات کے لئے ہے وہ اسم پر داخل ہو جیسے خرجتُ فاذا زید یضربُہُ عمرٌو اس مین بھی رفع مختار ہے کیونکہ اذا مفاجاتیہ اکثر جملہ اسمیہ پر آتا ہے اگر ایک جملہ فعلیہ کا عطف دوسرے جملہ فعلیہ پر بسبب مناسبت کے دیا جائے جیسے خرجتُ فزیداً لقیتُہُ یا اسم حرف نفی کے بعد آوے جیسے ما زیداً ضربتُہُ یا بعد حرف استفہام کے ہو جیسے ازیداً ضربتَہُ یا بعد اذا شرطیہ کے جیسے اذا عبد اللہ تلقہ فاکرمہُ یا بعد حیثُ کے آوے جیسے حیثُ زیداً تجدہُ فاکرمہُ یا امر ونہی کے پہلے آوے جیسے زیداً اضربْہُ وعمراً لاتکرمہُ تو ان سب صورتون مین اسم کو نصب دینا مختار ہے کیونکہ یہہ فعل کے موقع ہین یعنے حرف نفی وحرف استفہام واذا شرطیہ وحیث وامر ونہی مین فعل آیا کرتا ہے اور اگر اسم کو

رفع دینے کی صورت مین خوف ہو اسبات کا کہ مفسر صفت کے
ساتھہ مشابہ ہو جائے تو اس وقت بھی نصب دینا مختار ہے جیسے
انا کل شیئی خلقناہ بقدر یہ اگر کل کو رفع دین اور مبتدا بنائین اور
خلقناہ کو اسکی خبر تو اگرچہ معنی مقصود نکل آتے ہین یعنے ہر چیز پیدا
کیا ہے ہم نے اس کو موافق اندازہ کے مگر یہہ بھی احتمال ہو سکتا ہے
کہ خلقناہ صفت ہو (لشیئی) کی اور (بقدر) اوسکی خبر تو اس صورت
مین معنی بگڑ جاتے ہین کیونکہ اس کے یہہ معنی ہوے کہ ہر چیز ایسی
جسکو ہمنے پیدا کیا ہے وہ اندازہ کے موافق ہے خواہ ہمارے
غیر کی پیدا کی ہوئی چیز اندازہ کے موافق ہو یا نہ ہو اور حالت
نصب مین سوائے معنی صحیح کے کوئی دوسرا احتمال ہی نہین
یعنے پیدا کیا ہمنے ہر چیز کو اندازہ کے موافق اور جس صورت مین
کہ عطف کیا جائے اوس جملہ کا جس مین اسم ما اضمر عاملہ علی شریطۃ
التفسیر ہے ایسے جملہ اسمیہ پر جس کی خبر جملہ فعلیہ واقع ہو تو
اوس اسم کو رفع و نصب دینا دونو برابر ہے جیسے زیدٌ قامَ
وعمراً اکرمتُہٗ پس اگر عمراً کو رفع دین تو جملہ اسمیہ ہوگا اور عطف
ہوگا بڑے جملہ یعنے زیدٌ قامَ پر جو جملہ اسمیہ ہے اور اگر نصب دین
تو جملہ فعلیہ ہوگا اور عطف ہوگا چھوٹے جملہ یعنے قامَ پر جو جملہ فعلیہ ہے
اور اگر اسم مذکور بعد حرف شرط یا حرف تحضیض کے واقع ہو تو اوسکو
نصب دینا واجب ہے جیسے اِن زیداً ضاربتہٗ ضاربک و الّا زیداً

ضربتہ اور (آ زید ذھب بہ) اگرچہ بظاہر شبہ پڑتا ہے کہ ایں
اسم چونکہ حرف استفہام کے بعد آیا ہے تو نصب دینا مختار ہے
مگر بعد غور کرنے کے معلوم ہوتا ہے کہ اضمار علی شریطۃ التفسیر کے
قسم سے ہی نہیں ہے کیونکہ اگر اسکا فعل ذھب بہ یا اوس کا کوئی
مناسب جیسے أذھب وغیرہ زید کے پہلے لایا جاوے تو اوسکو
نصب نہیں دیسکتا پس ایسی صورت میں زید کو مبتدا ٹھہرا کر رفع
دینا واجب ہے اور اسی طرح (کُلّ شیئٍ فعلوہُ فی الزُبُر) بھی
اضمار علی شریطۃ التفسیر سے نہیں ہے کیونکہ اگر اسباب سے
قرار دیں تو اس کی تقدیر یہ ہوگی فعلوا کل شیئٍ فی الزبر
اگر زبر کو متعلق فعلوا کے لیں تو معنی بگڑ جاتے ہیں کیونکہ معنی
یہہ ہونگے کہ اُن لوگوں نے نامہ اعمال میں عمل کیا ہے حالانکہ
نامہ اعمال میں کراماً کاتبین کا عمل ہے نہ لوگوں کا اور اگر فی الزبر
کو شئی کی صفت لیں تب بھی معنی مقصود فوت ہوجاتے ہیں کیونکہ
اس وقت یہہ معنی ہونگے کہ جو کچھہ نامہ اعمال میں موجود ہے اوسکو
اُن لوگوں نے کیا ہے پس ایسی صورت میں کُلّ شئی کو رفع دیکر
مبتدا بنائیں اور جملہ فعلوہ کو صفت لیں شئی کی اور فی الزبر کو
خبر مبتدا کی یعنے ہر چیز ایسی کہ جس کو اُن لوگوں نے کیا ہے وہ نامہ
اعمال میں موجود ہے اور الزانیۃُ والزانی فاجلدوا کُلّ واحد
منھما مائۃ جلدۃٍ اس میں موافق اس قاعدہ مذکورہ کے کہ اگر

اسم مذکور امر یا نہی سے پہلے آئے تو نصب دینا مختار ہے نہا اسی
الزانیۃ والزانی کو بھی نصب دینا مختار ہونا چاہیئے تہا مگر چونکہ
سب قاریون کا اتفاق ہے اس کے رفع پڑہنے پر تو مجبوراً اس
قاعدہ مذکورہ سے نکالنے کے لئے نحویون نے اس کی توجیہ
کی ہے چنانچہ مُبَرِّد کے پاس فا اسمین شرط کے معنی مین ہے کیونکہ
الف لام الزانیۃُ والزانی مین مُبتدا ہے اور موصول ہے جو
متضمن ہے معنی شرط کو اور الزانیۃُ والزانی جو اسم فاعل ہے
اور صلہ ہے بمنزلہ شرط کے ہے پس خبر مبتدا کی مانند جزا کے
ہے اور فا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ شرط سبب ہے
جزا کا اور اس قسم کا فا اپنے ماقبل مین عمل نہین کرسکتا تو پہر وہ
شرط اضمار علی شریطۃ التفسیر کی کہ اگر فعل اسم کے پہلے آئے تو
اوس کو نصب دیگے باقی نہین رہی اس لئے اس باب سے
خارج ہے پس سوائے رفع دینے کے کوئی چارہ نہین اور سیبویہ
کے پاس یہہ دو جملہ مستقل ہین یعنے حکم الزانیۃ والزانی فیما
یُتلیٰ علیکم بعد اور فاجلدوا دوسرا جملہ ہے اوس حکم موعود
کے بیان کرنے کے لئے اور فا سببیت کے لئے ہے یعنے
ان ثبت زناہما فاجلدوا واجب دو جملے ٹہرے تو ایک جملہ کا
جز دوسرے جملے کے جز مین عمل نہین کرسکتا پس فاجلدوا الزانیۃ
والزانی کے پہلے آکر نصب نہین دیسکتا تو شرط اضمار ہی باقی نہی

اور رفع دینا واجب ہوگیا اور اگر (فاء) شرط کے معنے مین نہوتا
یا دو جملہ نہ ہوتے تو قاعدہ مذکورہ کے تحت مین یہ آیہ باقی رہتا اور
پھر نصب دینا مختار ہوتا مگر چونکہ سب قرّاءنے رفع پر اتفاق کرلیا ہی
اس لئے نصب باطل اور رفع واجب ہے۔ مفعول بہ کے وجوباً
فعل حذف ہونیکا تیسرا موقع تحذیر ہے یعنے وہ اسم ہے کہ جس کا
عامل اتق وبعّد وغیرہ مقدر ہو اور اس کو بسبب مفعولیت کے
نصب دیا گیا ہو اور اوس کو اوس کے مابعد سے ڈرانے کے
لئے ذکر کرین یا یہہ کہ محذر منہ دوبارہ مذکور ہو جیسے ایاك والا
سد وایاك وان تحذف یہہ دونون تحذیر کے پہلی قسم کی
مثالین ہین یعنے بعد نفسك من الاسد والاسد من نفسك ولعد
نفسك عن الحذف والحذف عن نفسك اور جیسے الطریق
الطریق یہہ مثال تحذیر کے دوسرے قسم کی ہے یعنے اتق
الطریق الطریق اور ایاك والاسد وایاك وان تحذف
مین سے واو کو گرا کر اوس کی جگہہ (من) رکھکر ایاك من
الاسد وایاك من ان تحذف کہنا صحیح ہے اور ایاك
من ان تحذف مین من کو مقدر رکھکر ایاك ان تحذف
کہہ سکتے ہین کیونکہ اَنْ و اَنَّ سے حرف جر کا حذف کرنا موافق
قیاس کے ہے اور ایاك من الاسد مین من مقدر رکھکر ایاك
الاسد نہین کہہ سکتے کیونکہ یہان من کا مقدر رکھنا جائز ہے

مفعول فیہ وہ زمان یا مکان ہے جس میں فعل مذکور واقع ہو اور
اور اوس کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ فی مقدر ہو اور
ظروف زمانی تمام خواہ مبہم ہوں یا محدود فی کے مقدر ہونے کو
قبول کرتے ہیں جیسے صُمت دھرًا وافطرت الیوم اور ظروف
مکانی اگر مبہم ہوں تو فی مقدر رہتا ہے جیسے جلستُ خلفک
اور اگر مبہم نہ ہوں بلکہ محدود ہوں تو فی مقدر نہیں رہتا جیسے
جلستُ فی المسجد۔ اور ظروف مکان مبہم کی تفسیر جہت ستہ یعنے
امام۔ خلف۔ یمین۔ شمال۔ فوق۔ تحت۔ سے تفسیر کی گئی ہے
اور عند ولدی اور جو مشابہ ہو ان کے جیسے دون وسوی
کو ابہام ہونے کے سبب سے اور لفظ مکان کو بوجہ کثرت
استعمال کے ظرف مکان مبہم پر حمل کر لیا ہے اور دخلتُ کے بعد کے
اسم کو بھی بسبب کثرت استعمال کے موافق مذہب صحیح کے ظرف مکان
مبہم پر محمول کیا ہے اور بعض نحویوں کے پاس دخلتُ کے ما بعد
کا اسم مفعول بہ ہے اور مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے بسبب ایک
عامل مقدر کے جیسے متی صمت کے جواب میں یوم الجمعۃ کہنا
یعنے صمتُ یوم الجمعۃ اور مفعول فیہ کو موافق اضمار علی شریطۃ
التفسیر کے بھی نصب ہوتا ہے جیسے یوم الجمعۃ صمت فیہ
یعنے صمت یوم الجمعۃ صمتُ فیہ (مفعول لہ) وہ اسم ہے
جسکے حاصل کرنے کے لئے یا اوس کے موجود ہونے کے سبب سے

فعل واقع ہو جیسے ضَرَبْتُهٗ تادیبًا یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکی
حاصل کرنے کے لئے فعل واقع ہوا ہے وقعدتُ عن الحرب جُبنًا
یہہ مثال ہے اوس مفعول لہ کی جسکے موجود ہونے کے سبب سے فعل واقع
ہوا ہے اس مین زجاج نحوی کا اختلاف ہے کہ مفعول لہ اوسکے پاس مصدر
یعنے مفعول مطلق ہے پس اوسکے موافق ضَرَبْتُهٗ تادیبًا وقعدتُ عن الحرب
جبنًا کے یہہ معنی ہونگے اَدَّبْتُهٗ بالضرب تادیبًا وجبنتُ فی القعود عن
الحرب جُبنًا اور مفعول لہ کے منصوب ہونے کی شرط یہہ ہے کہ لام
مقدر ہو اور جس وقت مفعول لہ فعل ہو ایسے فعل کے فاعل کا کہ خود مفعول لہ
جسکے علت ہو اور مفعول لہ اور فعل دونون کے وجود کا زمانہ ایک ہی ہو تو
لام کا حذف کرنا جائز ہے جیسا مثال مذکور مین مفعول معہ وہ اسم ہے
جو ذکر کیا جائے بعد واو کے تاکہ فعل کے معمول کو اپنے ساتھہ لے
خواہ فعل لفظی ہو یا معنوی جیسے استوی الماءُ والخشبةَ اگر فعل
لفظی ہو اور اسم کا عطف اوس فعل پر جائز ہو تو وہان دو صورتین
جائز ہین یعنے اوس اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب بھی دیسکتے
ہین اور اوس اسم کا عطف فعل پر بھی کرسکتے ہین جیسے جئتُ انا
وزیدٌ وزیدًا اور اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو
مفعول معہ ٹھہرا کر نصب دینا واجب ہے جیسے جئتُ وزیدًا
اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی کرنا واجب ہے
جیسے مالزیدٍ وعمرٍو یعنے ما یصنع زیدٌ وعمرٌو اور اگر فعل معنوی

ہو اور عطف جائز نہ ہو تو اسم کو مفعول معہ قرار دیکر نصب دینا واجب ہے جیسے مالك وزیدًا یعنے ما تصنع وزیدًا و ما شانك وعمرًا یعنے ما تصنع وعمرًا ﴿حال﴾ وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول کی ہیئت بیان کرتا ہے خواہ فاعل لفظی ہو یا معنوی جیسے ضربتُ زیدًا قائمًا کہ اس مین قائمًا حال ہے صرف فاعل سے یا صرف مفعول سے اور وہ دونو حقیقۃ لفظ مین موجود ہین اور جیسے زیدٌ فی الدار قائمًا کہ اس مین قائمًا حال ہے ضمیر فاعل سے اوس فعل کے جو لفظ مین موجود نہین ہے بلکہ حکمًا موجود ہے یعنے زیدٌ حصل فی الدار قائمًا اور جیسے ہذا زیدٌ قائمًا کہ اس مین قائمًا حال ہے اوس مفعول سے جو معنوی ہے یعنے اُشیر زیدًا قائمًا اور حال کا عامل یا تو فعل ہوتا ہے جیسے ضربتُ زیدًا قائمًا و زید فی الدار قائمًا یا شبہ فعل جیسے زیدٌ ذاہب راکبًا یا معنے فعل جیسے ہذا زیدٌ قائمًا اور شرط حال کی یہ ہے کہ نکرہ ہو اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اگر یہان اعتراض پڑے کہ ارسلہا العراك و مررت بہ وحدہٗ مین العراك حال ہے (ہا) سے اور وحدہٗ حال ہے (بہ) کی ضمیر سے حالانکہ یہہ دونو معرفہ ہین اور اوپر بیان کیا ہے کہ حال نکرہ ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ اس کی تاویل کر لی گئی یعنے ارسلہا العراك در اصل تعترك العراك تہا اور مررت بہ وحدہ اصل مین بنفراد وحدہٗ تہا یعنی یہہ مفعول مطلق

یہان عطف جائز نہو سکی وجہ سے کہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادہ جار کے جائز نہین ۱۲

ہے فعل محذوف کا پس یہاں جملہ حال واقع ہوا ہے نہ کہ مفرد بایہ
کہ العراک وحدہ اگرچہ معرفہ ہیں مگر رکھے گئے ہیں جگہ ہیں نکرہ کے
اے معترکتہ ومنفرداً اگر ذو الحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم
کرنا واجب ہے جیسے جاءنی راکباً رجل کیونکہ اگر مقدم نکریں تو حالت
نصب ہیں صفت کے ساتھہ التباس ہوجاتا ہے اور حال عامل
معنوی پر مقدم نہیں ہوسکتا بخلاف ظرف کے کہ اس ہیں مقدم
ہوسکتا ہے بعضے اگر عامل ظرف ہو تو اخفش کے بنا بر حال اوسپر
مقدم ہوسکتا ہے بشرطیکہ مبتدا حال پر مقدم ہو پس زید فی الدار
قائماً ہیں زید قائماً فی الدار کہہ سکتے ہیں اور قائماً زید فی الدار
قائماً فی الدار زید ناجائز ہے اور سیبویہ کے پاس تقدیم حال
کے ظرف پر کسی صورت ہیں جائز نہیں خواہ مبتدا حال پر مقدم ہو
یا نہ ہو اور موافق مذہب صحیح کے مجرور ذوالحال پر بھی حال
مقدم نہیں ہوسکتا پس جاءتنی ضاربۃ زید مجرداً عن الثیاب
ہیں جاءتنی مجرداً عن الثیاب ضاربۃ زید کہنا صحیح نہیں ہے
اور جو کوئی اسم کسی ہیئت پر دلالت کرے خواہ مشتق ہو یا جامد
وہ حال بن سکتا ہے جیسے ھٰذا بُسراً اطیب منہ رُطَباً ہیں
بسراً بسبب حالت بسریت کے اور رطباً بوجہ حالت رطبیت کے
حال واقع ہوئے ہیں حال کبھی جملہ خبریہ ہوتا ہے اگر جملہ اسمیہ حال
ہو تو واو اور ضمیر دونوں لا سکتے ہیں جیسے جاءنی زیدٌ والوہٗ

راکبًا یا صرف واو جیسے کنتُ نبیًّا وآدم بین الماء والطین
یا صرف ضمیر مگر یہہ ضعیف ہے جیسے کلمتہ فوہ الیٰ فی اور
حال اگر مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر کافی ہے جیسے خرج زیدٌ
یسرعُ اور اگر حال جملہ اسمیہ و مضارع مثبت کے سوا ہو یعنے
مضارع منفی یا ماضی مثبت یا ماضی منفی ہو تو واو و ضمیر دونوں لاوین
یا صرف واو یا صرف ضمیر جیسے جاءنی زیدٌ وما یتکلم غلامہٗ و
جاءنی زیدٌ وما یتکلم عمرٌو وجاءنی زیدٌ ما یتکلم غلامہٗ
جاءنی زیدٌ وقد خرج غلامہٗ وجاءنی زیدٌ وقد خرج عمرٌو
وجاءنی زیدٌ قد خرج غلامہٗ ۔ وجاءنی زیدٌ وما خرج غلا
وجاءنی زیدٌ وما خرج عمرٌو وجاءنی زیدٌ ما خرج غلامہٗ حال
اگر ماضی مثبت ہو تو اوس پر قد کا بڑھانا ضروری ہے خواہ
لفظ مین ظاہر ہو جیسے جاءنی زید قد رکب غلامہ یا مقدر
ہو جیسے جاؤکم حصرت صدورہم یعنے قد حصرت اور اگر
قرینہ پایا جاوے تو حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے جیسے
راشدًا مہدیًا کہنا اوس شخص کے لئے جو سفر کا ارادہ رکہتا
ہو یعنے سِر راشدًا مہدیًا اور اگر حال موکدہ ہو یعنے
اپنے ماقبل کے جملہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو تو اوس کے عامل کو
حذف کرنا واجب ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ حال جملہ اسمیہ کے
مضمون کو ثابت کرے جیسے زید ابوک عطوفًا یعنے اُحقّہٗ

عطوفًا تمیز وہ اسم ہے جو دور کردے اوس ابہام کو جو ذات
مذکورہ یا مقدرہ مین قائم ہو پس اگر ذات مذکورہ کے ابہام
کو دور کرے تو وہ اکثر مفرد مقداری ہوتی ہے اور وہ مقدار
یا تو عدد مین ہوگی جیسے عشرون درہمًا یا غیر عدد مین عام
اس سے کہ وزن ہو یا کیل ہو یا ذراع ہو یا مقیاس جیسے رطل
زیتًا ومنوان سمنًا وعلی التمرۃ مثلہا زبدًا پہلی مثالین اسم
تنوین کے ساتھ اور دوسری مثالین نون تثنیہ کے ساتھ ہے اگرچہ
دو نو مین مقدار وزنی ہے اور تیسری مثالمین اضافت کے ساتھ
ہے اور مقیاسی ہے کیونکہ اسم کا تمام ہونا تنوین سے ہوتا ہے یا نون
سے یا اضافت سے اور قفیزان برًا مین مقدار کیلی ہے
اور ذراع ثوبًا مین مقدار مساحتی ہے اگر تمیز جنس ہو تو مفرد لائی
جائیگی مگر یہہ کہ اوس جنس سے انواع مقصود ہون تو اوس صورت
مین تثنیہ اور جمع آسکتی ہے جیسے عندی رطل زیتین
وزیوتًا پس اگر مفرد مقداری تنوین یا نون تثنیہ کے ساتھ
ہو تو اوس کو تمیز کیطرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے رطل زیتٍ
ومنوا سمنٍ اور اگر تنوین و نون تثنیہ نہ ہو بلکہ نون جمع یا اضافت
ہو تو پھر اضافت جائز نہین اور تمیز ذات مذکورہ مفرد غیر مقداری
سے بھی ہوتی ہے جیسے خاتم حدیدًا اس قسم کی تمیز مین نصب
وجر یا اضافت دونو جائز ہین مگر جر زیادہ آیا ہے اور اگر تمیز ذات

مضاف نہین ہو سکتا ۱۲

۵۲ وہ چیز جو ایسی ہو کہ جسکے اجزا متشابہ ہون اور ... سے علحدہ ہوکر ... کیا جاوے ... ۱۲

نقدرہ یعنے نسبت کے ابہام کو دور کرے تو وہ ذات مقدرہ یا تو جملہ
یا شابہ جملہ مین ہوگی جیسے طاب زیدٌ نفساً یہہ مثال ہے جملہ کی اور
تمیز خاص منتصب عنہ کی ہے وزیدٌ طیبٌ اباً یہہ مثال ہے شابہ
جملہ کی اور تمیز منتصب عنہ اور متعلق منتصب عنہ دونون کی ہوسکتی
ہے داراً ابوۃً وداداً وعلماً مصنف نے یہان جملہ وشابہ جملہ کی تمیز کے
پانچ پانچ مثالین دین ہین جیسے طاب زیدٌ نفساً واباً وابوۃً
وداداً وعلماً وزیدٌ طیبٌ نفساً واباً وابوۃً وداداً وعلماً
نفس مثال ہے عین غیر اضافی کی جو خاص ہے منتصب عنہ سے
اور دار مثال ہے عین غیر اضافی کی جو متعلق ہے منتصب عنہ کے
اور اب مثال ہے عین اضافی کی جو منتصب عنہ سے خاص بھی ہوسکتی
ہے اور متعلق منتصب عنہ کے بھی - اور ابوۃ عرض اضافی ہے
جو متعلق ہے منتصب عنہ کے اور علم عرض غیر اضافی ہے جو متعلق
ہے منتصب عنہ کے الاضافۃ ہی النسبۃ العارضۃ للشیٔ
بالقیاس الی نسبۃ اخری کالابوۃ والبنوۃ یا وہ ذات
مقدرہ اضافت مین ہوگی جیسے یعجبنی طیبہ نفساً واباً وابوۃً
وداداً وعلماً للہ درہ فارساً یہہ مثال ہے اسبات کی کہ
تمیز کبھی صفت مشتق بھی ہوتی ہے اور اگر تمیز ایسا اسم ہو
جو منتصب عنہ کی تمیز بن سکے تو جائز ہے کہ منتصب عنہ اور اسکے
متعلق دونون کی تمیز ہو جیسے طاب زید اباً اس مین اگر طیب

کی اسناد زید کے طرف ہو اس اعتبار سے کہ وہ باپ ہے
عمرو کا تو اباً منتصب عنہ زید کی تمیز ہو گی اور اگر طیب کی اسناد
متعلقِ زید یعنے اوس کے باپ کیطرف ہو تو اباً متعلق منتصب عنہ
کی تمیز پڑے گی اور اگر تمیز منتصب عنہ کی تمیز نہ بن سکے
تو وہ متعلقِ منتصب عنہ کی تمیز ہو گی جیسے طاب زیدٌ ابوّۃً
علماً و داراً ان دو نو صورتون مین تمیز مطابق ہو گی مقصود کے
مفرد و تثنیہ و جمع ہونے مین جیسے طاب زید اباً والزیدان
ابوین والزیدون اباءً اگر جس وقت تمیز جنس ہو تو مفرد
ہی لائی جائے گی خواہ مقصود واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے
طاب زید علماً والزیدان علماً والزیدون علماً ہان
اگر جنس سے معنی جنسی مقصود نہ ہو بلکہ انواع مقصود ہو تو تمیز
مفرد و تثنیہ و جمع لائی جائیگی جیسے طاب زید علماً والزیدان
علمین والزیدون علوماً۔ اور اگر تمیز صفت مشتق ہو تو
وہ خاص منتصب عنہ ہی کی تمیز ہو گی نہ اوسکے متعلق کی اور
مفرد و تثنیہ و جمع و مذکر و مونث ہونے مین اوس کے مطابق
ہو گی جیسے للہ درہٗ فارساً و للہ درہما فارسین و للہ
درہم فوارس اور جب تمیز صفت ہوتی ہے تو اوس مین حال
کا بھی احتمال ہوتا ہے جیسے طاب زیدٌ فارساً مین فارساً
تمیز بھی ہو سکتی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے یعنے حال کو نہ

فائدہ ۵۱ اور تمیز اپنے عامل پر جس وقت کہ وہ اسم تام ہو بالاتفاق مقدم نہیں ہوسکتی پس عندی درهماً عشرون و زیتاً رطل کہنا صحیح نہیں ہے اور مذہب اصح یہ ہے کہ تمیز اپنے عامل پر جسوقت کہ وہ فعل ہو ۵۲ مقدم نہیں ہوسکتی پس طاب زیدٌ اباً بمعنی اباً طاب زیدٌ کہنا درست نہیں ہے بخلاف مازنی و مبرد کے کہ ان دونو کے پاس تمیز اپنے عامل پر اگر وہ فعل صریح ہو یا اسم فاعل و مفعول تو مقدم ہو جائے گی اور اگر فعل صریح نہ ہو جیسے فجرنا الارض عیونا یعنے انفجرت عیونہا یا جیسے امتلاء الاناءُ ماءً یعنے ملاء الماءُ تو اس صورت میں عامل پر اپنے مقدم نہو گی۔ **مستثنیٰ** کے دو قسم ہیں ایک متصل دوسرا منقطع مستثنیٰ متصل وہ اسم ہے جو بذریعہ اِلّا یا اوسکے اخوات حاشا و خلا وغیرہ کے ۵۳ متعدد میں سے نکالا جائے خواہ وہ متعدد لفظ میں موجود ہو جیسے جاء نی القوم الا زیدا یا مقدر ہو جیسے ماجاء نی الا زید یعنے ماجاء نی احدٌ الا زید مستثنیٰ منقطع وہ اسم ہے جو بعد اِلّا اور اس کے اخوات کی مذکور ہو اور متعدد سے نہ نکالا جائے جیسے جاء نی القوم الا حماراً۔ اگر مستثنیٰ بعد ایسے الّا کے واقع ہو جو صفت کے لئے نہ ہو اور کلام موجب یعنے ایسے کلام میں ہو جس میں نفی و نہی و استفہام نہ ہو جیسے جاء نی القوم الا زیداً یا مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے جاء نی الا زیداً القوم و یا مستثنیٰ منقطع ہو موافق

اکثر لغات کے جیسے جاء نی القوم الاحمادًا یا مستثنٰے بعد عدا و
خلا کے ہو موافق اکثر استعمال کے جیسے جاء نی القوم عدا زیدًا
وخلا زیدًا یا بعد ماخلا وماعدا کے ہو جیسے جاء نی القوم
ماخلا زیدًا وماعدا عمرًا یا بعد لیس کے ہو جیسے جاء نی القوم
لیس زیدًا یا بعد لا یکون کے ہو جیسے جاء نی القوم لا یکون زیدًا
تو ان سب صور تون مین مستثنٰے کو نصب دینا واجب ہے اور جس وقت
مستثنٰے بعد الا کے کلام غیر موجب مین ہو اور مستثنٰے منہ مذکور ہو تو
اوس کو مستثنٰے ٹھہرا کر نصب بھی دیسکتے ہین اور مستثنٰے سے بدل قرار
دینا مختار ہے جیسے ما فعلوہ الا قلیل وقلیلاً کہ اس مین قلیلا کو
مستثنٰے بنا کر منصوب پڑہ سکتے ہین اور قلیلٌ کو (ما فعلو) کی ضمیر سے
بدل قرار دیکر مرفوع پڑہنا مختار ہے اور جیسے ما مررت باحدٍ الا
زیدٍ وزیدًا وما رایت احدًا الا زیدًا اور اگر مستثنٰے منہ
مذکور نہ ہو اور مستثنٰے کلام غیر موجب مین ہو تو اوس مستثنٰے کو عامل کے
موافق اعراب دیا جاتا ہے اور ایسے مستثنٰے کو مُفرَغ کہتے ہین اور
اس مین کلام غیر موجب کی جو قید لگائی گئی ہے صرف اس غرض سے ہے
کہ پورا فائدہ حاصل ہو جائے کیونکہ اکثر کلام غیر موجب مین معنے درست
ہوا کرتے ہین اور کلام موجب مین بہت کم جیسے ما ضربنی الا زیدٌ۔
کہ اگر اس کو کلام موجب بنا کر ضربنی الا زید کہا جائے تو معنی درست
نہ ہونگے کیونکہ اس وقت یہہ معنے ہونگے کہ مجکو سوائے زید کے

بعض استعمال مین

سب لوگون نے مارا اور یہہ ٹھیک نہین ہے۔ مگر جس وقت کلام موجب
ہی بین معنی درست ہو جائین تو پھر غیر موجب کے قید کی ضرورت نہین
جیسے قرات الیوم الا کذا یعنے قرات ایام الاسبوع او الشہر الا
یوم کذا اور چونکہ مستثنیٰ مفرغ کلام موجب بین بن نہین سکتا تاوقتیکہ
اوس کے معنے درست نہ ہولین اس لئے ما زال زید الا عالما کہنا
ناجائز ہے کیونکہ زال بین معنے نفی کے ہین اور جب اس پر ما پڑھا
یا گیا تو نفی کی نفی ہوئی جو اثبات کا فائدہ دیتی ہے تو اس جملہ کے یہہ
معنے ہوئے ثبت زیدٌ دائما علی جمیع الصفات الا صفۃ العلم۔
یعنے زید بین سوائے صفت علم کے باقی اور سب صفات موجود ہین
اور یہہ معنے درست نہین اور جس وقت مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کے لفظ
سے بدل نہ بن سکے تو مستثنیٰ منہ کے محل وموضع سے بدل بنایا جائیگا
جیسے ماجاء نی من احدٍ الا زید بین جو نفی کے معنے تھے وہ اِلَّا
کے آنے سے ٹوٹ گئے تو کلام مثبت ہوگیا پس اگر زید کو احدٌ کے
لفظ سے بدل ڈالین اور یون کہین ماجاء نی من احدٍ الا زیدٍ
تو چونکہ بدل مبدل منہ کے جگہ بین قایم ہو سکتا ہے اس لئے یہ کلام
حکم بین ہوگا جاء نی من زیدٍ کے اور اس بین من زاید ہوگا جو خلاف
جمہور ہے کہ من استغراقیہ کلام مثبت بین زاید نہین ہوتا پس
اس مثال بین زیدٌ کو احدٌ کے محل سے جو مرفوع ہے بدل بنا کر رفع
دیا گیا اور لا احد فیہا الا عمرٌو و ما زید شیئًا الا شئی لا یعباٗ

مثال اول مین عمرؤ کو احد کے لفظ سے اور مثال ثانی مین شئی ثانی کو شیئے اول کے لفظ سے بدل نہین بنا سکتے کیونکہ ما و لا نفی کا عمل کرتے ہین اور اِلّا کے آنے سے نفی ٹوٹ گئی تو کلام مثبت ہوگیا اور کلام مثبت مین ما و لا عامل نہین بنائے جا سکتے پس مثال اول مین عمرؤ کو لا احد کے محل سے اور مثال ثانی مین شیئے ثانی کو شیئے اول کے محل سے بدل بناکر رفع دیا گیا بخلاف لیس زید شیئًا الا شیئًا کے کہ اسمین شئی ثانی کو شیئے اول کے لفظ سے بدل قرار دیسکتے ہین کیونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور الا آنے سے اگر نفی ٹوٹ جائے تو اوسکے عمل مین کوئی نقصان نہین آتا اس لئے کہ لیس جس کے سبب سے عمل کرتا ہے یعنے فعلیت وہ تو باقی ہے اور چونکہ لیس فعلیت کا عمل کرتا ہے اور ما و لا نفی کا اس لئے لیس زید الا قائمًا کہنا جائز ہے کیونکہ اگرچہ اِلّا سے نفی ٹوٹ گئی مگر فعلیت تو باقی ہے و ما زید الا قائمًا کہنا جائز نہین ہے کیونکہ ما نفی کا عمل کرتا ہے اور اِلّا کے آنے سے اوسکی نفی ٹوٹ گئی پس کلام مثبت ہوگیا اور اوس کا عمل باطل ہوگیا اور اگر مستثنے بعد غیر و سوی و سواء کے آئے تو مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم غیر زید و سوی زید و سواء زید اور بعد حاشا کے آئے تو اکثر استعمال مین مجرور ہوتا ہے جیسے جاء نی القوم حاشا زید اور بعض لوگ اسکو نصب دیتے ہین جیسے جاء نی القوم حاشا زیدًا اور غیر جس وقت استثنا کے معنی مین مستعمل ہو تو اوس کا اعراب مستثنے با لا کے اعراب کے مانند ہے موافق تفصیل سابق کے مثلًا

جاء نی القوم الا زیداً ہین اگر الا کی جگہ لفظ غیر رکھدین تو زیداً
کو جو اعراب تہا وہی اعراب غیر کو ہوگا اور کہا جائیگا جاء فی القوم
غیر زید اسیطرح جاء نی الّا زیدٌ القوم ہین جاء نی غیر
زید ن القوم کہینگے علی ہذا القیاس اور غیر اصل ہین موضوع صفت
کے لئے مگر بعض وقت الا استثنا ئید کی جگہ ہین اوسکا استعمال ہوتا ہے
جسطرح سے کہ اِلّا جو موضوع ہے استثنا کے لئے کبہی اوس کا استعمال غیر
صفتی کی جگہ ہین ہوتا ہے اور اِلّا کا غیر صفتی کی جائے ہین استعمال
کیا جاتا اوسیوقت ہوگا جبکہ اِلّا بعد واقع ہو ایک ایسی جمع کے جو نکرہ ہو
اور محصور نہ ہو کیونکہ اس صورت ہین استثنا متعذر ہے جیسے لو
کان فیہما الہۃٌ الّا اللہ لفسد تا اس آیہ ہین اِلّا بعد آیا ہے -
آلِہۃٌ کے جو جمع ہے اور نکرہ غیر محصور ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ الہۃٌ
ہین یقینی طور سے داخل نہین ہے تو پہر یہہ الّا استثنا کے لئے نہین
ہوسکتا اور دوسرا مانع یہہ ہے کہ اگر الّا کو استثنائے معنی ہین لین تو اس
آیت کے معنی بگڑ جاتے ہین یعنے یہ معنی ہونگے لوکان فیہما الہۃٌ مستثنےٰ
عنہا اللہ لفسد تا اگر ہوتے آسمان وزمین ہین کئے اللہ جن ہین سے
اللہ مستثنےٰ ہے تو انتظام بگڑ جاتا تو اس سے یہہ نکلا کہ اسہین ایسے خدا
ہین جن ہین سے اللہ مستثنےٰ نہین ہے اور یہ مخالف ہے ثبوت وحدانیت
کے پس اس آیہ ہین اِلّا غیر صفتی کے معنی ہین استعمال ہوا ہے یعنے
اگر ہوتے آسمان وزمین ہین کئی خدا ایسے جو مغائر ہین اللہ کے تو انتظام

بگڑ جاتا اس سے یہہ نکلا کہ آسمان و زمین مین ایسے کئے خدا ہی
نہین جو اللہ کے مغائر ہین جب مغائرت کی نفی ہوگئی تو تعدد جو
اس کو لازم تہا اوس کی بہی نفی ہوگئی پس وحدانیت ثابت ہوگئی
اور اس صورت کے سوا کسی اور صورت مین الا کو غیر
صفتی کی معنی مین استعمال کرنا ضعیف ہے اور اعراب سویٰ
وسواء کا نصب ہے بنا بر ظرفیت کے موافق مذہب اصح کے
جیسے جاء فی القوم سویٰ زیدٍ وسواءَ زیدٍ بجائے مکان
زید کے اور کوفیین حالت رفع و نصب و جر مین غیر کے مانند اس کو
اعراب دیتے ہین خبر کان اور اوس کے اخوات کی مسند
ہوتی ہے بعد ان حروف کے داخل ہونے کے جیسے کان زید
قائمًا اور اس کی خبر کا حال مبتدا کی خبر کے مانند ہے مگر اسکی
خبر جس وقت معرفہ ہو تو اسم پر مقدم ہو سکتی ہے جیسے کان
المنطلق زیدٌ اور کبھی خبر کان کا عامل یعنے کان حذف کر دیا
جاتا ہے جس صورت مین کہ لفظ اِنْ کے بعد ایک اسم ہو
پھر اس کے بعد ف ہو اور بعد اسکے ایک اور اسم ہو
جیسے اَلنّاسُ مجزیون باعمالھم ان خیرًا فخیرٌ وان شرًا
فشرٌ اس طرح کی صورت مین چار صورتین نکلتے ہین اول یہہ
کہ پہلے اسم کو نصب دین اور دوسرے اسم کو رفع جیسے
ان خیرًا فخیرٌ وان شرًا فشرٌ یعنے ان کان عملہ خیرًا

فجزاءهٗ خیرٌ و ان کان عمله شرًا فجزاءهٗ شرٌ دوم یہہ کہ دونو
اسم کو نصب دیں جیسے ان خیرًا فخیرًا و ان شرًا فشرًا یعنے
ان کان عمله خیرًا فکان جزاءهٗ خیرًا و ان کان عمله شرًا
فکان جزاءهٗ شرًا سوم یہہ کہ دونو اسم کو رفع دیں جیسے ان خیر
فخیر و ان شر فشر یعنے ان کان فی عمله خیرٌ فجزاءهٗ خیرٌ و
ان کان فی عمله شر فجزاءهٗ شرٌ چہارم یہہ کہ پہلے اسم کو رفع دیں
اور دوسرے اسم کو نصب جیسے ان خیرٌ فخیرًا و ان شرٌ فشرًا
یعنے ان کان فی عمله خیر فکان جزاءهٗ خیرًا و ان کان فی
عمله شرٌ فکان جزاءهٗ شرًا اور واجب ہے حذف کرنا خبر کان کے
عامل یعنے کان کا جس مقام میں کہ کان کو محذوف کرکے اوس کے عوض
میں لفظ ما بڑہا دیں جیسے امّا انت منطلقًا انطلقتُ یعنی لان
کنت منطلقًا انطلقت اس میں امّا انت دراصل لان کنت
تہا لام قیاسًا حذف ہوگیا کیونکہ لام کو ان پر سے حذف کرنا قیاسی
ہے پہر کلمہ کان کو اختصار کے لئے حذف کیا اور ضمیر متصل منفصل
بن گئی اور لفظ ما بعد ان کے کان کی جگہ میں زیادہ کیا اور
نون میم میں مدغم ہوگئی یہہ اس صورت میں ہے کہ جس وقت
امّا انت کے ہمزہ کو مفتوح پڑہیں اور اگر مکسور پڑہیں اور
اما انت منطلقا انطلقت کہیں تو اس کی اصل ان کنت
منطلقا انطلقتُ ہوگی کان کو اختصارًا حذف کیا تو ضمیر متصل

منفصل بن گئی اور لفظ ما بعد ان کے کان جگہ میں پڑھا گیا پھر نون
و میم میں ادغام ہو کر اِنَّمَا انت ہو گیا - اسم اِنَّ اور اس کے اخوات
مسند الیہ ہوتا ہے ان حروف کے داخل ہونے کے بعد جیسے
اِنَّ زیداً قائمٌ منصوبات میں سے ایک لا نفی جنس کا
اسم ہے جو مسند الیہ ہوتا ہے بعد لا کے داخل ہونے کے
اور بعد لا کے بلا فاصلہ واقع ہوتا ہے نکرہ مضاف ہو کر یا مشابہ
مضاف لا غلام رجل ظریف فیہا یہ مثال ہے نکرہ مضاف
کی و لا عشرین درہماً لک یہ مثال ہے نکرہ مشابہ مضاف
کی اگر اسم لا کا مفرد ہو یعنے نہ مضاف ہو نہ مشابہ مضاف
ہو تو علامت نصب پر مبنی ہوتا ہے جیسے لا رجل فی الدار
ولا مسلمات فی الدار و لا مسلمین و لا مسلمین لک اور
اگر معرفہ ہو یا لا اور اسم لا میں فاصلہ آگیا ہو تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے جیسے لا زیدٌ فی الدار
ولا عمرٌو ولا غلام زید فی الدار ولا عمرو ولا فی الدار
رجل ولا امراۃ ولا فی الدار غلام رجل ولا امراۃ ولا فی الدار زید ولا عمرو ولا
فی الدار غلام زید ولا عمرو اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ
اوپر بیان کیا ہے کہ اسم لا کا جب معرفہ ہوتا ہے تو اوس کو
رفع دینا اور مکرر لانا واجب ہے حالانکہ اس جملہ قضیۃ و لا
ابا حسن لہا میں ابا حسن باوجود اس بات کے کہ معرفہ ہے نہ اس کو

رفع دیا گیا ہے نہ مکرر لایا گیا ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی اس طرح سے کہ ابا حسن اگرچہ لفظ مین معرفہ ہے مگر مراد اس سے
یہان ایک فیصلہ کرنیوالا شخص نکرہ مراد ہے یعنے لا فیصل
لہا اور جس وقت لا عطف کے طور پر مکرر ہو اور ہر لا کے بعد
ایک نکرہ ہو بلا فاصلہ جیسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اوس مین
پانچ صورتین جائز ہین ۔ اول یہہ کہ لا کے بعد کے دونون اسمونکو
فتح دین جیسے لا حول ولا قوۃ الا باللہ اس صورت مین دونون لا
نفی جنس کے ہونگے اور لا قوۃ کا عطف لا حول پر عطف مفرد کا
مفرد پر ہوگا اور خبر محذوف ہوگی لا حول ولا قوۃ موجودٌ الا
باللہ یا عطف جملہ کا جملہ پر اے لا حول الا باللہ ولا قوۃ الا باللہ
اور خبر جملہ اولی کی محذوف رہیگی ۔ دوم یہہ کہ پہلے اسم کو فتح دین اور
دوسرے کو نصب جیسے لا حول ولا قوۃً اس مین پہلا لا نفی جنس کا
اور دوسرا زاید تاکید نفی کے لئے ۔ سوم یہہ کہ پہلے کو فتح دوسرے
کو رفع جیسے لا حول ولا قوۃٌ اس مین پہلا لا نفی جنس کا اور دوسرا
زاید ۔ چہارم دونو اسم کو رفع جیسے لا حولٌ ولا قوۃٌ اس
صورت مین یہہ جواب ہوگا الغیر اللہ حول و قوۃ کا اس لئے
سوال کے مطابقت کے واسطے جواب مین بھی رفع دیا گیا پنجم پہلے
کو رفع دین اور دوسرے کو فتح مگر اول کو رفع ضعیف ہے جیسے
لا حول ولا قوۃ اس مین پہلا معنے مین لیس کے ہوگا جو ضعیف ہے

اور دوسرا لا نفی جنس کے لئے اورجسوقت لا نفی جنس پہ ہمزہ داخل
ہو تو لا کے عمل مین کچھہ تغیر نہین آئے گا اور معنی اس ہمزہ کے یا تو استفہام
کے ہونگے جیسے الا رجل فی الدار یا عرض کرکے معنے ہونگے جیسے لا
نزول عندی یا تمنی کے جیسے الا ماء اشربہ لا نفی جنس کے اسم مبنی
کے پہلے صفت جو مفرد ہو اور اسم سے متصل ہو بلا فاصلہ وہ مبنی علی
الفتح ہوسکتی ہے اور اس کو معرب قرار دیکر باعتبار محل بعید کے رفع اور
باعتبار لفظ یا محل قریب کے نصب بھی دیسکتے ہین جیسے لا رجل ظریف
وظریف وظریفا ور نہ معرب ہے یعنے اگر لا کے اسم معرب کی صفت
اول ہو جیسے لا غلام رجل ظریفا یا یہہ کہ لا کے اسم مبنی ہی کی صفت
ہو مگر صفت اول نہ ہو جیسے لا رجل ظریف کریم فی الدار - یا یہہ کہ
صفت مضاف ہو جیسے لا رجل حسن الوجہ یا یہہ کہ صفت اور اسم
لا بین فاصلہ آگیا ہو جیسے لا غلام فیہا ظریف تو ان سب صورتون
مین صفت کو معرب قرار دیکر رفع دین یا نصب اور اگر معطوف نکرہ ہو
اور لا اوس مین مکرر نہ آیا ہو تو لا نفی جنس کے اسم مبنی پر لفظ کے
اعتبار سے عطف دیکر اوس کو منصوب پڑھ سکتے ہین اور محل کے
اعتبار سے عطف دیکر مرفوع جیسے لا اب وابنا وابن اور اگر معطوف
معرفہ ہو تو رفع واجب ہے جیسے لا غلام لک والفرس اور لا اباله
ولا غلامی لہ یعنے وہ ترکیب کہ جسمین لا نفی جنس کے اسم کے
بعد لام اضافت آوے اور اوس اسم پر احکام اضافت کے

جاری کئے جاوین مثلاً یہہ کہ لا ابا ہین کا الف باقی رکھا جاوے ولا غلامین سے نون حذف کی جاوے تو استعمال اسکا جائز ہے بسبب مشابہ ہونے اسم لا کے ان دونو ترکیبون مین مضاف کے ساتھہ اور مشابہ اس سبب سے ہے کہ اسم لا مضاف کے ساتھہ اس کے اصل معنے مین شریک ہے یعنے جو معنی اختصاص کے حالت اضافت مین پائے جاتے ہین وہ اس ترکیب مین بھی ہین اور چونکہ یہہ دونو ترکیبین مضاف کے مشابہ ہونے کے سبب سے جائز ہین اس لیے لا بافیہا کہنا جائز نہین کیونکہ اس مین اب کو دار کے ساتھہ کوئی اختصاص نہین تا کہ اس کی اضافت دار کے طرف صحیح ہو اور یہہ دونو ترکیبین یعنے لا اباله ولا غلامی له درحقیقت مشابہ مضاف ہین نہ مضاف ورنہ اس کے معنے بگڑ جاینگے وجہ اس کی یہہ ہے کہ ان دونو ترکیبون کے معنے بحالت اضافت بغیر کسی خبر کو مقدر لینے کے حاصل نہین ہوتے یعنے لا اباہ موجود ولا غلامیہ موجود ان دوسرے وجہ یہہ ہے کہ حالت اضافت مین اب معلوم اور غلامین معلومین کی نفی ہوگی نہ جنس اب و غلامین کی اور مقصود جنس اب و غلامین ہی کی نفی ہے بخلاف سیبویہ کے کہ وہ ان دونو ترکیبون مین اسم لا کو درحقیقت مضاف جانتا ہے اور کہتا ہے کہ مضاف ومضاف الیہ کے درمیان جو لام آیا ہے یہہ تاکید ہے لام مقدر کے اور لا کا اسم اکثر حذف ہو جایا کرتا ہے جیسے لا علیك یعنے لا باس علیك خبر اور س ما ولا کی جو لیس کے مشابہ ہین ان

دو نو حرفون کے داخل ہونے کے بعد وہ مسند ہوتی ہے اور ما و لا
کے خبر کا خبر ہونا اہل حجاز کے محاورات مین ہے اور بنو تمیم نہ اس کے
اسم کو اسم جانتے ہین نہ خبر کو خبر بلکہ اس کو مطلق مبتدا و خبر کہتے
ہین جیسے پہلے تھے اور اگر ان لفظ ما کے ساتھہ بڑھا یا جاے جیسے
ما ان زید قائم یا نفی الا کے سبب سے ٹوٹ جاے جیسے ما زید
الا قائم یا خبر ما کی اسم کے پہلے آجاے ما قائم زید تو ان صورتون
مین ما کا عمل باطل ہوجاتا ہے اور جس وقت ما و لا کے خبر پر کسی
اسم کا عطف ایسے حرف کے ذریعہ سے دین جو معنی ثبوتی کا فائدہ دیتا
ہے جیسے ما زید منہما بل مسافر و ما عمرو قائما لکن قاعد تو اوس
اسم معطوف کو رفع دینا واجب ہے مجرورات۔ مجرور وہ اسم
ہے جو مضاف الیہ کی علامت کو شامل ہو مضاف الیہ وہ اسم ہے جسکے طرف
کوئی چیز بذریعہ حرف جر کے منسوب ہو خواہ وہ حرف جر لفظ مین موجود ہو جیسے
مارت بزید یا مقدر ہو مگر مقصود ہو جیسے غلام زید کہ اصل مین غلام لزید تھا اور شرط
حرف جر کی تقدیر کے یہہ ہے کہ مضاف اسم ہو اور اوسکی تنوین بسبب اضافت کے ساقط ہو گئی
ہو اضافت کے دو قسم ہین معنوی و لفظی اضافت معنوی وہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ
نہ ہو جو اپنے معمول کے طرف مضاف ہو یعنے فاعل یا مفعول کیطرف عام اس
کہ مضاف صفت ہی نہو جیسے غلام زید یا صفت ہو مگر معمول کے طرف مضاف نہ ہو جیسے ضارب
مصر و کریم البلد۔ اسکے تین قسم ہین اول اضافت بمعنے لام یعنے لام مقدر
ہو یہہ اوس صورت مین ہے کہ جس وقت مضاف الیہ مضاف کی جنس سے

نہ ہو اور نہ مضاف کا ظرف ہو جیسے غلام زیدٍ یعنے غلامٌ لزید دوم اضافت
بمعنے مِن یہہ اوس صورت مین ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس سے
ہو جیسے خاتم فضۃ یعنے خاتم من فضۃ ف یاد رہے کہ مضاف
الیہ کی جنس مضاف ہونے سے مراد یہہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف
اور غیر مضاف دونون پر صادق ہو بشرطیکہ مضاف بھی غیر مضاف
الیہ پر صادق آئی پس ان دونون مین عموم وخصوص من وجہ کی
نسبت ہے سوم اضافت بمعنی فی یہہ اوس صورت مین ہے کہ
مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہو جیسے ضراب الیوم یعنے ضراب
فی الیوم اور اضافت بمعنے فی قلیل الاستعمال ہے اور اضافت
معنوی کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف مین تعریف
پیدا کر دیتی ہے جیسے غلام زیدٍ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف
مین تخصیص پیدا کرتی ہے جیسے غلام رجل اور شرط اضافت معنوی کی
یہہ ہے کہ مضاف مین تعریف نہ ہو اور وہ ترکیب جس کو کوفیین نے
جائز رکھا ہے یعنے عدد معروف باللام مضاف ہو طرف معرف باللام معدود
کے جیسے الثلثۃ الاثواب والخمسۃ الدراھم والمائۃ الدینار
ضعیف ہے کیونکہ عدد کے معرف باللام ہوتے ہوئے معرفہ کیطرف
مضاف کرنا تحصیل حاصل ہے اور دوسرے یہہ کہ فصحا کے کلام مین عدد
بغیر لام تعریف کے مضاف ہوا ہے جیسے قول ذی الرمہ کا مصرع ثلث الاثافی والدیار البلاقع اور اضافت
لفظی وہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو اور اپنے معمول کیطرف مضاف ہو جیسے ضارب زیدٍ

کہ اس مین اسم فاعل مضاف ہوا ہے اپنی معمول اسم مفعول کیطرف
او رحسن الوجہ کہ اس مین اضافت صفت مشبہ کی ہوئی ہے اپنی
معمول اسم فاعل کیطرف اور اضافت لفظی صرف تخفیف لفظ کا فائدہ
دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا یا تو تخفیف صرف لفظ مضاف مین ہوگی
جیسے ضاربُ زید کہ در اصل ضاربٌ زیداً تھا بہ سبب
مضاف ہونے کے تنوین ضاربٌ کی جو مضاف ہے جاتی رہی یا
صرف لفظ مضاف الیہ مین جیسے القایم الغلام کہ اصل مین القایم
غلامہ تھا جب نفت قائم کو غلام کیطرف مضاف کیا تو ضمیر غلامُہ کی
حذف ہوگئی اور قائم مین مستتر ہوگئی یا مضاف مضاف الیہ دونوکے
لفظ مین ہوگی جیسے زیدٌ قائمُ الغلام کہ اصلمین زیدٌ قائمٌ
غلامُہُ تھا قائم سے جو مضاف ہے تنوین جاتی رہی اور غلامُہ
جو مضاف الیہ ہے اوس مین سے ضمیر حذف ہوکر قائم مین مستتر ہوگئی
اور چونکہ اضافت لفظیہ تخفیف لفظ کا فائدہ دیتی ہے نہ تعریف وتخصیص کا
اس لئے مررت برجل حسن الوجہ کہنا جائز ہے کیونکہ یہہ اصلمین
حسنٌ وجہُہُ تھا حسن کی تنوین بہ سبب تخفیف لفظ کے گر گئی اور
تعریف وتخصیص نہین پیدا ہوئی تو حسن الوجہ نکرہ رہا پس حسن الوجہ ترکیب
اضافی صفت اور رجلٌ اوسکا موصوف دونو نکرہ ہین اور اس مین
کوئی نقصان نہین اور مررت بزیدٍ حسن الوجہ ناجائز ہے
کیونکہ حسن الوجہ نکرہ ہے اور زید معرفہ اور صفت و موصوف مین

مطابقت شرط ہے اور الضاربا زید والضاربو زیدٍ جائز ہے کہ اصل
میں الضاربان زیداً والضاربون زیداً تھے بسبب مضاف
ہونے کے نون تثنیہ وجمع کا حذف ہوگیا تو لفظ میں تخفیف حاصل ہوگئی
جو اضافت لفظی سے مقصود تھا اور الضاربُ زیدٍ کہنا ناجائز ہے
کیونکہ الضاربُ کی تنوین الف لام تعریف کے داخل ہونے کے
سبب سے چلی گئی ہے نہ اضافت کے سبب سے تو تخفیف لفظی نہ ہوئی
اس میں فرّا کا اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ جائز ہے اوس کے موئد
تین دلیلیں ہیں اول یہہ کہ الضارب زید اصل میں ضارب
زیداً تھا پہلے اضافت کے سبب سے ضارب کی تنوین جاتی رہی
اور بعد اس کے الف لام تعریف بڑہا یا گیا تو تخفیف ضارب کے
تنوین کی اضافت کی سبب سے ہوئی نہ الف لام سے اسکا جواب صاحب
کافیہ نے اسطرح سے دیا ہے کہ الف لام تعریف کو موخر خیال کرنا
اور اضافت کو مقدم خلاف ظاہر ہے کیونکہ الف لام بمنزلہ جز کلمہ کے
ہوتا ہے اور اضافت خارج ہوتی ہے تو الف لام کا پہلے لحاظ کرنے
چاہیئے اور اضافت کا پیچھے دوم یہہ کہ الواھِبُ المائۃ العجان
وعبدِھا جو اعشے کا شعر ہے اس میں عبدھا مجرور ہے اور اس کا
عطف ہوا ہے المائۃ پر تو یوں عبارت ہوجائے گی الواھب
عبدھا جو الضاربُ زید کے مانند ہے جس وقت ایسے شاعر
بلیغ نے ایسی ترکیب کا استعمال کیا ہے تو پھر الضاربُ زید کو کیوں

ناجائز رکھیں جواب اسکا مصنف نے یہہ دیا ہے کہ الواھب المائۃ الھجان وعبدھا سے دلیل لانا ضعیف ہے کیونکہ عبدھا کے وال کے مجرور پڑھنے پر کوئی نص نہیں ہے بلکہ باعتبار محل کے منصوب بھی ہوسکتا ہے اور مفعول معہ بھی سوم یہہ کہ الضاربُ الرجلِ الضاربہ جائز ہیں حالانکہ یہہ دونو الضارب زید کے مانند ہیں جب وہ جائز ہیں تو اس کو بھی جائز رکھنے چاہئے جواب یہہ دیا ہے کہ الضارب الرجل ناجائز ہونا چاہئے تھا مگر الحسن الوجہ میں جو الوجہ کو مضاف الیہ قرار دیکر مجرور پڑھنے کی ایک صورت پسندیدہ ہے اوس پر قیاس کرکے اس کو بھی جائز کردیا کیونکہ الضاربُ الرجل والحسن الوجہ دونو مشترک ہیں اسبات میں کہ مضاف صفت ومعرف باللام ہے اور مضاف الیہ جنس ومعرف باللام بخلاف الضارب زیدٍ کے کہ اسمیں مضاف الیہ جنس نہیں ہے اور اسی طرح الضاربک والضاربی والضاربہ وغیرہ بھی ناجائز ہونا چاہئے تھا بسبب تخفیف لفظی نہونیکے موافق مذہب سیبویہ کے جو قائل ہے اسبات کا کہ الضاربک میں الضاربُ مضاف ہوا ہے ضمیر کے طرف مگر ضاربک پر قیاس کرکے الضاربک کو جائز کیا گیا وجہ اسکی یہہ ہے کہ اسم فاعل واسم مفعول جس وقت نکرہ ہوں اور اون کو اون کے مفعولوں کے ساتھہ جو ضمائر متصل ہوں ملانا چاہیں تو اسم فاعل و اسم مفعول کو مضاف کرتے ہیں مفعول کیطرف بغیر لحاظ کرنے تخفیف

لفظ کے جیسے ضاربك میں ضارب جو اسم فاعل ہے اپنے مفعول ضمیر متصل کے طرف مضاف ہے اگرچہ تخفیف لفظی نہیں ہے اور جب ضاربك کو باوجود تخفیف لفظ ہونے کے جائز کر دیا تو الضاربك کو بھی اسی پر قیاس کر کے جائز رکھدیا کیونکہ ان دونوں میں اسم فاعل مضاف ہوا ہے ضمیر متصل کے طرف بخلاف الضارب زید کے کہ اس میں اسم فاعل ضمیر کے طرف مضاف نہیں ہے بلکہ اسم معرفہ کیطرف مضاف ہے۔ موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف نہیں ہوتا اور نہ صفت اپنی موصوف کے طرف یعنے جس کلام میں ترکیب وصفی پائی جاوے اوسکے ہوتے ہوئے ترکیب اضافی کے معنے اسمیں نہیں آسکتے اور اگر اعتراض کیا جائے کہ مسجد الجامع وجانب الغربی وصلوٰة الاولیٰ وبقلة الحمقاء۔ ان سب ترکیبوں میں موصوف اپنی صفت کیطرف مضاف ہوا ہے کہ مسجد موصوف اور الجامع اس کی صفت اور جانب موصوف ہے اور الغربی اسکی صفت اور صلوٰة موصوف ہے اور الاولیٰ اس کی صفت اور بقلة موصوف اور الحمقاء اس کی صفت حالانکہ اوپر بیان کیا ہے کہ موصوف اپنی صفت کے طرف مضاف نہیں ہوتا جواب اس کا یہ ہے کہ ان سب ترکیبوں کی تاویل کی گئی ہے اس طرح سے کہ مسجد الجامع معنی میں ہے مسجد الوقت الجامع کے یعنے یہاں لفظ الوقت مقدر ہے جو موصوف ہے الجامع کا اور مسجد مضاف ہی الوقت کے

طرف توجامع نہ مضاف الیہ ہے مسجد کا نہ صفت ہے اس کی۔ اسیطرح
جانب الغربی معنی ہین ہے جانبُ المکان الغربی کے و صلوٰۃ الاولیٰ
بمعنے صلوٰۃ الساعۃ الاولیٰ اور بقلۃ الحمقاء بمعنے بقلۃ حبۃ الحمقا
اور اگر ضمیر کوئی اعتراض کرے کہ جرادُ قطیفۃ و اخلاق ثیاب اصل ہین
قطیفۃ جرادٌ و ثیابٌ اخلاقٌ ہے اس ہین صفت مقدم کی گئی ہے
موصوف پر اور مضاف ہوئی ہے طرف موصوف کے حالانکہ اوپر بیان
کیا تھا کہ صفت موصوف کیطرف مضاف نہین ہوتی جواب اسکا یہہ ہے
کہ اس کی تاویل اسطرح سے کی گئی ہے کہ جب عربون نے قطیفۃٌ جرادٌ
ہین سے قطیفۃ کو حذف کیا تو جرادٌ ایک اسم غیر صفتی ہو گیا اور معنی
ابہام کے اوس ہین پیدا ہو گئے اور جب ان کو مقصود ہوا کہ اس ہین
تخصیص پیدا کرین تو اس کو مضاف کر دیا قطیفۃ کیطرف پس اس وقت
اضافت جرادُ کی قطیفۃ کے طرف صفت ہونے کے اعتبار سے
نہین ہے بلکہ باعتبار اوسکے جنس مبہم ہونے کے اسیطرح اخلاقُ ثیاب
اور جو اسم کہ مشابہ ہو دوسرے اسم کے ساتھہ عمومیت اور خصوصیت
ہین تو اوس اسم کی اضافت دوسرے اسم کیطرف نہین ہو سکتی
بسبب نہ حاصل ہونے فائدہ اضافت کے خواہ دونون اسم مترادف
ہون جیسے لیث و اسد کہ ذات وحقیقۃ ہین مترادف ہین اور جیسے
منع کہ معنی ہین مترادف ہین یا یہہ کہ مترادف نہون بلکہ متساوی
فی الصدق ہون یعنے دونون اسم ایک چیز پر صادق آنے ہین برابر

ہون جیسے انسان و ناطق بخلاف کل الدراہم وعین الشیٔ کے
یہہ اضافت جائز ہے کیونکہ ان دونون مین اضافت عام کی خاص
کے طرف ہوے ہے اور جو اضافت سے مقصود تہا مثلاً تخصیص وہ
حاصل ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ سعید کرز باوجود اسبات کے
کہ ایک ہی مسمی کے دو نام ہین اور مشابہ ہے لیث اسد کے ایک کی
اضافت دوسرے کے طرف ہوگئی حالانکہ اوپر بیان کیا ہے کہ اس
قسم کی اضافت صحیح نہین ہے۔ جواب اس کا یہہ ہے کہ اس کی تاویل
کی گئی ہے اسطرح سے کہ سعید سے مراد مدلول اور کرز سے مراد لفظ
ہے یعنے جس وقت ہم نے جاءنی سعید کرز کہا تو اسکے یہہ معنی ہوئے
کہ سعید جو لفظ کرز کا مدلول ہے وہ میرے پاس آیا اور اسم صحیح یعنی
وہ اسم جسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو یا ملحق بصحیح یعنے وہ اسم
جس کے اخیر مین واو یا یا ہو ماقبل اسکا ساکن ہو ان دونو اسمون سے
اگر کسیکو یاء متکلم کیطرف مضاف کرین تو اس کے آخر کو کسرہ دیا
دیا جاتا ہے اور یا یا تو مفتوح ہوگی یا ساکن جیسے ثوبیَ و دارِیْ
وظبییَ و دلوی اور اگر اسم کے اخیر مین الف ہو تو یا ر متکلم
کیطرف مضاف کرنے کے وقت وہ باقی رہتا ہے جیسے عصای
ورحای اور بنی ہذیل اس الف کو اگر تثنیہ کے لئے نہ ہو تو یا سے
بدلتے ہین اور یا کو یا مین ادغام کرتے ہین جیسے عصیَّ و رحیَّ
اور اگر اسم کے اخیر مین یا ہو تو یا ر متکلم مین ادغام کی جائے گی جیسے

مسلمیّ بحالت نصب وجر اور اگر اسم کے اخیر مین واو ہو تو یا سے بدلتا ہے
اور یا یا مین ادغام کیجاتی ہے جیسے مسلمِیّ بحالت رفع اور ان تینون
صورتون مین یعنے اگر اسم کے آخر مین الف ہو یا واو ہو یا یائے متکلم
کو فتح دیا جاتا ہے تاکہ التقائے ساکنین لازم نہ آجائے اور اسمار ستہ
مکبرہ مین سے اگر اخٌ و ابٌ کو یائے متکلم کیطرف مضاف کرین تو اخی و ابی
کہا جائیگا یعنے ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا ہے وہ واپس
نہین لایا جائیگا اور مبرد اخیّ و ابیّ کہنے کو جائز جانتا ہے یعنے وہ
کہتا ہے کہ ان دونو کے اخیر سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو حالت
اضافت مین واپس لاکر یا سے بدلین اور پہر یا کو یا مین ادغام کرین
اور حمٌ و ھنٌ کو جس وقت یائے متکلم کیطرف مضاف کرین تو حمی و ھنی کہا
جائیگا یعنے محذوف واپس نہ لایا جائیگا اور فمٌ کو جسوقت یائے متکلم کیطرف
مضاف کرین تو موافق اکثر استعمال کے فِیّ کہا جائے گا یعنے اس کے
اخیر مین سے جو واو حذف ہوا تہا اوس کو واپس لاکر یا سے بدلین
اور یا کو یا مین ادغام کرین اور بعض لغات مین فمی آیا ہے یعنے
میم جو در عوض واو کے ہے باقی رکہین اور ان پانچون اسمون کو یعنی
اب واخ وحم وھن وفم کو جس وقت مضاف نکرین تو اخٌ و ابٌ
وھنٌ وحمٌ وفمٌ کہا جائیگا اور فم کے فا کو تینون حرکتین دے سکتے ہین
لیکن فتح زیادہ فصیح ہے بہ نسبت ضمہ و کسرہ کے اور حم کبہی مانند یدٌ کے
پڑہا جاتا ہے جیسے ہٰذا حمٌ اوحماٌ رایت حماٌ ا دحماٌ ومررت بحمٍ

وحماك اور کبھی مانند خبا کے جیسے هذا حمأ وحماك ورایت حمأ وحماك

ومررت بحماءٍ وحماك اور کبھی مانند دلو کے واو کے ساتھ جیسے هذا

حمْوٌ وحموك ورأیت حمْوًا وحموك ومررت بحمو وحموك اور کبھی

مانند عصا کے الف کے ساتھ جیسے هذا حمًا وحماك ورأیت حمًا

وحماك ومررت بحمًا وحماك ۔ اور حمٌ کا بدٌ وخباءٌ ودلوٌ وعصا کے

مانند مستعمل ہونا مطلق ہے یعنے اضافت مین ہون یا غیر اضافت مین اور

هَنٌ مانند بدٌ کے آتا ہے خواہ حالت اضافت مین ہو یا نہو جیسے هذا

هَنٌ وهنك ورأیت هنًا وهنك ومررت بهن وهنك اور ذو

ضمیر کے طرف مضاف نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اسم جنس کے طرف مضاف

ہوتا ہے اور بے اضافت کے بھی استعمال نہین ہوتا ۔ **التوابع**۔

تابع وہ دوسرا اسم ہے جو اپنے پہلے اسم کا سا اعراب رکھتا ہو اور اوس

پہلے اسم کو جو اعراب جس حیثیت سے دیا گیا ہو وہی اعراب اوسی حیثیت سے

اس دوسرے اسم کو بھی آئے **نعت** وہ تابع ہے جو عام طور سے دلالت

کرتا ہے اوس معنے پر جو اپنی متبوع مین پائی جاتے ہین اور فائدہ نعت کا

اکثر یا تو نکرہ مین تخصیص کا پیدا ہوتا ہے یا توضیح معرفہ مین جیسے رجلٌ

عالم وزید الظریف اور نعت کبھی صرف مدح کے لئے بھی آتی ہے جیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا صرف مذمت کے لئے جیسے اعوذ باللہ

من الشیطان الرجیم ۔ یا صرف تاکید کے لئے جیسے نفخة واحدة

اور نعت خواہ مشتق ہو یا غیر مشتق اوسکی صفت واقع ہونے مین کوئی فرق

نہین مگر جسوقت کہ لفت غیر مشتق ہو تو اوس مین یہہ شرط ہے کہ اوس کی
وضع اپنی متبوع کے معنے پر تمام استعمالات مین دلالت کرنے کی غرض سے
ہو جیسے تمیمی و ذو مال کہ تمیمی ہمیشہ ہر استعمال مین دلالت کرتا ہے اسبا
پر کہ ایک ذات قبیلہ بنی تمیم کے طرف منسوب ہے اور ذو مال دلالت
کرتا ہے کہ ایک ذات صاحب مال ہے یا یہہ کہ بعض استعمال مین اپنی
متبوع کے معنی پر دلالت کرے اور بعض استعمال مین دلالت نکرے تو
جس صورت مین کہ اپنی متبوع کے معنے پر دلالت کرے گی تو صفت واقع
ہو سکتی ہے ورنہ نہین جیسے مررت برجل ای رجل یعنے کامل فی الرجولیۃ
اس ترکیب مین ای رجل کامل رجولیت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے
صفت واقع ہو سکتا ہے اور ای رجل عندک چونکہ اس معنی پر دلالت نہین
کرتا ہے اس لیے صفت نہین ہو سکتا اور اسیطرح مررت بھذا الرجل
چونکہ ہذا ایک ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے اور الرجل ذات معین پر
اور خصوصیت ذات معین کی بمنزلہ اوس معنے کے ہے جو ذات مبہم مین
پائی جاتے ہین اس لئے الرجل ہذا کی صفت بن سکتا ہے اور اسی طرح
مررت بزید ہذا ای بزید المشار الیہ دلالت کرتا ہے اوس معنی پر
جو ذات زید مین پائی جاتے ہین اس لئے زید کی صفت بن سکتا ہے
اور کبھی نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آتی ہے اوس وقت جملہ مین ایک ضمیر کا
ہونا ضروری ہے جو راجع ہو اوس نکرہ کے طرف جیسے جاء نی رجلٌ
ابوہ قائم صفت کبھی تو باعتبار حال موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے

مررت برجلٍ حسنٍ اوس کو صفت بحال موصوف کہتے ہین اور کبھی باعتبار
حال متعلق موصوف کے لائی جاتی ہے جیسے مررت برجلٍ حسنٍ غلامہٗ
اوس کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہین اور صفت اول یعنے صفت
بحال موصوف ہین صفت دس چیزون ہین اپنی موصوف کے تابع ہوتی
ہے۔ رفع۔ نصب۔ جر۔ تعریف تنکیر۔ افراد۔ تثنیہ۔ جمع
تذکیر۔ تانیث اور دوسری صفت یعنے صفت بحال متعلق
موصوف ہین صفت پہلے کے پانچ یعنے رفع و نصب و جر و تعریف
و تنکیر ہین اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے اور پچھلے پانچ یعنے افراد
و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث ہین فعل کے مانند ہوتی ہے یعنے اوس
صفت کے فاعل کو دیکھینگے۔ اگر مفرد یا تثنیہ یا جمع ہو تو صفت بھی مفرد
لائی جائیگی جیساکہ فعل مفرد لایا جاتا ہے جیسے مررت برجلٍ قاعدٍ
غلامہٗ و مررت برجلین قاعدٍ غلاماھما و مررت برجال قاعدٍ
غلمانھم اور اگر فاعل مذکر ہو یا مونث حقیقی بلا فصل ہو تو صفت فاعل کے
مطابق لائی جائے گی جیسے مررت بامراۃٍ قائمٍ ابوھا و مررت
برجلٍ قائمۃ جاریتہٗ اور اگر فاعل مونث غیر حقیقی ہو یا یہہ کہ حقیقی ہو
مگر فصل کے ساتھہ ہو تو اختیار ہے کہ صفت کو مذکر لائین یا مونث جیسے
مررتُ برجلٍ معمورٍ او معمورۃ دارہٗ و مررت برجلٍ قائمٍ او قائمۃٍ
فی الدار جاریتہٗ اور چونکہ صفت بحال متعلق موصوف کا افراد و تثنیہ
و جمع و تذکیر و تانیث ہین فعل کے مطابق ہونا ضروری ہے اس لئے قائم

رجلٌ قاعدٌ غلمانہٗ مستحسن ہے جیسے یقعد غلمانہ کہنا مستحسن ہے
اور قام رجلٌ قاعدون غلمانہٗ کہنا ضعیف ہے کیونکہ وہ بمنزلہ
یقعدون غلمانہ کے ہے اور قام رجلٌ قعودٌ غلمانہٗ جائز ہے
نہ ضعیف ہے نہ مستحسن اور ضمیر نہ خود موصوف ہوسکتی ہے نہ کسی اور
اسم کی صفت اور موصوف یا تو صفت سے بڑھکر باعتبار تعریف کے
خاص ہو یا یہہ کہ صفت کے برابر ہو اس سبب سے معرف باللام
کی صفت سواے معرف باللام یا اوس اسم کے جو معرف باللام کے طرف
مضاف ہو کوئی اور چیز واقع نہین ہوسکتی جیسے جاء نی الرجل الفاضل
وجاء نی الرجل صاحب الفرس اور اسم اشارہ کی صفت جو معرف
باللام ہی لازم کی گئی ہے اوس کی وجہ یہہ ہے کہ اسم اشارہ مین ایسا
ابہام وضعی ہوتا ہے جو خواہش کرتا ہے اسبات کی کہ جنس صاف طور سے
معلوم ہو جائے اور سوائے معرف باللام کے کسی اور چیز سے وہ ابہام اُٹھ
نہین سکتا اس وجہ سے مارت بھذا الابیض کہنا ضعیف ہے کیونکہ
الابیض عام ہے کسی جنس کے ساتھہ خاص نہین اور مارت بھذا العالم
کہنا مستحسن ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشارٌ الیہ انسان ہے
بلکہ ایک مرد ہے عطف یعنے معطوف بالحرف وہ تابع ہے جو اپنی
متبوع کے ساتھہ مقصود بالنسبتہ ہوتا ہے یعنے کلام مین جو نسبت
ہوتی ہے اوس سے جیسا تابع مقصود ہوتا ہے ویسا ہی متبوع بھی
مقصود ہوتا ہے اور تابع اور متبوع کے درمیان دس حروف عطف

میں سے کوئی ایک حرف آتا ہے جیسے قام زیدٌ وعمروٌ اور جس وقت
ضمیر مرفوع متصل پر کسی اسم کا عطف کیا جائے تو پہلے ضمیر منفصل سے تاکید
لائی جائیگی اور بعد اوس کے عطف کیا جائیگا[۵] جیسے ضربت انا وزید
مگر جس صورت میں کہ ضمیر مرفوع متصل اور اوسکے اسم معطوف کے درمیان
فاصلہ آجاوے تو اوس وقت تاکید نہ لانا جائز ہے جیسے ضربت الیوم
وزید اور جس وقت ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو جار کا اعادہ
لازم ہے جیسے مررت بك وبزید وغلامك وغلام زید اور معطوف حکم میں معطوف
علیہ کے ہے یعنے جو حالتیں معطوف علیہ کو ماقبل کے اعتبار سے عارض
ہوتے ہیں خواہ وہ جائز ہوں یا ممتنع وہ حالتیں معطوف کو بھی عارض
ہونگے - چونکہ معطوف حکم میں معطوف علیہ کے ہوتا ہے اس لیے
ما زید بقائم او قائمًا ولا ذاهب عمرٌو میں عمرٌو کو سوائے
رفع دینے کے کوئی اور صورت نہیں نکل سکتی کیونکہ اگر عمرو کو نصب اور جر دیں
تو قائم یا قائمًا پر عطف ہوگا اور خبر ہوگا زید کی اور یہہ نہ جائز ہے
وجہ اس کی یہہ ہے کہ قائم یا قائمًا میں معطوف علیہ زید کیطرف پھرنے
والی ضمیر موجود ہے اور ذاهبٌ میں معطوف کے کوئی ضمیر نہیں ہے
پس اس صورت میں جملہ کا جملہ پر عطف ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے الذی
یطیر فیغضبُ زیدٌ الذباب میں یطیر جو معطوف علیہ ہے اوس میں
تو ضمیر ہے اور فیغضب جو معطوف ہے اوس میں کوئی ضمیر نہیں ہے
پس اوپر کا یہہ قاعدہ کہ معطوف حکم میں معطوف علیہ کے ہے ٹوٹ گیا

[۵] اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر مرفوع متصل باعتبار لفظ و معنی کے کالجزء ہوتی ہے پس اگر بغیر تاکید کے عطف کیا جائے تو ایسا ہوگا جیسا کہ کلمہ کے کسی حرف پر عطف ہو ۱۲

جواب اسکا یہہ ہے کہ نیتغضب پر جو فا آیا ہے وہ عطف کا نہین ہے
بلکہ سببیت کا ہے اور معنے اسکے یہہ ہین الذی یطیر فیغضب زید
بسببہ الذباب اور جس وقت دو مختلف عاملون کے معمول پر عطف
دیا جائے ایک حرف عطف کے ساتھہ تو جمہور کے پاس جائز نہین ہے
سوائے اوس صورت کے جہان مجرور مقدم ہو اور مرفوع یا منصوب
متاخر ہو جیسے فی الدار زید والحجرۃ عمرو وان فی الدار زیدا
والحجرۃ عمرا بخلاف فرا کے کہ وہ ایسے عطف کو ہر صورت مین جائز
جانتا ہے خواہ مجرور مقدم ہو یا نہو یس فرا کے پاس ان زیدا فی الدار
وعمرا الحجرۃ جائز ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ اس قسم کا عطف کسی صورت
مین جائز نہین تاکید وہ تابع ہے جو ثابت کرتا ہے متبوع کی حالت
کو باعتبار اوسکے منسوب یا منسوب الیہ ہونیکے جیسے ضارب زید
زید وضارب ضرب زید یا اس اعتبار سے کہ وہ متبوع اپنی افراد کو شامل
ہے جیسے جاء نی القوم کُلُّهم تاکید کے دو قسم ہین لفظی و معنوی
تاکید لفظی وہ ہے کہ پہلے لفظ کو دوبارہ لائین حقیقتہً جیسے جاء
نی زیدٌ زیدٌ یا حکماً جیسے ضربت انت وضاربت انا اور یہہ تاکید
تمام الفاظ مین جاری ہوتی ہے اور تاکید معنوی چند لفظون سے
ہوا کرتی ہے اور وہ یہہ ہین نفسہ عینہ کلاھما ۔ کُلُّہ اجمع ۔
اَکتع ۔ ابتع ۔ ابصع ۔ انمین سے پہلے دو یعنے نفس و عین عام
ہین واحد تثنیہ جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتے ہین صرف

صیغہ اور ضمیر بدلتی جائیگی جیسے واحد مذکر کی تاکید میں جاءنی زید
نفسہ اور واحد مونث میں جاءت ھند نفسھا اور تثنیہ مذکر مونث
میں جاءنی رجلان انفسھما وجاءتنی امرأتان انفسھما اور
جمع مذکر میں جاءنی الرجال انفسھم اور جمع مونث میں جاءتنی
النساء انفسھن اور دوسرا یعنے لفظ کلا تثنیہ کے لئے ہے
جیسے جاءنی الرجلان کلاھما وجاءتنی المرأتان کلتاھما
اور جو باقی ہیں یعنے کُلُّہٗ وَاَجْمَعُ وَاَکْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ وہ غیر تثنیہ
کے لئے ہیں خواہ واحد ہو یا جمع مگر کلہٗ میں صرف ضمیر بدلتی
جائیگی جیسے قرأت الکتاب کُلَّہٗ وقرأت الصحیفۃ کلھا
واشتریت العبید کلھم وطلقت النساء کُلَّھُنَّ اور اجمع
اکتع ابتع ابصع میں صیغہ بدلتا جائیگا جیسے واحد مذکر میں اجمع اور
واحد مونث میں جمعاءُ اور جمع مذکر میں اجمعون اور جمع مونث میں
جمع اسی طرح اکتع کتعاءُ اکتعون کتع ابتع بتعاءُ ابتعون بتع ابصع
بصعاءُ ابصعون بصع اور کل واجمع سے تاکید نہیں لائی جاسکتی
مگر اوسی چیز کی جو اجزا والی ہو اور وہ اجزا باعتبار حس کے یا
حکمًا باہم جدا ہوسکتے ہوں جیسے اکرمت القوم کلھم واشتریت
العبد کلہ بخلاف جاءنی زیدٌ کُلُّہٗ کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ زید
کے اجزا نہ حسًّا نکلتے ہیں نہ حکمًا اور جسوقت ضمیر مرفوع متصل
کی تاکید نفس و عین سے لانا چاہیں تو پہلے اوس کی تاکید ضمیر منفصل سے

الی جائیگی اور پھر نفس و عین سے جیسے ضربت انت نفسك
واکتع و ابتع وابصع تابع ہین اجمع کے پس انہین سے کوئی اجمع
سے پہلے نہین آسکتا اور انہین سے کسیکو بغیر اجمع کے ذکر کرنا
ضعیف ہے **بدل** وہ تابع ہے کہ جو چیز متبوع کے طرف
منسوب ہو اوس سے وہی تابع مقصود ہو نہ متبوع اوس کے چار
قسم ہین اول بدل کل دوم بدل بعض سوم بدل اشتمال چہارم
بدل غلط ؛ بدل کل وہ ہے کہ مدلول اسکا بعینہ اول کا مدلول ہو
یعنے دونو متحد ہون ذات مین اگرچہ مفہوم مین مختلف ہون جیسے
جاءنی زیدٌ اخوك بدل بعض وہ ہے کہ مدلول اس کا مبدل منہ
کا جز ہو جیسے ضربت زیدًا راسہٗ۔ بدل اشتمال وہ ہے
کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایک ایسا تعلق ہو جو علاوہ ہو بدل
کل اور بدل بعض کے تعلق کے یعنے بدل و مبدل منہ مین سے کوئی
ایک دوسرے کو شامل ہو جیسے سُلِبَ زیدٌ ثوبہٗ کہ اس مین بدل شامل
ہو گیا ہے مبدل منہ کو اور جیسے یسئلونك عن الشھر الحرام قتال
فیہ کہ اس مین مبدل منہ شامل ہوا ہے بدل کو ۔ بدل غلط وہ ہے
کہ پہلے مبدل منہ کو غلطی سے بیان کرکے پھر ارادہ کرے بدل کا جیسے
جاءنی زیدٌ حمار اور بدل و مبدل منہ کبھی دونو معرفہ ہوتے ہین جیسے
ضَرَبَ زیدٌ اخوک اور کبھی دونو نکرہ جیسے جاءنی رجلٌ غلام
لك اور مختلف بھی ہوتے ہین یعنے مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ

جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ یا بدل معرفہ اور مبدل منہ
نکرہ ہو جیسے جاء نی رجلٌ غلام زیدٍ اور جس وقت بدل
نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ تو بدل کو کسی صفت سے موصوف کرنا
واجب ہے جیسے بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور کبھی بدل و
مبدل منہ دونو اسم ظاہر ہوتے ہیں جیسے جاء نی زیدٌ اخوک
اور کبھی دونو ضمیر جیسے الزیدون لقیتھم ایّاھم اور کبھی مختلف
یعنے مبدل منہ اسم ظاہر اور بدل ضمیر جیسے اخوک رایت زیداً
ایاہ یا بدل اسم ظاہر اور مبدل منہ ضمیر جیسے اخوک رایتُہٗ
زیداً اور اسم ظاہر ضمیر حاضر و متکلم سے بدل کل نہیں ہوسکتا مگر
ضمیر غائب سے ہوسکتا ہے جیسے ضربتُہٗ زیداً **عطف بیان**
وہ تابع ہے جو صفت نہو اور اپنی متبوع کی توضیح کرے جیسے اقسم
باللہ ابوحفص عمرا اور عطف بیان اور بدل کا باہمی فرق باعتبار لفظ کے
اس مثال **ع** انا ابن التارک البکری بشرا سے ظاہر ہے کہ اگر
بشر کو البکری کا عطف بیان قرار دیں تو صحیح ہے اور اگر بشر کو بدل
قرار دیں بکری کا تو چونکہ بدل مبدل منہ کی جگہ میں آسکتا ہے اسلئے
یہہ عبارت ہوگی التارک بشر جو الضارب زید کے مانند ہے
اور الضارب زید ناجائز ہے تو یہہ بھی ناجائز ہے **مبنی**
وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا مرکب نہ ہو اور حکم اوسکا
یہہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اوس کی آخر کی حالت نہ بدلے اور

القاب اسکے ضمہ و فتحہ و کسرہ و وقف ہین اور مبنیات آٹھ ہین ۔
ضمائر ۔ اسماے اشارہ ۔ اسماے موصولہ ۔ مرکبات ۔ کنایات ۔ اسماء
الافعال ۔ اصوات ۔ بعض ظروف ۔ ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم یا حاضر
کے لیے وضع کیا گیا ہو یا ایسے غائب کے لیے جس کا ذکر پہلے ہو چکا
ہو خواہ لفظاً ہو یا معنیً یا حکماً جیسے ضرب زید غلامہ کہ اس مین
(ہ) کا مرجع حقیقتہً لفظ مین پہلے مذکور ہے اور ضرب غلامہ
زیدٌ کہ اس مین (ہ) کا مرجع زید تقدیراً پہلے مذکور ہے اور
اعدلوا ہو اقرب للتقوی کہ اسمین (ہو) کا مرجع عدل ہے جو اعدلوا سے
سمجھہ مین آتا ہے اور معنی مقدم ہے اور انہ زید قائم مین (ہ)
کا مرجع زید قائم ہے جو بعد ہے مگر چونکہ مخاطب اور متکلم کے درمیان اسکا
ذکر پہلے ہی سے معین رہتا ہے اس لیے مرجع کو تقدم حاصل ہوتا ہے اسکو
تقدم حکمی کہتے ہین اور یہہ ضمیر شان و قصہ مین ہوا کرتا ہے ۔ ضمیر کے دو
قسم ہین متصل ۔ منفصل ۔ منفصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل ہو
اور متصل وہ ضمیر ہے جو اپنی ذات سے مستقل نہ ہو بلکہ محتاج ہو کسی اور
کلمہ کی اور ضمیر کے باعتبار اعراب کے تین قسم ہین ۔ مرفوع ۔ منصوب ۔ مجرور
ضمیر مرفوع و منصوب مین سے ہر ایک کے دو قسم ہین متصل و منفصل یعنے
مرفوع متصل و مرفوع منفصل و منصوب متصل و منصوب منفصل اور ضمیر مجرور
کے صرف ایک ہی قسم ہے متصل یعنے مجرور متصل پس یہہ ضمیرین پانچ قسم کے
ہوئین اول یعنے ضمیر مرفوع متصل ضربتُ متکلم ماضی معروف و ضربتَ متکلم

ماضی مجہول سے لیکر ضَرَبْنَ و ضُرِبْنَ جمع مونث غائب ماضی معروف و مجہول
تک جیسے ضربتَ ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتنّ ضُربتَ ضُربتما ضُربتم ضُربتِ ضُربتما ضُربتنّ
ضربتُ ضربنا ضُربتُ ضُربنا دوم ضمیر مرفوع منفصل اَنَا
سے هُنَّ تک سوم منصوب متصل ضربنی سے ضربهنّ اور انی سے
انهنّ تک چہارم منصوب منفصل ایای سے ایاهنّ تک پنجم مجرور
متصل غلامی سے غلامهنّ اور لی سے لهنّ تک پس ضمیر مرفوع متصل
خاصتہً مستتر رہتی ہے ماضی کے دو صیغوں میں واحد مذکر غائب و واحد
مونث غائب جیسے زید ضرب وهند ضربت اور مضارع کے
صیغۂ متکلم میں مطلقاً خواہ واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر یا مونث جیسے
اضرب ونضرب اور واحد مذکر حاضر اور واحد مذکر غائب اور واحد
مونث غائب میں جیسے تضرب وزید یضرب وهند تضرب
اور صفت کے صیغہ میں مطلقاً خواہ اسم فاعل ہو یا اسم مفعول صفت
مشبہ ہو یا افعل التفضیل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو یا مونث
جیسے زیدٌ ضارب وهند ضاربۃٌ والزیدان ضاربان و
الزیدون ضاربون والهندان ضاربتان والهندات
ضاربات اور ضمیر منفصل کا لانا جائز ہے مگر اوس صورت میں
کہ جہان ضمیر متصل کا لانا متعذر ہو اور اوس کے متعذر ہونے
کے کئی صورتیں ہیں یا تو ضمیر اپنے عامل سے پہلے لائی جائے
جیسے ایاك ضربت یا یہہ کہ ضمیر اور اوس کے عامل میں کسی غرض

فاصلہ آگیا ہو جیسے ما ضربك الا انا کہ اس مین تخصیص کے
غرض سے فاصلہ آیا ہے یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حذف کر دیا گیا ہو جیسے
ایاك والشر ای اتق نفسك والشر یا یہہ کہ ضمیر کا عامل معنوی ہو
جیسے انا زید یا یہہ کہ ضمیر کا عامل حرف ہو اور وہ ضمیر مرفوع
ہو جیسے ما انت قائما یا یہہ کہ ضمیر کے طرف ایک ایسی صفت
کی اسناد ہو کہ وہ صفت اصل مین جس کی ہے اوس پر جاری
نہ ہو بلکہ اوس کے غیر پر جاری ہو جیسے ھند زید ضاربته
ھی کہ اس مین ضاربتہ جو صفت ہے اوس کی اسناد ہوئی ہے
ھی کے طرف جو ضمیر ہے اور وہ ایسی صفت ہے کہ زید پر جاری
ہوئی ہے کیونکہ اوس کی خبر واقع ہوئی ہے اور در حقیقت صفت
ہے ہند کی کیونکہ ضرب اوس سے قائم ہوا ہے جہان دو ضمیر جمع
ہون اور اون مین سے کوئی بھی مرفوع نہ ہو پس اگر ایک اعرف
ہو اور دوسری غیر اعرف اور اعرف کو غیر اعرف پر مقدم بھی کردین
تو دوسری ضمیر مین اختیار ہے کہ اوس کو متصل لائین جیسے اعطیتکه
یا منفصل لائین جیسے اعطیتك ایاہ اسیطح ضربیك وضربی ایاك
اور اگر اون مین سے کوئی بھی اعرف نہ ہو یا یہہ کہ اعرف ہو مگر اوسکو
غیر اعرف پر مقدم نکرین تو دو نو صورتون مین دوسرے ضمیر کو منفصل
لانا واجب ہے جیسے اعطیته ایاہ و اعطیته ایاك اور افعال
ناقصہ کے خبر مین مذہب مختار یہہ ہے کہ ضمیر منفصل لائی جائے متصل

جیسے کان زید قائماً او کنت ایاہ اور اکثر استعمال میں لولا کے
بعد ضمیر منفصل آتی ہے جیسے لولا انت لولا انتما و لولا انتم و لولا انت
لولا انتما لولا انتن لولا ھو لولا ھما لولا ھم لولا ھی لولا ھما
لولا ھن لولا انا لولا نحن اور بعد عسی کے بھی اکثر استعمال میں ضمیر
مرفوع متصل آتی ہے جیسے عسیت سے عسینا تک اور بعض لغات
میں لولاك وعساك آیا ہے اخفش کہتا ہے کہ لولا کے بعد جو کاف ہے
وہ ضمیر مجرور ہے جگہ میں ضمیر مرفوع کے آئی ہے اور ایک ضمیر دوسری
ضمیر کے جائے میں آسکتی ہے جیسے ما انا کانت اور سیبویہ کہتا ہے
کہ لولا اس میں حرف جر ہے اور کاف مجرور اپنے جائے میں آئی ہے
اور عساك میں اخفش کہتا ہے کہ کاف ضمیر منصوب ہے جو ضمیر مرفوع
کے جائے میں آئی ہے اور سیبویہ کہتا ہے کہ عسا یہاں لعل پر حمل
کیا گیا ہے کیونکہ دونوں کے معنے قریب قریب ہیں۔ اور ماضی میں
نون وقایہ کا یائے متکلم کے ساتھ ہونا ضروری ہے جیسے ضربنی
اور مضارع میں اوس وقت لازم ہے جبکہ وہ نون اعرابی سے خالی ہو
جیسے یضربنی اور نون اعرابی رہنے کی صورت میں اختیار ہے
خواہ مضارع میں نون وقایہ لائیں یا نہ لائیں جیسے یضربانی یا یضربانّنی
اور لدن وحروف مشبہ بالفعل کے ساتھ نون وقایہ کے لانے
میں اختیار ہے خواہ لائیں یا نہ لائیں اور لیت ومن وعن
وقد وقط میں نون وقایہ لانا مختار ہے جیسے لیتنی و منّی و عنّی و

قدّلی و قطنی اور لعل لیت کا عکس ہے یعنے لعل میں نون وقایہ نہ لانا مختار ہے جیسے لعلّی اور کبھی مبتدا اور خبر کے درمیان عامل سے پہلے ہو یا بعد ایک ضمیر مرفوع منفصل لائی جاتی ہے جو مفرد و تثنیہ وجمع وتذکیر و تانیث و تکلم و خطاب و غیبت میں مبتدا کے موافق ہوتی ہے اوس کو ضمیر فصل کہتے ہیں کیونکہ وہ خبر کے صفت و خبر ہونیں تمیز دلاتی ہے جیسے زید ھو القائم و کنت انت الرقیب اور شرط ضمیر فصل کی یہ ہے کہ خبر معرفہ ہو یا یہ کہ افعل التفضیل ہو جسکا استعمال من کے ساتھ ہو جیسے کان زید ھو افضل من عمرو خلیل کے پاس ضمیر فصل کے لئے باعتبار اعراب کے کوئی درجہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس کو ایک حرف بصورت ضمیر جانتا ہے اور بعض عرب ضمیر فصل کو مبتدا بناتے ہیں اور اوسکے مابعد کو اوس کی خبر اور کبھی جملہ کے پہلے ایک ضمیر غائب آتی ہے جس کو ضمیر شان و قصہ کہتے ہیں اور وہ جملہ اوس ضمیر کے تفسیر کرتا ہے اور ضمیر شان منفصل و متصل مستتر یا بارز موافق عامل کے ہوتی ہے جیسے ھو زیدٌ قائمٌ مثال منفصل کے و کان زیدٌ قائمٌ مثال ضمیر متصل مستتر کی اور انّہ زیدٌ قائمٌ مثال متصل بارز کی اور ضمیر شان کو لفظ میں سے حذف کرنا اوس کی منصوب ہونے کے حالت میں ضعیف ہے جیسے اس شعر ان من یدخل الکنیسۃ یومًا ۔ یلق فیہا جاذِرًا و ظباءًا میں انّ اصل میں انّہٗ تھا جس وقت ان مفتوحہ مخففہ کے ساتھ مذکور ہو تو اوس وقت حذف کرنا لازم ہے جیسے آخر دعوٰہم ان الحمد للہ

رب العالمین ہین ان کے آخر سے (ہ) حذف ہوگیا اسم
اشارہ وہ اسم ہے جو کسی چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا
ہے وہ یہہ ہین ذا واحد مذکر کے واسطے اور تثنیہ مذکر کے لئے ذان حالت
رفع ہین اور ذین حالت نصب وجر ہین اور واحد مونث کے لئے تا
و ذی و تِی و تہ و ذہ و تہی و ذہی اور تثنیہ مونث کے لئے تان
حالت رفع ہین اور تین حالت نصب وجر ہین اور جمع مذکر و مونث کے
لئے اولاء یا اولا مد و قصر دونو کے ساتھہ اور ابتدا ہین ان اسماء
اشارہ کے حرف تنبیہ آتا ہے جیسے ھذا و ھذان و ھاتا و
ھاتان و ھولاء اور ان کے اخیر ہین حروف خطاب ملتے ہین اور
وہ پانچ ہین کیونکہ تثنیہ مشترک ہے کَ ۔ کما ۔ کم ۔ کِ ۔ کنّ اور
جب ان پانچون حروف خطاب کو ان پانچون اسمار اشارہ ہین ضرب
دیا تو پچیس ہوئے اس طرح سے کہ ذاکَ ذاکما ذاکم ذاکِ
ذاکنّ ۔ و ذانکَ و ذانکما و ذانکم و ذانکِ و ذانکنّ علی ہذالقیاس
اور باقی بھی پس ذاکَ اوس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ واحد مذکر کے
طرف ہو اور خطاب بھی واحد مذکر کے طرف اور ذاکنّ اوس وقت
کہینگے کہ اشارہ واحد مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے
ہو اور ذانکَ اس وقت کہا جائیگا کہ اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف
اور خطاب واحد مذکر سے ہو اور ذانکن اوس وقت کہینگے کہ
اشارہ تثنیہ مذکر کے طرف ہو اور خطاب جمع مونث سے اسیطرح باقی

سب اور ذا نزدیک کے چیز کے طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے
اور ذلك دور کی چیز کے طرف اور ذاك اوس چیز کے طرف
اشارہ کرنے کے لئے ہے جو نہ دور ہو نہ نزدیک بلکہ متوسط ہو اور
ذلك وذانك وتانك مشدد اور اولالك دور کی چیز کی طرف
اشارہ کرنے کے لئے مانند ذلك کے ہین اور ثم وھنا وھنا
ایک مکان کے طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہین اسم
موصول وہ اسم ہے جو جزو تام نہین بن سکتا مگر صلہ اور ایک ضمیر
سے جو راجع ہو اوس اسم کے طرف اور صلہ سے مراد یہہ ہے
کہ اسم موصول کے بعد ایک جملہ خبریہ مذکور ہو جس مین ایک ضمیر ہو
جو راجع ہو اوس اسم موصول کے طرف اور صلہ الف ولام کا اسم
فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے اسمائے موصولہ یہہ ہین الذی واحد
مذکر کے لئے اور التی واحد مونث کے لئے اور اللذان تثنیہ
مذکر اور اللتان تثنیہ مونث کے لئے حالت رفع مین الف کے
ساتھہ اور اللذین واللتین حالت نصب وجر مین یا کے ساتھہ اور
اولی جمع مذکر و مونث کے لئے اور الذین جمع مذکر کے لئے
اور اللائی ہمزہ اور یا کے ساتھہ اور اللاء صرف ہمزہ کے ساتھہ اور
اللاتی صرف یا سے مکسور یا ساکن کے ساتھہ اور اللاتی واللواتی
یہہ چارون جمع مونث کے لئے اور ما غیر ذی عقل
اور من ذی عقل کے لئے اور ای ایۃ جیسے اضرب ایھم

فی الدار ای الذی فی الدار و اضرب ابهن ف الدار ای التی
فی الدار اور ذو قبیلہ بنی طی مین جیسے ہ دبئری ذو حفرت
وذ وطوبت ای التی حفرتہا والتی طویتہا اور ذا جو ما استفہام
کے بعد واقع ہو جیسے ماذا صنعت ای ما الذی صنعت اور الف
ولام جیسے جاء الضارب زیداً ای الذی ضرب اور صلہ مین جو اسم
موصول کے طرف پھرنیوالی ضمیر ہوتی ہے اگر وہ مفعول کے ضمیر ہو تو
اوس کو حذف کرنا جائز ہے جیسے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من
عبادہ ویقدر لہ ای لمن یشاءہ اور جس وقت الذی سے کسی
جز جملہ کی خبر دینا چاہین تو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ ابتدا مین جملہ کے الذی
کو لائین اور مخبر عنہ کے جائے پر الذی کے طرف پھرنیوالی ضمیر رکہین
اور خود مخبر عنہ کو آخر مین جملہ کے لائین اور خبر قرار دین الذی کے
جیسے ضربت زیداً مین جو زید ہے اگر اوس کی الذی سے خبر
دینا منظور ہو تو الذی کو اول لائین گے اور زید جو مخبر عنہ ہے اوسکے
جائے مین ایک ضمیر رکہین گے جو الذی کے طرف راجع ہو اور زید
کو جو در اصل مخبر عنہ ہے جملہ کے اخیر مین خبر بنا کر لائین گے اور یون
لکہا جائیگا الذی ضربتہ زید اور اسیطرح الف لام سے الذی
جملہ فعلیہ کے کسی عنصر کی خبر دیسکتے ہین اور اس کو خصوصیت جملہ فعلیہ کے
ساتہہ اس لئے ہے کہ اگر اوس جملہ فعلیہ مین فعل معروف ہوگا تو اوس سے
اسم فاعل بن سکتا ہے اور اگر فعل مجہول ہوگا تو اوس سے اسم مفعول

بن سکتا ہے صورت اول میں الذی کا صلہ اسم فاعل ہوگا اور صورت
ثانی میں اسم مفعول بخلاف جملہ اسمیہ کے کہ اوس کسے نہ اسم فاعل
نکل سکتا ہے نہ اسم مفعول تاکہ الذی کا صلہ بن سکے مثال اسم
فاعل کے الضارب ہو زید ضارب زیدٌ میں اور مثال اسم
مفعول کے المضروب ہو زید مضروب زیدٌ میں اور اخبار
بالذی میں تین چیزیں جو ذکر ہوئے ہیں یعنے اسم موصول کا اول
لانا اور مخبر عنہ کی جائے میں موصول کے طرف پھرنے والی ضمیر رکھنا
اور مخبر عنہ کو خبر بنا کر اخیر میں لانا اگر کسی مقام پر ان تینوں میں
سے کوئی ایک بھی متعذر ہو تو وہاں اخبار نہیں ہو سکتا اسیوجہ سے
ضمیر شان میں اخبار بالذی ناجائز ہے کیونکہ اخبار بالذی میں الذی
کو پہلے لانا ضرور ہے اور ضمیر شان بھی ابتداء جملہ میں آیا کرتی ہے
پس ان دونوں کا ایک جائے جمع ہونا ناممکن ہے اسیطرح موصوف
میں بغیر صفت کے اور صفت میں بغیر موصوف سے اخبار بالذی
ناممکن ہے کیونکہ صورت اول میں ضمیر کو موصوف ہونا پڑے گا اور
یہہ ناجائز ہے جیسے ضربت زید العاقل میں اگر صرف زید سے
جو موصوف ہے اخبار کریں تو ضمیر زید کی جائے میں واقع ہوگی
جو موصوف ہے یعنے الذی ضربتُہ ہو العاقل زید اور
صورت ثانی میں ضمیر کو صفت ہونا پڑے گا اور یہہ بھی ناجائز
ہے جیسے ضربت زیداً العاقل میں اگر صرف العاقل سے

جو صفت ہے اخبار کریں تو ضمیر العاقل کی جاگہین واقع ہوگی جو صفت ہے یعنے الذی ضاربته هو زید العاقل ہان اگر موصوف وصفت دونو سے اخبار ہو تو کوئی قباحت نہین ہے جیسے ضاربته زید العاقل ہین الذی ضاربته زید العاقل اسیطرح اگر کسی مقام پر مصدر عامل ہو تو بغیر اوس کے معمول کے صرف مصدر عامل سے اخبار نہین ہوسکتا کیونکہ اگر مثلاً عجبت من دق القصار الثوب ہین صرف دق سے اخبار کرین تو لازم یہہ آئیگا کہ جو ضمیر دق کی جگہ رکھی گئی ہے وہ عامل ہو ثوب ہین یعنے الذی عجبت منه القصار الثوب دق اور یہہ ناجائز ہے کیونکہ ضمیر عامل نہین ہوسکتی ہان اگر مصدر عامل اور اوس کے معمول دونوں سے اخبار ہو تو جائز ہے جیسے الذی عجبت منه دق القصار الثوب اور اسیطرح حال سے بھی اخبار نہین ہوسکتا کیونکہ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ضمیر جو معرفہ ہوتی ہے وہ حال کی جگہ ہین جو نکرہ ہوا کرتا ہے کیسے آسکتی ہے پس جاء زید راکبا ہین الذی جاء هو زید راکب نہین کہسکتے اسیطرح جس کلام پر ضمیر الذی کے طرف راجع نہ ہو بلکہ کسی اور کلمہ کیطرف پہرتی ہو وہان بھی اخبار نہین ہوسکتا جیسے زید ضربته ہین اگر ضمیر مفعول سے اخبار کرین اور یون کہین الذی زید ضاربته تو ضمیر یا الذی کیطرف پہری گی تو زید جو مبتدا ہے اوس کے

طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی یا زید کیطرف پھرے گی تو الذی جو
موصول ہے اوسکی طرف پھرنے والی کوئی ضمیر نہ رہی اور اسیطرح
اگر کوئی اسم ایک ایسے ضمیر پر شامل ہو جو راجع ہو غیر کلمہ الذی
کیطرف تو وہان بھی اخبار نہین ہو سکتا پس زیدٌ ضربت غلامہ
مین غلامہ سے اخبار کرنا اور الذی زیدٌ ضاربتہ غلامہ
کہنا صحیح نہین ہے کیونکہ ضاربتہ کے (ہ) کی ضمیر اگر الذی کے
طرف راجع ہو تو زید جو مبتدا ہے اوس کے طرف پھرنے والی
ضمیر نہ رہی اور اگر زید کیطرف راجع ہو تو الذی کے طرف پھرنے
والی ضمیر نہ رہی ما اسمیہ کے کئی قسم ہین یا تو موصولہ ہوگا
جیسے عرفت ما اشتریتہ یا موصوفہ ہوگا جیسے مررت
بما معجب لك ای نشی یعجبك یا استفہامیہ جیسے ما عندك
یا شرطیہ جیسے ما تصنع اصنع یا تامہ معنی مین شئی کے جیسے
فنعما ھی ای نعم شیئاً ھی یا صفت جیسے اضربہ ضربا ما ای
ضربا ای ضرب کان اور من بھی ما کے مانند ہے مگر تامہ اور
صفت نہین ہوتا موصولہ جیسے اکرمت من جاءك استفہامیہ
جیسے من غلامك شرطیہ جیسے من تضرب اضرب موصوفہ
بمفرد جیسے شعر وکفی بنا فضلا علی من غیرنا ٭ حب النبی
محمد ایانا + ای من غیرنا معنی مین ہے شخص غیرنا کے یا موصوفہ
بجملہ جیسے من جاءك فاکرمتہ اور ای جو مذکر کے لئے

ہے اور آیۃٌ جو مونث کے لئے ہے من کے مانند موصولہ و استفہامیہ
و شرطیہ و موصوفہ ہوتا ہے موصولہ جیسے اِضرب ایّھم لقیت استفہامیہ
جیسے ایُّھم اخوك شرطیہ جیسے ایّاما تدعوا فلہ الاسماء
الحسنیٰ اور موصوفہ جیسے یا ایہا الرجل اور موصولات میں سے
صرف ایٌّ و ایّۃٌ معرب ہیں مگر یہہ کہ جس وقت موصول ہو اور اسکے
صلہ کا ابتدائی حصّہ محذوف ہو تو وہ مبنی ہو جاتا ہے جیسے لننزعن
من کل شیعۃٍ ایُّھم اشد علی الرحمن عتیا ای ایھم ھو اشدُّ
وجہ مبنی ہونے کی یہہ ہے کہ صلہ کے سوا اسکے دوسرے کسی امر کیطرف
محتاج ہونے کے سبب سے حرف سے زیادہ مشابہ ہوگا اور عرب جو ماذا
صنعت بولتے ہیں اسکے دو صورتیں ہیں ایک تو یہہ کہ ماذا ما الذی
کے معنے میں ہو اوس وقت اوس کا جواب مرفوع ہوگا کہ خبر ہوگی
مبتدأ محذوف کی جیسے الاکرام یعنی الذی صنعتہٗ الاکرام
تاکہ جواب جملہ اسمیہ ہونے میں سوال کے مطابق ہو جائے دوسرے
یہہ کہ ماذا ای شئ کے معنے میں ہو اوس وقت اسکا جواب منصوب
ہوگا کہ مفعول ہوگا فعل محذوف کا جیسے الاکرام یعنے صنعت الاکرام
تاکہ جواب جملہ فعلیہ ہونے میں سوال کے مطابق ہو جائے

اسماء الافعال اسم فعل وہ اسم ہے جو معنی میں امر کے ہو
یا ماضی کے جیسے رویدَ زیداً ای اَمھِلہٗ و ھیھات ذاك
یعنے بعد ذاك اور ثلاثی مجرد کا اسم فعل امر کے معنی میں فعالِ کے

وزن پر قیاسی ہے جیسے نزال معنی ہیں انزل کے نزاک معنی ہیں
اترک کے اور وہ اسم فعل جو فعال کے وزن پر ہو اور مصدر معرفہ
کے معنی میں ہو جیسے فجار معنی میں الفجور کے یا یہ کہ صفت ہو کسی
مونث کی جیسے فساقِ معنی میں یا فاسقۃ کے دونوں صورتوں
میں مبنی ہے کیونکہ معدول ہونے میں اور وزن میں متشابہ ہے
فعال بمعنی امر کے جیسا نزال معدول ہے انزل سے اسی
طرح فجار معدول ہے الفجور سے اور وزن میں ایک ہونا تو ظاہر
ہے اور جو صیغہ فعال کا علم ہو کسی ذات مونث کا جیسا قطام
وغلاب اہل حجاز کے پاس مبنی ہے اور بنی تمیم کے پاس معرب
مگر جس وقت اوس کے اخیر میں را ہو جیسے حضارِ وطمار تو اکثر
بنی تمیم مبنی پڑھتے ہیں اہل حجاز کے موافق ہیں اور بعضے بنی تمیم سب
کو معرب پڑھتے ہیں خواہ را والے ہوں یا بغیر را کے اصوات
صوت وہ لفظ ہے جس سے کسی چیز کی آواز نقل کی جاوے جیسے
غاقِ کہ کوے کی آواز کی نقل ہے یا کسی جانور کو اوس سے آواز
دیں جیسے نخ اونٹ بٹھلانے کے وقت بولتے ہیں مرکبات
مرکب وہ اسم ہے جو ایسے دو کلموں سے مرکب ہوئے جن میں
باہم کوئی نسبت نہو پس اگر جزو ثانی کسی حرف عطف وغیرہ پر مشتمل ہو تو
دونوں جز مبنی ہوں گے جیسے حادی عشر اور اسکے اخوات کہ
حادی عشر میں عشر جز دوم ہے حرف عطف کو متضمن ہے کیونکہ

دراصل حادی وعشر ہے مگر اثنا عشر میں دو نو جز مبنی نہیں ہیں بلکہ جزو دوم
مبنی ہے اور جزو اول معرب کیونکہ بوجہ مشابہت مضاف کے نون ساقط ہو گیا
اور اگر دوسرا جز حرف عطف وغیرہ کو متضمن نہ ہو تو جز ثانی معرب رہیگا اور غیر
منصرف اور جزو اول مبنی جیسے بعلبك۔ جاء بعلبكُ ورایت بعلبكَ
ومررت ببعلبكَ **الكنایات** کنایہ کسی شئی معین کو ایک لفظ مبہم سے
کسی غرض کے لئے۔ بیان کرنا کم اور کذا عدد سے کنایہ کرنے کے لئے ہیں
جیسے کم درهما اعطیت وصرفت درهما كذا اور کیت و ذیت گفتگو
سے کنایہ کرنے کے لئے ہیں جیسے قلت لزید کیت و ذیت کم کے
دو قسم ہیں ایک استفہامیہ دوسرا خبریہ کم استفہامیہ کا ممیز منصوب مفرد
ہوتا ہے جیسے کم درهما عندك اور کم خبریہ کا ممیز مجرور ہوتا ہے کبھی
مفرد کبھی جمع جیسے کم رجلٍ عندی وکم رجالٍ عندی اور کم استفہامیہ
وخبریہ دونوں کے ممیز پر مِن داخل ہوا کرتا ہے جیسے کم من رجل ضربت
وكم من قریۃ اهلكناها اور کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ ابتدائی کلام
میں آیا کرتا ہے اور کم استفہامیہ وخبریہ دونوں مرفوع بھی ہوسکتے
ہیں اور منصوب ومجرور بھی پس اگر کم کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور
اوس فعل یا شبہ فعل میں کوئی ضمیر نہ ہو جسکے سبب وہ فعل یا شبہ
فعل کم میں عمل کرنے سے باز رہے تو وہ کم منصوب پڑھا جائیگا اور اوس
فعل کے عمل کے موافق معمول بنے گا یعنے تمیز واقع ہوگا جیسے کم رجلاً
ضربت وکم ضربۃ ضربت وکم یوما سرت مثال کم استفہامیہ کے اور کم

غلامِ ملکت وکم ضربۃٍ ضربت وکم یوم سرت مثال کم خبریہ کی اور اگر کم سے پہلے حرف جر ہو یا کوئی ایسا اسم ہو جو مضاف ہو کم کے طرف تو کم مجرور ہوگا جیسے بکم درھما اشتریت وبکم رجلٍ مررت وغلام کم رجلا ضربت وعبد کم رجلٍ اشتریت اور اگر یہہ دو نو مذکورہ صورتین (منصوب ومجرور کی) نہ پائی جائین تو کم مرفوع ہوگا اگر ظرف نہ ہو تو مبتدا بن جائیگا جیسے کم مالک اور اگر ظرف ہو تو خبر ہو جائیگا جیسے کم یوما سفرک اور جیسا کم مین تین صورتین باعتبار مرفوع ومنصوب ومجرور ہونے کے نکلتی ہین اسی طرح اسمار استفہام واسمار شرط مین بھی یہہ تینون صورتین جاری ہوتی ہین جیسے مَن ضربت ومَا صنعت مثال اسمار استفہام کی جو منصوب ہین وبمن مررت وغلام من ضربت مثال اسمار استفہام کی جو مجرور ہین ومن ضاربُہٗ وما صنعتُہٗ مثال اسمار استفہام کی جو مرفوع ہین اور مَنْ تضارب اضرب وما تصنع اصنع مثال اسمائے شرط کی جو منصوب ہین وبمن تمرر امرر وغلام من تضرب اضرب مثال اسمائے شرط کی جو مجرور ہین و من یاتنی نہو مکترم وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ مثال اسمار شرط کی جو مرفوع ہین اور کم عماتٍ لک یا جریرُ وخالۃ یعنے اوس مقام پر جہان کم استفہامیہ بھی ہو سکتا ہو اور خبریہ بھی تین صورتین جائز ہین اول کم کو مبتدا بنا کر مرفوع پڑہین دوم کم کو منصوب پڑہین باعتبار ظرفیت کے سوم کم کو منصوب

پڑھین باعتبار مصدریت کے یاد رہے کہ یہہ فرزدق کا شعر ہے جس مین جریر کی ہجو کی ہے جسکا دوسرا مصرع یہہ ہے فدعاء قد حلبت علی عشاری یعنے اے جریر تیری کتنے پہپیان اور خالہ ہین جن کے ہاتہ خدمت کرتے کرتے خمیدہ ہوگئے ہین جو میرے پاس آکر میری دودہ والے اونٹنیون کا دودہ دوہا کرتے ہین اور جہان کہین کم کے ممیز یعنے (تمیز) کے حذف ہونے پر قرینہ قایم ہو وہان کم کے ممیز کا حذف کرنا جائز ہے جیسے کم مالك وکم ضربت یعنے کم درهما مالك وکم ضربة ضربت ظروف بعض انہین سے وہ ہین جو مقطوع الاضافت ہوتے ہین یعنے انکا مضاف الیہ لفظ مین محذوف ہوتا ہے مگر نیت مین موجود رہتا ہے جیسے قبل وبعد وفوق وتحت وقدام وخلف ووراء یہہ ضمہ پر مبنی ہوتے ہین اور لاغیر ولیس غیر وحسب ظروف مقطوع الاضافت کا حکم رکہتے ہین اور ظروف مبنی مین سے ایک حیث ہے جو ظرف مکانی کے لئے ہے اور اکثر استعمال مین جملہ کے طرف مضاف ہوا کرتا ہے جیسے المرءُ من حیث یثبت لا من حیث ینبتُ ضمہ پر مبنی ہے مگر بعض وقت مفرد کے طرف بھی مضاف ہوتا ہے جیسے اس مصرع مین اما تری حیث سهیل طالعا۔ اور انہین سے اذا ہے جو زمانہ مستقبل کے لئے ہے یعنے اگر ماضی پر بھی داخل ہو تو مستقبل کے معنے دیتا ہے جیسے

ایک احتمال یہہ ہے کہ یہہ تینون صورتین کم کی تمیز (عمة) مین جاری ہون اول بقصد کم استفہامیہ منصوب دوم بجرکم خبریہ بناکر ان دونون صورتون مین محل رفع مین ہوگا باعتبار مبتدا ہونے کے اور (قد حلبت) خبر ہوگی سوم رفع بحذف تمیز کم ای کم مرة اور اوس تمیز محذوف مین

نصب جر دونون جائز ہین ... استفہامیہ ... اور ان دونون ... منصوب ... مفعول ... یعنی حلبت ... [illegible]

اذا کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود اور اذا ہین شرط
کے معنے ہوتے ہین اس لئے اس کے بعد فعل کو ذکر کرنا مختار ہے
اور کبھی اذا مفاجات کے لئے آتا ہے اوس وقت اسکے بعد
ایک مبتدا کا ذکر کرنا لازم ہے جیسے خرجت فاذا السبع ای فاذا
السبع حاضر یا واقف اور انہین سے ایک اذ ہے جو زمانہ ماضی
کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد جملہ فعلیہ و اسمیہ دونوا سکتے ہین
ہین جیسے کان ذا لک اذ زید قائم یا اذ قام زید اور
انہین سے این و انّی ہین جو ظرف مکانی کے لئے ہین استفہام
کے معنی ہین ہو یا شرط کے جیسے این زید و این تکن اکن و
انّی زید و انّی تجلس اجلس اور انہین سے متٰی ہے جو حالت
استفہام و شرط ہین ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے متٰی
القتال و متٰی تخرج اخرج اور انہین سے ایان ہے بحالت استفہام
ظرف زمانی کے لئے ہے جیسے ایّان یوم الدین اور انہین
سے کیف ہے جو حالت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے
کیف حالک اور انہین سے مذ و منذ ہین جو اول مدت کے معنے
ہین آتے ہین اور ان کے بعد ایک اسم مفرد معرفہ ذکر ہوتا
ہے جیسے ما رایتہ مذ او منذ یوم الجمعۃ یعنے میرے
نہ دیکھنے کی زمانہ کی ابتدا جمعہ کا دن ہے اور کبھی یہہ دونون
تمام مدت کے معنی ہین بھی آتے ہین پھر ان کے بعد مقصود بالعدد

بیان ہوتا ہے جیسے ما رأیتُہٗ مذ یومان یعنے میرے نہ دیکھنے
کے زمانے کی تمام مدت دو دن ہے اور کبھی ان دونوں کے بعد مصدر
آتا ہے جیسے ما خرجت مذ ذہابك اور کبھی فعل جیسے ما
خرجت مذ ذہبت اور کبھی اَن مخففہ ہو یا مثقلہ جیسے ما خرجت
مذ انك ذاہبٌ و ما خرجت مذ ان ذہبت پس ان
دونوں کے بعد لفظ زمان مقدر ہوتا ہے جو مضاف ہوتا ہے ان
تینوں میں ہر ایک کے طرف جیسے ما خرجت مذ ان ذہبت
میں مذ زمان ذہبت اور مذ و منذ ترکیب میں مبتدا واقع
ہوتے ہیں کیونکہ یہہ دو نو معنے میں اول مدۃ یا جمیع مدت کے ہیں اور
اسکا مابعد اس کی خبر بخلاف زجاج کے کہ اوس کے پاس مذ و منذ
خبر مقدم ہیں اور اس کے مابعد مبتدا موخر اور انہیں سے لدی
و لدُنْ ہیں اور بعض لغات میں لَدْنِ و لدَنْ و لُدْنِ و لَدْ
و لَدُ و لُدْ بھی آئے ہیں اور انہیں سے قطّ ہے ماضی منفی
کے لئے جیسے ما رأیتہٗ قطّ اور عوضُ مضارع منفی کے لئے جیسے
لا اُکلمہٗ عوضُ اور جو ظروف کہ جملہ کیطرف مضاف ہوں یا طرف اِذ
کے جو مضاف ہو جملے کے طرف تو اون کو فتح پر مبنی کرنا جائز ہے
جیسے یوم ینفع الصادقین و من خزی یومئذ اور اسیطرح
مثل و غیر بھی جبکہ ما و اَن مخففہ و مثقلہ کے ساتھہ مذکور ہوں
فتح پر مبنی کرنا جائز ہے جیسے قیامی مثل ما قام زید و قیامی

وقیاسی مثل ان یقوم زیدٌ وقیاسی مثل انّک تقوم **المعرفۃ**

والنکرۃ معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے مقرر ہو اوسکے

چھہ قسمین ہین اول مضمرات دوم اعلام سوم مبہمات یعنے اسمائے اشارہ

و موصول چہارم وہ اسم جو معرف باللام ہو پنجم وہ جو معرف بحرف ندا ہو

ششم وہ اسم جو ان مذکورہ چیزون مین سے کسی ایک کے طرف باضافت

معنوی مضاف ہو جیسے کتاب زید و فرس الرجل وغیرہ **علم**

وہ اسم ہے جو شی معین کے لئے مقرر ہو اور اپنی غیر کو ایک وضع کے

لحاظ سے شامل نہ ہو سب سے زیادہ اعرف ضمیر متکلم ہے پھر ضمیر حاضر **نکرہ**

وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے مقرر ہو **اسماء العدد**

وہ الفاظ ہین جو اشیا کے احاد کی مقدار بتانے کے لئے مقرر ہین خواہ

وہ آحاد منفرد ہو کر پائے جائین یا مجتمع ہون اصل اسمائے عدد بارہ ہین

واحدٌ اثنان ثلثۃ - اربعۃ خمسۃ ستۃ - سبعۃ - ثمانیۃ

تسعۃ - عشرۃ - مائۃ - الف - ایک اور دو کے لئے مذکر مین مذکر

مونث مین مونث چاہیے جیسے جاء واحدٌ اثنان وواحدۃٌ واثنتان

یا ثنتان اور تین سے دس تک مذکر کے لئے مونث اور مونث کے لئے

مذکر جیسے ثلثۃ رجال ثلث نسوۃ وعشرۃ رجال وعشر نسوۃ

اور گیارہ و بارہ مین مذکر کے لئے دونون جز مذکر اور

مونث کے لئے دونون جز مونث جیسے احد

عشر رجلًا و اثنا عشر رجلًا واحدی عشرۃ امرأۃ و اثنتا عشرۃ

امراۃ اور تیرہ سے انیس تک مذکر کے لئے پہلا جز موئنث اور دوسرا مذکر اور موئنث کے لئے پہلا جز مذکر اور دوسرا جز موئنث جیسے ثلثۃ عشر رجلاً و تسعۃ عشر رجلاً و ثلث عشرۃ امراۃ و تسع عشرۃ امراۃ اور لفظ عشرۃ جس وقت مرکب ہو کر موئنث میں آئے تو بنی تمیم شین کو عشرۃ کے کسرہ دیتے ہیں تاکہ چار فتحے پے درپے جمع نہ ہو جائیں اور اہل حجاز اس کو ساکن پڑھتے ہیں اور دہائیوں میں عشرون سے لیکر تسعون تک مذکر و موئنث میں کوئی فرق نہیں جیسے عشرون رجلاً و امراۃ و تسعون رجلاً و امراۃ اور جب دہائیاں مرکب ہوں تو اکیس ۲۱ میں مذکر کے لئے پہلا جز مذکر اور موئنث کے لئے پہلا جز موئنث جیسے احد و عشرون رجلاً و احدی و عشرون امراۃ اور بائیس سے ننانوے تک عطف کے ساتھ موافق الفاظ بالا کے ذکر کریں جیسے اثنان و عشرون رجلاً و اثنتان و عشرون امراۃ و ثلثۃ و عشرون رجلاً و ثلث و عشرون امراۃ و تسعۃ و تسعون رجلاً و تسع و تسعون امراۃ اور مائۃ و الف و مائتان و الفان مذکر اور موئنث میں بلا فرق آتے ہیں جیسے مائۃ رجل و امراۃ و مائتا رجل و امراۃ و الف رجل و امراۃ و الفا رجل و امراۃ اور جب اور اکائیاں اس پر بڑھائی جائیں تو اس کا حال عطف کے ساتھ موافق پہلے صورت کی ہے اور اصل تمامی عشرۃ میں یا کو فتح ہے اور اس کو ساکن کرنا جائز ہے جیسے

ثمانی عشرۃ اور یا کو گرا کر نون کو فتح دیکر ثمان عشرۃ پڑہنا
شاذ ہے تین سے دس تک تمیز مجرور ہو گی اور جمع خواہ وہ جمع
باعتبار لفظ کے ہو جیسے ثلثۃ رجال یا باعتبار معنی کے جیسے ثلثۃ
رھط مگر ثلاث مائۃ سے تسع مائۃ تک مائۃ صرف واحد ہیگا
نہ جمع اور قاعدہ یہہ چاہتا تہا کہ مئات یا مئین ہوتا اور گیارہ سے
ننانوے تک تمیز منصوب مفرد ہوتی ہے جیسے احد عشر رجلاً
وتسعۃ وتسعون غلاماً اور تمیز مائۃ والف اور ان دونوں
کے تثنیہ مائتان والفان اور الف کے جمع آلاف کی مجرور
مفرد ہوتی ہے اور جسوقت کہ معدود مونث ہو اور لفظ مذکر جیسے لفظ
شخص تو لیں اور اوس سے مراد لیں مونث یا یہہ کہ معدود مذکر ہو اور
لفظ مونث جیسے لفظ نفس تو لیں اور مراد اوس سے مذکر لیں تو عدد
میں دونوں وجہ جائز ہیں کہ مذکر لائیں یا مونث جیسے لفظ شخص سے
مونث مراد لیکر باعتبار لفظ کے ثلثۃ اشخص اور باعتبار معنی کے
ثلث اشخص کہدیں اور واحد و اثنین کو ذکر کرکے اوس کے بعد
پہر اوس کی تمیز نہیں لائی جاتی کیونکہ لفظ تمیز کے ذکر کرنے کے
بعد واحد و اثنین کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے
جیسے صرف جاء رجلٌ و رجلان کہدینا جو لفظ تمیز ہے مستغنی کردیتا
ہے جاء واحد رجل واثنا رجلین کے کہنے سے اس لئے کہ
لفظ تمیز مقصود بالعدد کو صاف بتلا دیتا ہے بعض وقت متعدین

سے کسی واحد کو ذکر کرتے ہین باعتبار نصییر کے (یعنے اس لحاظ سے
کہ وہ واحد عدد ناقص کے ساتھہ ملکر اوس کو عدد زاید کردے) جیسے
الثانی مذکر مین والثانیۃ مونث مین کہ یہہ ایک ایسا عدد مفرد ہے
کہ عدد واحد کے ساتھہ جو ناقص ہے ملکر اوس کو عدد زائد یعنے دو کردیا
اسیطح العاشر مذکر مین اور العاشرۃ مونث مین پس ایسا مفرد دو سے
لکم مین اور دس سے زیادہ مین نہین بن سکتا کیونکہ اوس سے اسم فاعل
کا مشتق ہونا دشوار ہے اور باعتبار حالت یعنے درجہ کے مذکر کے لئے الاول اور مونث کے
لئے الاولی کہاجاسکتا اور اسیطح مذکر مین الثالث اور مونث مین الثالثۃ
والعاشر والعاشرۃ والحادی عشر والحادیۃ عشرۃ والثالث
عشر والثانیۃ عشرۃ والتاسع عشر والتاسعۃ عشرۃ اور چونکہ
اعتبار تصییر و حالت مین اختلاف ہے اس لئے اول مین یعنے
باعتبار تصییر کے مفرد مین ثالث اثنین باضافۃ الی الانقص کہین گے
یعنے ایسا مفرد جو دو کو تین کرنیوالا ہے مراد اوس سے تیسرا ہے
یہہ ماخوذ ہے ثلثتہما سے جس کے معنی ہین صیرت الاثنین ثلثۃ
یعنے کیا مین نے دو کو تین اور دوسرے مین یعنے باعتبار حالت کے
ثالث ثلثۃ کہینگے یعنے تین مین کا ایک جو تیسرے درجہ مین ہے
اور خاص باعتبار حالت کے حادی عشر احد عشر یعنے مرکب اول کو مضاف
کرکے طرف مرکب دوم کے یا حادی احد عشر مرکب اول کے جزو اخیر کو حذف
کرکے اسیطرح تاسع تسعۃ عشر یعنے مرکب اول

کا پچھلا جز معرب ہوگا باقی اور دوسرا جز مبنی (مذکر و مونث)
مونث وہ اسم ہے جسمین علامت تانیث کی لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے
امراۃ و دارٌ اور مذکر وہ اسم ہے کہ جس مین علامت تانیث کی نہ
لفظاً ہو نہ تقدیراً اور علامتین تانیث کی دو ہین اوّل تا دوم الف
مقصورہ جیسے حبلی یا ممدودہ جیسے صحراءُ اور مونث کے دو قسم ہین
حقیقی و لفظی مونث حقیقی وہ اسم ہے کہ جسکے مقابل مین جنس حیوان سے
کوئی مذکر ہو جیسے امراۃ مقابلہ مین رجل کے و ناقۃ مقابلہ مین جمل اور مونث لفظی اسکے
خلاف ہی یعنے اوسکے مقابلہ مین کوئی مذکر نہ ہو جیسے ظلمۃ و عین کہ پہلا مونث لفظی
حقیقتہً ہے اور دوسرا تقدیراً - اور جسوقت فعل کے اسناد مونث کے
طرف ہو اور دونون مین کوئی فاصلہ نہ ہو خواہ وہ مونث حقیقی ہو یا
لفظی اسم ظاہر ہو یا ضمیر ہر حال مین فعل کو مونث لانا واجب ہے
جیسے جاءت ہندٌ و ہندٌ جاءت و انفدمت الدارُ و الدار
انفدمت اور مونث ظاہر غیر حقیقی مین اختیار ہے یعنے اگر فعل کی اسناد
مونث غیر حقیقی کے طرف ہو اور وہ اسم ظاہر ہو تو وہان اختیار ہے
کہ فعل کو مذکر لائین یا مونث جیسے طلع الشمس و طلعت الشمس اور
حکم اوس ظاہر جمع کا جو مذکر سالم نہ ہو مطلقاً حکم ظاہر غیر حقیقی کا ہے یعنے اگر
اسناد فعل کی ایسے جمع کے طرف ہو جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور وہ
جمع اسم ظاہر ہو تو اوسکا حکم مونث غیر حقیقی ظاہر کا سا ہے خواہ وہ
مونث کی جمع ہو یا مذکر کی جیسے جاء المومنات و جاءت المومنات

وجاء الرجال وجاءت الرجال اور ضمیر جمع عاقل کی جو جمع مذکر سالم
نہ ہو (فعلت) و (فعلوا) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی ایسے
جمع مذکر عاقل کے طرف ہو جو جمع مذکر نہ ہو اور ضمیر ہو تو فعل
کو بصیغہ واحد مونث و جمع مذکر دونون طرح سے لا سکتے ہین جیسے
الرجال فعلت و الرجال فعلوا اور ضمیر النساء و الایام کی (فعلت
و فعلن) ہے یعنے اگر اسناد فعل کی جمع مونث یا جمع مذکر غیر سالم
کے طرف ہو اور وہ دونون ضمیر ہون تو فعل کو بصیغہ واحد مونث
و جمع مونث دونون لا سکتے ہین جیسے النساء فعلت و فعلن و
الایام مضت و مضین (تثنیہ) وہ اسم ہے جس کے
مفرد کے اخیر مین الف یا یا ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسورہ ناد لالت
کرے اسبات پر کہ مفرد کے ساتھہ اوسی کے جنس سے اوس کے جیسا
ایک اور ہی جیسے جاء رجلان و رائت رجلین و مررت
برجلین اگر کسی مفرد کے اخیر مین الف مقصورہ ہو اور
وہ الف واو سے بدلا ہوا ہو اور وہ اسم ثلاثی ہو تو
وہ الف واو سے بدلجاتا ہے جیسے عصا سے
عصوان اور اگر وہ الف واو سے بدلا ہوا نہ ہو بلکہ یا سے
بدلا ہوا ہو جیسے رحیٰ سے رحیان یا یہہ کہ چار یا چار سے زیادہ حرف
رکہتا ہو جیسے حبلی و مصطفے تو وہ یا سے بدلیگا جس اسم کے اخیر مین الف
ممدودہ ہو اگر اوسکا ہمزہ اصلی ہو تو حالت تثنیہ مین باقی رہتا ہے

جیسے قُرّاء سے قُرّاءان۔ اور اگر وہ ہمزہ تانیث کے لئے ہو تو واو
سے بدلجائیگا جیسے حمراء سے حمراوان۔ اور اگر وہ ہمزہ اصلی بھی نہ ہو اور
تانیث کے لئے بھی نہ ہو بلکہ الحاق کے لئے ہو یا واو یا یای اصلی سے
بدلا ہوا ہو تو اوس مین دونون صورتین جائز ہین کہ ہمزہ کو باقی رکہین
یا یہہ کہ واو سے بدلین جیسے عِلباء سے علباءان وعلباوان
اور کساء سے کساءان وکساوان ورداء سے رداءان و
رداوان۔ اور نون تثنیہ کا بسبب اضافت کے حذف ہوجاتا
ہے جیسے مسلما مکۃ اور خصیۃ والیۃ مین سے حالت تثنیہ مین
تار تانیث کو خلاف قیاس حذف کر کے خُصیان و ألیان کر لیا گیا اور
وجہ اوس کی یہہ ہے کہ یہہ شمار مین اگرچہ دو ہین مگر بسبب شدت اتصال
کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو نہین سکتا حکم مین مفرد کے ہوگئے
اور تار تانیث جو آتی ہے تو اخیر مین آتی ہے نہ حشو مین۔ **جمع**
وہ اسم ہے جو دلالت کرتا ہے مجموعہ پر چند آحاد کے جو اوس کے
مفرد کے حروف سے مقصود ہون صرف تہوڑا سا تغیر ہو پس تمر[۵۱]
ورکب موافق مذہب اصح کے جمع نہین ہین بلکہ تمر اسم جنس ہے
اور رکب اسم جمع فرق دونون مین یہہ ہے کہ اسم جنس واحد
وتثنیہ دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور اسم جمع کا صرف جمع پر
اور فلک یعنے وہ اسم کہ جسکے واحد و جمع کی صورت ایک ہی ہو
وہ جمع ہے اور جمع مین تغیر تقدیری ہے کہ جس وقت مفرد ہو تو اوسکا

[۵۱] مراد اسم جنس سے وہ لفظ ہے کہ دلالت کرے ساتھ واحد پر اطلاق کیا جاوے اور بغیر تثنیہ کے واحد و کثیر پر اور رکب سے مراد اسم جمع ۱۲

ضمہ قفل کا سا سمجھا جائیگا اور اگر جمع ہو تو آسد کا سا جمع کے دو قسم ہین
جمع تکسیر جمع صحیح کے پھر دو قسم ہین اگر مذکر کے جمع ہو تو جمع صحیح مذکر
اور مونث کی جمع ہو تو جمع صحیح مونث جمع صحیح مذکر وہ ہے جس کے
آخر مین واو ماقبل مضموم حالت رفع مین یا یای ماقبل مکسور حالت
نصب وجر مین اور نون مفتوح ہو تا دلالت کرے اسبات پر کہ
اوس مفرد کے ساتھہ اوس کے جنس سے کئی فرد ہین پس اگر اسم
مفرد کے اخیر مین یا ہو اور ماقبل وسکا مکسور تو حالت جمع مین وہ یا
حذف ہو جائیگی جیسے قاضی سے قاضُون۔ اور اگر کسی اسم مفرد کے
اخیر مین الف مقصورہ ہو تو حالت جمع مین محذوف ہو جاتا ہے اور
ماقبل وسکا مفتوح رہتا ہے جیسے مصطفیٰ سے مُصطفَون جس اسم کی
جمع صحیح مذکر بنانا چاہین اوس کی شرط یہہ ہے کہ اگر وہ اسم ہو تو مذکر
ہو اور علم ہو ذی عقل کا جیسے زیدؔ سے زیدون اور اگر صفت
ہو تو اوس مین کئی شرطین ہین اوّل یہہ کہ مذکر عاقل ہو دوم ایسا
صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو افعل کے جسکا مونث فعلاء
کے وزن پر آتا ہو جیسے احمر حمراء کہ اوس کی جمع احمرون نہین
آتی۔ سوم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو وزن پر ہو فعلان کے
اور مونث اوسکا وزن پر فعلی کے آتا ہو جیسے سکران سکری
کہ اس کی جمع سکرانون نہین آتی۔ چہارم ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو
جو صفت ترکیبی مین مونث کے مساوی ہو یعنے ایسی صفت نہ ہو

ترکیب مین مذکر کی بھی صفت واقع ہو اور مونث کی بھی جیسے
جریحؒ وصبورؒ کہ یہہ مذکر مونث دونون کی صفت پڑتی ہے رجلؒ
جریحؒ وصبورؒ وامرأۃ جریحؒ وصبورؒ پس اس کی جمع جریحون
وصبورون نہین آئیگی۔ پنجم یہہ کہ اوس صفت کے اخیر مین
تاے تانیث نہو جیسے علامۃ اور بہ سبب اضافت کے
جمع کا نون حذف ہو جاتا ہے جیسے مسلمو مکۃ اور سنۃ کی
جمع سنون اور ارض کی ارضون جو آئی ہے باوجود شرایط
مذکورہ نہ پائے جانے کے شاذ ہے جمع صحیح مونث وہ ہے جسکے
اخیر مین الف وتا ہو شرط اوسکی یہہ ہے کہ اگر واحد اسکا صفت
کا صیغہ ہو اور اوس کا کوئی مذکر بھی ہو تو اوس مذکر کے جمع واو
نون کے ساتھہ آتی ہو جیسے مسلمۃ کی جمع مسلمات کیونکہ
اسکے مذکر مسلمؒ کی جمع مسلمون ہے اگر اوس کا کوئی مذکر ہی نہو
تو وہ تا تانیث سے خالی نہ ہو جیسے حائض کہ چونکہ تا تانیث
اس مین نہین ہے اس لئے اس کی جمع حائضات نہین
آئیگی۔ اور اگر مونث صفت نہ ہو بلکہ اسم ہو تو اوسکی جمع بغیر
کسی قسم کے شرط کے الف وتا کے ساتھہ آئے گی جیسے
زینب سے زینبات وطلحۃ سے طلحات۔ جمع مکسر
وہ جمع ہے کہ جس مین اوس کی واحد کی بنا متغیر ہو جائے جیسے
رجل وفرس کی جمع رجال وافراس جمع قلت کے چار وزن

۵۷
وہ جمع جو تین سے دس تک مستعمل
۱۲۔۹۲

ہین افعُل جیسے فلس سے افلس۔ افعال جیسے فرس سے افراس افعِلَۃٌ جیسے رغیف سے ارغفہ فِعلۃٌ جیسے غلام سے غلمۃٌ جمع صحیح خواہ مذکر ہو یا مونث اور جو ان اوزان جمع قلت کے سواے ہین وہ سب جمع کثرت ہین

المصدر

وہ اسم ہے جو دلالت کرے حدث یعنی معنی قایم بالغیر پر اور فعل پر جاری ہو یعنے فعل کی تاکید یا نوعیت یا عددیت بیان کرتا ہو جیسے جلست جلوسًا وجِلسۃً وجَلسۃً۔ فعل ثلاثی مجرد کا مصدر سماعی ہے اور غیر ثلاثی مجرد کا مصدر قیاسی مثلاً اَخرَجَ سے اِخراجٌ یعنے ماضی افعل کے وزن پر ہو تو اوس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے استخرج استَخرَجَ سے اِستِخراجٌ مصدر جس وقت کہ مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے خواہ وہ فعل ماضی ہو جیسے اعجبنی اکرامُ عمرٍ وخالدًا غدًا او الآن۔ اور مصدر کا معمول مصدر سے پہلے آ نہین سکتا پس اعجبنی عمرًا ضربُ زیدٍ نہین کہسکتے اور مصدر کا معمول مصدر بین مضمر نہین ہو سکتا اور مصدر کے فاعل کو فاعلیت کے حیثیت سے ذکر کرنا لازم نہین ہے اور اوس کو فاعل کے طرف مضاف کرنا جائز ہے جیسے ولولا دفعُ اللہِ الناس اور کبھی مصدر مفعول کے طرف بھی مضاف ہوتا ہے جیسے ضربُ اللصِ الجلادُ وضربُ یوم الجمعۃ وضربُ التادیب اور مصدر کو معرف باللام رہنے کی حالت مین

ف وہ جمع جس کا اطلاق دس سے زیادہ پر ہو ۱۲

عمل دینا کم آیا ہے اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو عمل اوسکے فعل کو دیا جائیگا
جیسے ضربت ضرباً زیداً مین ضربت کو زید کا عامل قرار دینگے
نہ ضرباً کو اگر مصدر فعل سے بدل ہو یعنے فعل وجوباً حذف ہوا ور مصدر
اوس کی جگہ مین آیا ہو تو وہان دو وجہ جائز ہین کہ فعل کو عمل دین یا مصدر
کو جیسے سقیاً لہ وشکراً لہ وحمداً لہ مین سقیاً وشکراً
وحمداً کو بھی عامل بنا سکتے ہین اور ان کے فعل محذوف سقیتُ
وشکرتُ وحمدتُ کو بھی (**اسم الفاعل**) اسم فاعل
وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اوس شخص کے لئے موضوع
ہو جس سے فعل قائم ہے اور معنی حدوث کے رکھتا ہو یعنے فعل کا
وجود و قیام اوسکے ساتھہ تجددی طور پر ہو اور کسی ایک زمانہ سے
مقترن ہو۔ فعل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ فاعل کے
وزن پر آتا ہے اور غیر ثلاثی مجرد سے مضارع معروف کے وزن پر
اسطرح کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم رکھین اور ماقبل آخر کو کسرہ
دین جیسے یُدخِلُ سے مُدخِلٌ و یستغفر سے مستغفر اسم فاعل
اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے اوسکے دو شرط ہین اول یہہ کہ معنے مین حال
یا استقبال کے ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ غلامہ عمراً الان او غداً
دوم یہہ کہ اسم فاعل کو اعتماد ہو اپنے صاحب[۵] پر یعنے اسم فاعل کے پہلے
یا تو مبتدا ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوہ یا اسم موصول ہو جیسے جاء
الضاربُ ابوہ یا موصوف ہو جیسے جاء رجل ضارب ابوہ

[۵] صاحب سے مراد وہ ہے جس سے اسم فاعل متصف ہو۔ ۱۲

یا ذو الحال ہو جیسے جاء زید راکبا فرسہ یا اعتماد ہو ہمزہ استفہام یا مای نافیہ پر یعنے بعد ہمزہ استفہام یا مای نافیہ کے واقع ہو جیسے اقائم زیدٌ وما قائم زیدٌ اور اگر اسم فاعل ماضی کے معنے ہیں ہو تو اوس کو مفعول کیطرف باضافت معنوی مضاف کرنا واجب ہے جیسے زیدٌ ضارب عمرو امس بخلاف کسائی کے کہ وہ کہتا ہے مضاف کرنا واجب نہیں پس وسکے پاس زید ضارب عمراً امس صحیح ہو جائیگا۔ اگر اسم فاعل کا کوئی دوسرا معمول ہو سوا اوس معمول کے جسکے طرف وہ مضاف ہوا ہے تو وہاں ایک فعل مقدر ہے اوس کو نصب دیا جائیگا جیسے زیدٌ معطی عمرٍو درھما ای اعطاہ درھما۔ اور اگر اسم فاعل پر الف لام موصول داخل ہو جائے تو سب برابر ہیں یعنے زمانہ ماضی و حال و استقبال ہیں کوئی فرق نہیں ہے جیسے مررت بالضارب ابوہ زیداً امس ومررت بالضارب ابوہ زیداً الآن اوغداً اور اسم فاعل کے اوزان جو مبالغہ کے لئے ہیں جیسے ضرابٌ وضروبٌ ومضرابٌ وعلیم وحذرٌ وغیرہ عمل کرنے ہیں اسم فاعل کے مانند ہیں اور جو شروط اوپر ہیں اسمیں بھی ہیں جیسے زید ضراب ابوہ عمراً الآن اوغداً ومررت بزید الضراب عمراً الآن اوغداً اوامس اور اسم فاعل کا تثنیہ وجمع عمل کرنے ہیں اسم فاعل مفرد کے مانند ہے اور تثنیہ وجمع جسوقت اپنی معمول کو مفعول

درھما منصوب ہوا ہے اعطی فعل مقدر سے کیونکہ جب معطی عمرو کہا گیا تو سوال کیا گیا ما اعطاہ اوس کے جواب ہیں درھما کہا گیا یعنے اعطاہ درھما۔ ۱۲

بنا کر نصب دین اور وہ تثنیہ وجمع معرف باللام بھی ہوں تو اوس صورت میں تثنیہ وجمع کے نون کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے جیسے المقیمی الصلوٰۃ (اسم المفعول) وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور موضوع ہو اوس ذات پر دلالت کرنے کے لئے جس پر فعل واقع ہو فعل ثلاثی مجرد سے اوسکا صیغہ مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مضروب اور نیز ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے میم تو مضموم رہیگی مگر ماقبل آخر مفتوح ہوگا جیسے مستخرج اور عمل کرنے میں اور شروط عمل میں اسکا حال اسم فاعل کا سا ہے پس جب معرف باللام ہو تو بمعنی ماضی بھی عمل کریگا اور رفع دیگا قایم مقام فاعل کو اور اگر کوئی دوسرا مفعول ہو تو وہ اپنی نصب پر باقی رہیگا جیسے زید معطی غلامہٗ درھما الآن او غداً او المعطی غلامہ درھما الآن او غداً او امس (الصفۃ المشبہ) وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو اوس شخص کے لئے جس سے وہ قائم ہو باعتبار معنی ثبوتی اور سماعی طور سے صفت مشبہ کا صیغہ اسم فاعل کے صیغہ کے مخالف ہوتا ہے مثلاً حسنٌ و صعبٌ و شدیدٌ اور مطلقاً یعنے بغیر کسی زمانہ کے شرط کے اپنی فعل کا سا عمل کرتا ہے اور اوس کے صورتوں کے تقسیم یہہ ہے کہ صفت یا تو معرف باللام ہوگی یا لام تعریف سے خالی ہوگی اور ان دونو صورتوں میں اوسکا معمول یا تو مضاف ہوگا یا معرف

باللام یا خالی ہوگا لام تعریف اور اضافت دونون سے پس یہہ نو
یہہ قسم ہوئے اور ان چہون قسمون مین سے ہر ایک مین معمول یا تو مرفوع
ہوگا یا منصوب یا مجرور تو سب ملکر اٹھارہ ہوئے پس معمول کو رفع فاعلیت
کے لحاظ سے ہوگا اور نصب درصورت معرفہ ہونے کے مشابہت بمفعول
کے اعتبار سے اور درصورت نکرہ ہونے کے باعتبار تمیز کے اور جر بوجہ
اضافت کے تفصیل ان اٹھارہ اقسام کی یہہ ہے حسن وجہہٖ) مین تین
صورتین اول حسنٌ وجہہُ دوم حسنٌ وجہہٗ سوم حسنُ وجہہٖ اسیطرح
(حسنُ الوجہِ) مین حسنُ الوجہُ وحسنُ الوجہَ وحسنُ الوجہِ (حسن
وجہٍ) مین حسنٌ وجہٌ وحسنٌ وجہاً وحسنٌ وجہٍ اور (الحسنُ وجہہ)
مین الحسنُ وجہہُ والحسنُ وجہہٗ والحسنُ وجہہٖ اور (الحسنُ
الوجہِ) مین الحسنُ الوجہُ والحسنُ الوجہَ والحسنُ الوجہِ۔ اور
(الحسن وجہٍ) مین الحسنُ وجہٌ والحسن وجہاً والحسنُ وجہٍ انمین
سے دو صورتین ناجائز ہین اول یہہ کہ صفت معرف باللام ہوا ور
مضاف ہو اپنی معمول کے طرف اور وہ معمول مضاف ہو ضمیر موصوف
کے طرف جیسے الحسن وجہہٖ کہ اس مین اضافت لفظی ہے اور فائدہ
اضافت لفظی کا یعنے تخفیف لفظی حاصل نہین ہے دوم یہہ کہ صفت معرف
باللام ہوا ور مضاف ہو اپنی معمول کے طرف جو خالی ہو لام تعریف سے
جیسے الحسن وجہٍ کہ اسمین اگرچہ الحسن کی اضافت جو وجہ کے طرف
ہوئی ہے اسمین تخفیف لفظی ہے کہ ضمیر حذف ہو کر صفت مین مستتر ہوگئی

مگر چونکہ معرفہ نکرہ کے طرف مضاف ہوا ہے اس لئے صورتین مشابہ ہے
معہود [۵۱] من الاضافۃ کے عکس سے اور جن صورت ہین کہ صفت لام
تعریف سے خالی ہو اور مضاف ہو اپنے معمول کے طرف جو مضاف ہو
ضمیر موصوف کے طرف جیسے حسن وجہہ اس ہین اختلاف ہے سیبویہ
اور تمام بصریین اس کو ضرورت شعری ہین بکراہیت جائز رکھتے ہین
کیونکہ وہ کہتے ہین کہ مقصود اضافت سے تخفیف لفظی ہے پس تخفیف
ہو بھی تو ایسی ہو جسقدر اوس کلمہ مین ممکن ہو اور تھوڑی سی تخفیف یعنے
(حذف تنوین) پر کفایت کرنا باوجود زیادہ تخفیف یعنے ضمیر حذف
کرکے صفت ہین مستتر کردینا) ممکن ہونے کے قبیح ہے اور کوفیین
اس کو غیر شعر مین بلاکراہیت جائز رکھتے ہین اس دلیل سے کہ تنوین کے
حذف ہونے سے فی الجملہ تخفیف حاصل ہو گئی اور یہہ کافی ہے اور
باقی صورتون ہین سے جبین ایک ہی ضمیر ہو خواہ صفت ہین ہو یا
معمول ہین وہ احسن [۵۲] ہے جیسے الحسن الوجہَ بنصب معمول
والحسن الوجہِ بجر معمول وحسن الوجہَ بنصب معمول وحسن الوجہِ بجر معمول والحسنُ وجہاً
وحسنٌ وجہاً وحسن الوجہِ بجر معمول والحسنُ وجہُہ وحسن وجہُہ برفع
معمول اور جن ہین دو ضمیرہ ہون ایک صفت ہین اور دوسرے
معمول ہین وہ حسن [۵۳] ہے جیسے حسنٌ وجہَہ والحسنُ وجہَہ بنصب
معمول اور جن ہین کوئی بھی ضمیر نہ ہو وہ قبیح ہے جیسے [۵۴] الحسن الوجہُ
وحسن الوجہُ والحسن وجہٌ وحسنٌ وجہٌ برفع معمول اور جسوقت

صفت مشبہ کے معمول کو رفع دیا جائے تو پھر صفت میں کوئی ضمیر نہ ہوگی
پس حال صفت کا فعل کا سا ہے یعنے فعل جسطرح فاعل ظاہر کے تثنیہ و جمع
سے تثنیہ و جمع نہیں ہو سکتا اوسیطرح صفت مشبہ بھی اپنی معمول کے
تثنیہ و جمع ہونے سے تثنیہ و جمع نہیں ہو سکتا اور اگر صفت کے
معمول کو رفع نہ ہو بلکہ نصب و جر ہو تو صفت میں ایک ضمیر موصوف
کی رہیگی پس صفت مونث آئیگی جس وقت کہ موصوف اوسکا
مونث ہو جیسے ھند حسنۃ وجہٍ یا حسنۃٌ وجھًا اور
جب موصوف تثنیہ ہو تو صفت بھی تثنیہ ہوگی جیسے الزیدان
حسنا وجہٍ وحسنان وجھًا اور جب موصوف جمع ہو تو صفت
بھی جمع ہوگی جیسے الزیدون حسنو وجہ وحسنون وجھًا
اور وہ اسم فاعل و اسم مفعول جو متعدی نہ ہوں اونکا حال
ان اٹھارہ صورتوں میں صفت مشبہ کا سا ہے مثلاً زیدٌ قایمُ
الابُ وزیدٌ قائمُ الابَ وزیدٌ قایمُ الابِ اسیطرح
زید مضروبُ الابُ وزید مضروبُ الاب وزید
مضروبُ الابِ (اسم تفضیل) وہ اسم ہے
جو فعل سے مشتق ہو ایک ایسے موصوف کے لئے جو اصل فعل میں
اپنی غیر سے زیادہ ہو اور وہ اسم تفضیل مذکر کے لئے اَفعَل اور
مونث کے لئے فُعلیٰ ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ فعل ثلاثی مجرد سے
بنایا جائے تاکہ افعل و فعلیٰ کے وزن پر بن سکے اور وہ

کیونکہ معمول صفت کا اوسکا فاعل ہے پس اگر اوس میں ضمیر ہو تو تعدد فاعل کا لازم آتا ہے ۱۲

یعنے اسم فاعل و مفعول غیر متعدی فاعل و مفعول مالم یسم فاعلہ

وہ ثلاثی مجرد رنگ اور عیب ظاہری کے معنے نرکہتا ہو کیونکہ لون عیب کے معنی مین جو افعل ایا کرتا ہے وہ غیر اسم تفضیل کے لئے ہوتا ہے اگر اسم تفضیل کے لئے ہو تو دونون مین التباس ہوجائیگا جیسے زیدٌ افضل الناس اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بنانا چاہین تو لفظ اشدّ یا اکثر وغیرہ اوسکے ساتھہ ملا دین جیسے زیدٌ اشد استخراجاً دبیاضاً وعمیً من عمرو۔ اور قاعدہ یہہ ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے معنے مین ہو اور کبھی مفعول کے معنے مین بھی آتا ہے جیسے اَعذَرُ زیادہ معذور (اَلوَمُ) زیادہ ملامت کیا ہوا (اشغل) زیادہ مشغول (اشہر) زیادہ مشہور۔ اسم تفضیل تین طریقون مین سی کسی ایک طریقہ پر مستعمل ہوتا ہے یا تو مضاف ہوتا ہے جیسے زید افضل الناس یا مِن کے ساتھہ جیسے زید افضل من عمرو یا معرف باللام جیسے زید الافضل پس ان تینون طریقون مین سے دو کو ایک حالت مین جمع کرنا جائز ہے جیسے زید الافضل من عمرو۔ ہان اگر مفضل علیہ معلوم ہو تو بغیر ان تینون طریقون کے بھی آسکتا ہے جیسے اللہ اکبر۔ اسم تفضیل کو جسوقت مضاف کرتے ہین تو اوسکے دو معنی ہین ایک تو یہہ کہ زیادتی مقصود ہو اوس پر جسکے طرف اسم تفضیل مضاف ہو اور اسی معنی مین اسم تفضیل اکثر آتا ہے شرط اوس کی یہہ ہے کہ موصوف ایک جز ہو مضاف الیہ کا اور اسمین داخل ہو اور مفہوم عام مین اوسکے ساتھہ شریک ہو

وجہ عدم جواز اسم تفضیل ... لون و عیب ... [illegible]

جیسے زید افضل الناس پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا ناجائز ہوگا کیونکہ اخوتہ کی اضافت حضرت یوسف کے طرف ہونے
کے سبب سے یوسف اپنے بھائیوں سے خارج ہین اور اگر داخل کیا جائے
تو یہہ معنے ہونگے کہ یوسف اپنے اخوت ہین جو ایک مفہوم عام ہے شریک
ہین جس سے لازم آتا ہے کہ یوسف خود اپنے آپ بھائی ہون پس اپنے
بھائیون ہین داخل ہوے اور شرط یہہ ہے کہ موصوف اپنے مضاف
الیہ ہین داخل ہو۔ دوسرے معنی اسم تفضیل کے یہہ ہین کہ مطلق زیادتی بغیر
تخصیص مضاف الیہ کے مقصود ہو اور اضافت اسم تفضیل کی مضاف الیہ کے
طرف توضیح کے لئے ہو پس اس معنے کے لحاظ سے یوسف احسن اخوتہ
کہنا صحیح ہو جائیگا۔ اور اسم تفضیل مضاف کی پہلے قسم ہین اسم تفضیل کو دو
طرح سے ذکر کرسکتے ہین اول یہہ کہ اوس کو مفرد لائین خواہ اوسکا موصوف
تثنیہ ہو یا جمع اسیطرح مذکر لائین اگرچہ موصوف مونث ہو جیسے زید
والزیدان والزیدون وھند والھندان والھندات افضل
الناس دوم یہہ کہ اوس کو موصوف کے مطابق لائین جیسے الزیدان
افضلا الناس والزیدون افضلوھم وھند فضلی النساء والھندان
فضلیاھن والھندات فضلیاتھن اور اسم تفضیل مضاف کی دوسرے
قسم اور اسم تفضیل معرف باللام ہین اسم تفضیل کا موصوف کے مطابق ہونا
ضروری ہے اور وہ اسم تفضیل جسکا استعمال (من) کے ساتھہ ہو اوسکو
ہر حالت ہین مفرد مذکر ہے لانا چاہئیے۔ اسم تفضیل اسم ظاہر ہین عمل کرکے

اوس کو اپنا فاعل بنا کر رفع نہیں ہوسکتا مگر ایک صورت میں وہ یہہ ہے
کہ اسم تفضیل لفظ کے لحاظ سے کسی شئے کی صفت ہو اور معنی کے لحاظ
سے ایک ایسے سبب کی صفت ہو جو مشترک ہو اوس شئے میں اور اوسکے
غیر میں اور وہ مُسبّب موافق پہلے اعتبار کے مفضل ہو اور موافق اعتبار
غیر اول کے مفضل علیہ اور وہ اسم تفضیل منفی ہو جیسے ما رأیتُ رجلاً احسنَ
فی عینہ الکحلُ منہ فی عین زیدٍ میں احسن جو اسم تفضیل ہے باعتبار
لفظ کے رجلا کی صفت ہی اور معنی کے لحاظ سے صفت ہے کحل کی اور کحل
سبب ہے اور مشترک ہے عین رجل و عین زید میں اور عین رجل کے اعتبار
سے مفضل ہے اور عین زید کے لحاظ سے مفضل علیہ اسم تفضیل کے منفی ہونے
کی شرط اس لئے ہے کہ وہ منفی ہونے کی حالت میں معنے میں فعل کے
ہوجاتا ہے اور فعل کا سا عمل کرتا ہے اسی لئے اس مثال میں احسن بمعنے
حسن کے ہے وجہ اس کی یہہ ہے کہ جس وقت اسم تفضیل پر نفی آتی ہے
تو وہ اسم تفضیل کے قید یعنے معنی زیادت کیطرف متوجہ ہوتی ہے پس یہ
نکل آیا کہ کحل عین رجل کحل عین زید سے زائد نہیں ہے یا تو اُسکے مساوی
ہوگا یا اوس سے کم اور چونکہ مقام مدح کا ہے اس لئے مساوات نری
اور یہہ معنی حاصل ہوئے کہ ہر ایک کے آنکھہ میں سرمہ خوبصورت ہوگیا
ہے مگر زید کے آنکھہ سے کم۔ دوسرا سبب احسن کے عمل کرنے کا کحل میں
یہہ ہے کہ اگر احسن کو کحل کا عامل نہ بنائیں بلکہ احسن کو خبر بنا کر رفع دیں
اور کحل کو مبتدا بنا کر رفع دیں تو احسن جو اسم تفضیل ہے اور منہ فی عین

زید جو اوسکا معمول ہے ان دونون مین ایک اجنبی چیز یعنے (کحل) کا فاصلہ آجائیگا جو ناجائز ہے اور اسی مثال سے منہ کی ضمیر اور فی حذف کرکے اوس کی جگہ پر من عین زید رکھکر ما رائیت رجلا احسن فی عینہ الکحل من عین زید بھی کہسکتے ہین اور لفظ عین کو جس مین کحل مفضل علیہ ہے اسم تفضیل پر مقدم کرکے ما رائیت کعین زید احسن فیھا الکحل کہنا بھی صحیح ہے جسطرح سے کہ اس شعر مین آیا ہے ؎ مررت علی وادی السباع ولا ارٰی کوادی

السباع حین یظلم وادیا۔ اقل بہ رکب اتوہ تایۃً۔

واخوف الا ما وقی اللہ ساریا۔ گویا اصل اس کی یہہ ہے۔

لا اری وادیا اقل بہ رکب منھم فی وادی السباع۔ وادی السباع کو اسم تفضیل پر جو اقل ہے مقدم کیا معنی اسکا یہہ ہے میرا گزر وادی سباع پر سے ہوا بحالیکہ نہین دیکھتا ہون مانند وادی سباع کے شب تاریک مین کوئی ایسی وادی جہان سوار کم ٹھہرتے ہون اور خوفناک ہون ہر وقت مین مگر وقت بچانے خدائے تعالی کے (الفعل)

فعل وہ کلمہ ہے جو اپنی معنی فی نفسہ پر دلالت کرے اور تین زمانون مین سے کسی ایک زمانہ سے مقترن ہو اور فعل کے خواص مین سے ہے داخل ہونا ۔ قد اور سین وسوف اور جوازم کا اور تاء تانیث ساکنہ وضمیر متصل بارز مرفوع متحرک کا آخر مین آنا جیسے فعلت وفعلتِ کی (ت) (الماضی) وہ فعل ہے جو زمانہ حاضر کے پہلے کے زمانہ پر دلالت کرے

اور جسوقت ماضی مین ضمیر مرفوع متحرک اور واو نہ ہو تو وہ فتحہ پر مبنی رہتی ہے
(مضارع) وہ فعل ہے جسکے اول مین حرف اتین مین سے کوئی ایک حرف
بڑہنے سے اسم کے مشابہ ہو اور یہہ مشابہت یا تو زمانہ حال و استقبال مین
مشترک ہونے کے لحاظ سے ہے جیسے کہ اسم مشترک ہوتا ہے متعدد معانی مین
مثلاً لفظ عین ذہب و رکبہ وغیرہ کے لئے یا بسبب خاص ہو جانے فعل
مضارع کے استقبال کے ساتھہ سین و سوف بڑہانے کے سبب سے
جیسا کہ اسم خاص ہو جاتا ہے بہت ساری معانی مین سے کسی ایک معنی کے ساتھہ بسبب
قرینہ کے پس ہمزہ تو واحد متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مونث جیسے
اَضرِبُ اور نون جمع متکلم کے لئے جیسے نَضرِبُ اور ت مخاطب اور واحد
مونث غائب اور تثنیہ مونث غائب کے لئے ہے اور یا غائب کے لئے
ہے سوائے اون دو صیغون کے یعنے واحد مونث و تثنیہ مونث غائب کے
اور حروف مضارع مضموم ہوتے ہین رباعی مین یعنے ماضی جسوقت چار حرفی ہو
خواہ چارون اصلی ہون جیسے یُدَحرِجُ یا اصلی نہ ہون جیسے یُکرِمُ
اور غیر رباعی مین مفتوح اور افعال مین سے سوائے فعل مضارع کے کوئی
اور فعل معرب نہین ہے مگر وہ بھی دو شرطون کے ساتھہ ایک تو یہہ کہ نون
تاکید یعنے نون ثقیلہ و خفیفہ اوس مین نہ ہو اور دوسرے یہہ کہ نون
جمع مونث بھی نہ ہو اعراب مضارع کے تین ہین رفع ۔ نصب ۔ جزم مضارع
جسوقت صحیح ہو یعنے اوسکے اخیر مین حرف علت نہ ہو اور اوس ضمیر بارز
مرفوع متصل سے خالی ہو جو تثنیہ و جمع و واحد مونث حاضر مین ہوا کرتی ہے

تو حالت رفع مین ضمہ لفظی اور حالت نصب مین فتحہ لفظی اور حالت جزم
مین سکون ہوتا ہے جیسے یضربُ و لن یضربَ و لم یضربْ اور جو مضارع
کہ ضمیر بارز مرفوع سے متصل ہو اوسکا اعراب حالت رفع مین نون سے
ہوتا ہے اور حالت نصب و جزم مین نون محذوف ہو جاتی ہے جیسے
یضربان وتضربان ویضربون وتضربون وتضربین ولن یضربا ولن تضربا
ولن یضربوا ولن تضربوا ولن تضربی ولم یضربا ولم تضربا ولم یضربوا
ولم تضربوا ولم تضربی اور جس مضارع کے اخیر مین حرف واو ہو یا یا
حالت رفع مین ضمہ مقدر رہتا ہے اور حالت نصب مین فتحہ لفظی اور حالت
جزم مین واو یا حذف ہو جاتے ہین جیسے یدعُو ولن یدعُوَ ولم یدعُ
ویرمی ولن یرمیَ ولم یرم اور جس مضارع کے اخیر مین الف ہو حالت رفع
ونصب مین ضمہ و فتحہ مقدر رہتا ہے اور حالت جزم مین الف حذف ہو جاتا
ہے جیسے یخشیٰ ولن یخشیٰ ولم یخش مضارع جس وقت عامل ناصب و جازم
سے خالی ہو تو مرفوع رہتا ہے جیسے یقوم زیدٌ اور مضارع منصوب ہوتا
ہے اَنْ ولن و اذن و کی اور اوس اَنْ[۵۱] سے جو بعد حتی و لام کی و لام
جحود اور فا اور واو اور او کے مقدر ہون اَنْ) جیسے ارید ان تحسن
الیّ. مثال ہے حالت نصب مین فتحہ کے آنیکی و ان تصوموا خیر
لکم مثال ہے حالت نصب مین جمع سے نون گرنیکی اور جو اَنْ کہ بعد علم
کے واقع ہو وہ اَنْ مخففہ[۵۲] ہی جو انّ مثقلہ سی تخفیف کر لیا گیا ہے اور فعل مضارع
کو نصب دینے والا اَنْ نہین ہے جیسے علمت ان سیقوم[۵۳] و اَنْ

لا یقومُ اور جو اَنْ کے بعد ظن کے واقع ہو اوس مین دونون وجہ جائز
ہین کہ اس کو مخففہ ٹھہرا کر مضارع کو ضمہ دین یا ناصبہ بنا کر نصب دین جیسے
ظننت ان یقومُ (لن) جیسے لَنْ اَبْرَحَ معنے اس کے نفی مستقبل کے
ہین (اذن) مضارع کو اوس وقت نصب دیگا جو وقت کہ اسکا مابعد
اسکے ماقبل پر اعتماد نکرے یعنے اسکا مابعد اسکے ماقبل کا معمول نہ ہو اور وہ
فعل جو اس کے بعد مذکور ہو وہ مستقبل ہو جیسے اذن تدخل الجنۃ
کہنا اوس شخص سے جو اسلمتُ کہے اور اذن جو وقت کہ بعد واو
و فٓ کے واقع ہو تو وہان دونون وجہ جائز ہین کہ اپنے مابعد کے فعل کو
نصب دے یا دفع (کَےْ) جیسے اسلمتُ کَیْ ادخلَ الجنۃ اور معنے
اس کے سببیت کے ہین یعنے کَیْ کا ماقبل اوسکے مابعد کا سبب ہو جیسا
اسلام سبب ہے دخول جنت کا مثال مذکور مین (حتّٰی) مضارع کو اسوقت
نصب دیتا ہے جبکہ مضارع مستقبل ہو باعتبار ماقبل حتّٰی کے اگرچہ زمان
تکلم کے لحاظ سے ماضی ہو یا حال ہو یا استقبال اور وہ حتّٰی معنی مین کَیْ
کے ہو یا اِلیٰ کے جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ مثال ہے حتی بمعنی
کَیْ کے اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کے و نیز باعتبارِ
زمانِ تکلم کے و کنت سرت حتیٰ ادخل البلد مثال ہے حتی بمعنے کَیْ -
اور باعتبار ماقبل کے مضارع کے مستقبل ہونے کی
و اسیر حتی تغیب الشمس مثال ہے حتی بمعنی الی اور مابعد کی کے
استقبال کی اگر حتّٰی کے مابعد کے فعل سے زمانہ حال حقیقۃً یا بطور حکایت کے

مراد ہو تو حتی وہاں حرف ابتدا سمجھا جائیگا اور اوسکا مابعد فعل مرفوع ہوگا اور جملہ مستانفہ ہوگا اور ما قبل حتی کا مابعد کے لیے سبب ہونا واجب ہوگا جیسے مرض فلان حتی لا یرجونہ مثال ہے فعل سے زمانہ حال حقیقتہ مراد لینے کی و کنت سرت امس حتی ادخل البلد مثال ہے فعل سے زمانہ حال بطور حکایت کے مراد لینے کی اور چونکہ حتی کے بعد کے فعل سے جسوقت زمانہ حال مراد ہو تو اس مین دو شرط ہین اول تو یہہ کہ وہ حرفِ ابتدا ہو جاتا ہے دوم یہہ کہ اسکا ماقبل اسکے مابعد کی علت پڑتا ہے اس لیے کان سیری حتی ادخلہا جسوقت کہ کان ناقصہ لیا جائے تو شرط اول کے لحاظ سے اسکے فعل کو رفع نہین آسکتا کیونکہ حتی جب حرف ابتدا ہے تو ضرور اوسکا مابعد اول سے بالکل بے تعلق رہیگا پس کان ناقصہ بلا خبر کے رہجائیگا بخلاف اس کے کہ کان تامہ لین کیونکہ تامہ خبر کو نہین چاہتا اور آسرت حتی تدخلہا مین فعل کو شرط دوم کے لحاظ سے رفع نہین آسکتا کیونکہ حتی کا مابعد خبر مستانف ہے جو یقینی طور سے واقع ہے اور اسکا ماقبل جو سبب ہے حرف استفہام کے پائے جانے کی وجہ سے مشکوک ہے تو لازم آئیگا کہ سبب کے وقوع کا حکم لگایا جائے سبب کے مشکوک ہونے کی حالت مین اور یہہ ناجائز ہے اور اگر حتی پر کان تامہ داخل ہو تو حتی اپنی مابعد کے فعل مضارع کو رفع دیسکتا ہے جیسے کان سیری حتی ادخلہا ایہم سار حتی یدخلہا بدخل کو رفع دیکر کیونکہ سیر اس مقام مین متحقق ہے اور شک تعیین فاعل مین ہے پس مسبب متحقق الحصول ہو سکتا ہے لام کی

جیسے اسلمت لادخل الجنۃ لام جحود وہ لام تاکید ہے جو کان کی نفی کے بعد اس کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے وما کان اللہ لیعذبہم فَ جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اسکے دو شرط ہین اوّل سببیت یعنے فَ کا ماقبل اسکے مابعد کا سبب ہو۔ دوم یہہ کہ فَ سے پہلے اِنْ چھہ چیزون مین سے جو ذیل مین ہین کوئی ایک ہو اوّل امر جیسے زُرنی فاکرمک دوم نہی جیسے لا تشتمنی فاضربک سوم استفہام جیسے ھل عندکم ماءٌ فاشربہٗ چہارم نفی جیسے ما تاتینا فتحدثنا پنجم تمنی جیسے لیت ما لا فانفقہٗ ششم عرض جیسے الا تنزل بنا فتصیب خیرًا واو جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اس کی بھی دو شرط ہین اوّل جمعیت یعنے واو کا ماقبل اسکے مابعد کے ساتھہ ساتھہ ہو دوم یہہ کہ واو سے پہلے امر و نہی و استفہام و نفی و تمنی و عرض مین سے کوئی ایک ہو جیسے فَ کے پہلے ہوا کرتا ہے امر جیسے زرنی واکرمک نہی جیسے لا تشتمنی واضربک استفہام جیسے ھل عندک ماءٌ واشربہٗ نفی جیسے ما تاتینا وتحدثنا تمنی لیت لی ما لا وانفقہٗ عرض جیسے الا تنزل بنا وتصیب خیرًا او جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتا ہے اوسکی شرط یہہ ہے کہ اِلیٰ اَنْ کے معنے مین ہو یا اِلّا اَنْ کے جیسے لالزمنک اوتعطینی حقی ای الیٰ اَنْ تعطینی حقی یا اِلّا اَنْ تعطینی حقی حروف عطف جو مضارع کو بتقدیر اَنْ نصب دیتے ہین اسکی شرط یہہ ہے کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی ضربک زیدا وتشتم او فتشتم او ثم تشتم اور لام کی اور حروف عطف کے ساتھہ اَنْ کو ظاہر کرنا بھی جائز ہے

جیسے جئتک لان تکرمنی واعجبنی قیامک وان تذھب
اور جس صورت مین کہ مضارع پر لا داخل ہو اور ان پر لام کی ہو تو ان کا ظاہر
کرنا واجب ہے جیسے لئلا یعلم اور مضارع لم ولما ولام امر ولا نہی و کلمات
مجازات اور ان مقدرہ سے مجزوم ہوتا ہے اور کلمات مجازات یعنے کلمات
شرط وجزا یہ ہین ان ومہما واذما وحیثما واین ومتی وما ومن و
ای وانی اور مضارع کا کیفما واذا سے مجزوم ہونا شاذ ہے (لم) مضارع
کو ماضی منفی کے معنے مین کرنے کے لئے آتا ہے (لما) بھی لم کے مانند مضارع کو
ماضی منفی کے معنی مین کردیتا ہے اور دو باتون مین اوس سے خاص ہے ایک
تو استغراق یعنے زمانہ ماضی کو وقت نفی سے لیکر وقت تکلم تک گھیر لیتا ہے جیسے
ندم فلان ولما ینفعہ الندم دوسرے فعل کا حذف کرنا کہ لم
کا فعل حذف نہین ہوتا ہے جیسے شارفت المدینۃ ولما ای ولما
ادخلہا (لام امر) وہ لام ہے کہ جس سے کوئی فعل مطلوب ہو جیسے
لیضرب (لا) نہی وہ لام کہ جس سے کسی فعل کا ترک مطلوب ہو جیسے لا تضرب
کلمات مجازات دو فعل پر داخل ہوا کرتے ہین پہلے فعل کو سبب
بناتے ہین اور دوسرے فعل کو مسبب اور وہ دونون شرط وجزا کہلاتے
ہین پس اگر شرط وجزا دونون فعل مضارع ہون یا صرف شرط مضارع
ہو تو مضارع کو جزم دینا واجب ہے جیسے ان تزرنی آزرک وان
تزرنی فقد زرتک اور اگر صرف جزا مضارع ہو تو وہان دونون
صورتین جائز ہین کہ جزم دین یا رفع جیسے ان اتانی زید اتہ یا اتیہ

اور اگر جزا ماضی ہو اور اسمین (قد) لفظاً نہ ہو جیسے ان خَرَجتَ خرجتُ
یا معنی نہ ہو جیسے ان خرجت لم اخرج تو جزا پر فا کا داخل کرنا ناجائز ہے
اور اگر جزا مضارع مثبت ہو یا مضارع منفی بلا تو دونون صورتین جائز
ہین کہ جزا پر فا لائین یا نہ لائین اور اگر جزا ماضی بھی نہ ہو اور مضارع مثبت
و منفی بلا بھی نہ ہو تو ف لازم ہے جیسے ان اکرمتنی الیوم فقد اکرمتک امس
وان اکرمتنی الیوم فاکرمتک امس ای فقد اکرمتک امس (اذا مفاجات
اوس جملہ اسمیہ کے ساتھہ آتا ہے جو جزا بنکر بجائے فا کے آتا ہے جیسے خرجتُ
اذ السبع ای خرجت فالسبع موجودٌ اور ان بعد امر و نہی و استفہام و تمنی و عرض کے
مقدر رہکر مضارع کو جزم دیتا ہے (امر) جیسے زرنی اکرمْکَ ای ان تزرنی
اکرمک (نہی) جیسے لا تفعل الشر یکن خیراً لک ای ان لم تفعله یکن
خیراً لک (استفہام) جیسے ہل عندکم ماءٌ اشربْهُ ای ان یکن عندکم
ماءٌ اشربه (تمنی) جیسے لیت لی مالاً انفقهُ ای ان یکن لی مال انفقه
(عرض) جیسے الا تنزل تصب خیراً ای ان تنزل تصب خیراً اور
(انْ) کا بعد ان پانچ چیزون کے مقدر رہنے کے مضارع کو جزم دینا اوس صورت
مین ہے کہ جب سببیت مقصود ہو یعنے ماقبل مابعد کا سبب ہو جیسے اسلم
تدخل الجنۃ کہ اسمین اسلام سبب ہے اور دخول جنت مسبب پس تقدیر
یہہ ہوگی ان تسلم تدخل الجنۃ اسیطرح لا تکفر تدخل الجنۃ ای ان لا تکفر
تدخل الجنۃ کہ اسمین عدم کفر سبب ہے دخول جنت کا اسی وجہ سے لا تکفر
تدخل النار جمہور کے پاس صحیح نہین ہے کیونکہ ان کے موافق اسکی تقدیر

ان لا تکفر تدخل النار ہوگی جس سے معنی بگڑ جاتے ہیں اس لئے کہ عدم کفر سبب دخول نار کا نہیں ہے بخلاف کسائی کے کہ اوسکے پاس یہہ مثال صحیح ہے کیونکہ وہ اسکی تقدیر عرف کے لحاظ سے فعل مثبت نکالتا ہے یعنے ان تکفر تدخل النار (امر) وہ صیغہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے فاعل مخاطب سے فعل طلب کیا جائے طریقہ اوسکے بنانیکا یہہ ہے کہ صیغہ مضارع سے حرف مضارع کو گرا کر اخیر میں جزم کردیں پس اگر حرف مضارع کے گرانے کے بعد حرف متحرک ہو تو صرف اخر کو ساکن کردینا بغیر زیادتی ہمزہ وصل کے جیسے تَعِدُ سے عِد اور اگر حرف ساکن ہو اور مضارع رباعی نہ ہو یعنے ماضی اسکے چہار حرفی نہ ہو تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس ساکن کے بعد کا حرف مضموم ہے یا مفتوح یا مکسور اگر مضموم ہو تو ہمزہ وصل مضموم پڑہنا چاہیے اگر مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور جیسے اُقْتُلْ واضْرِبْ واعْلَمْ اور اگر مضارع رباعی ہو تو اسکے امر میں ہمزہ مفتوح رہیگا قطعی ہوگا نہ وصلی جیسے اَکْرِمْ (فعل مالم یسم فاعلہ) وہ فعل ہے کہ جسکا فاعل حذف کیا گیا ہو اور اوسکا مفعول اوسکی جگہ پر رکہدیا گیا ہو اگر فعل ماضی ہو اور اوسکے اول میں ہمزہ وصل اور ت نہ ہو تو پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو کسرہ جیسے ضرب سے ضُرِبَ و دَحرج سے دُحْرِجَ اور اگر اسکے اول ہمزہ وصل ہو تو تیسرے حرف کو ہمزہ دیا جائے جیسے اُنْطُلِقَ و اُقْتُدِرَ ورنہ درج کلام میں اس باب کے امر کے ساتھہ مشابہ ہو جائیگا اور اگر اول میں ت ہو تو دوسرے حرف کو ضمہ دیں جیسے تُعُلِّمَ و تُجُوهِلَ و تُدُحْرِجَ ورنہ اس باب کی تفعیل و مفاعلہ و دحرج کے مضارع سے مشابہ ہو جائیگا اور اگر فعل معتل عین ہو تو

اوس کے مجہول مین تعلیل کرکے پڑہنا افصح ہے جیسے قِیلَ وبِیعَ اور اس مین اشمام بھی جایز ہے یعنے ف کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کے طرف اور اوس کے بعد جو یائے ساکن ہے اوس کو واو کے طرف مایل کرین اور یہہ بھی ایک صورت آئی ہے کہ دراصل اگر واو ہو تو وہ باقی رکھا جائے اور اگر یا ہو تو اوس کو واو سے بدل لین جیسے قُوْلَ وبُوْعَ اور معتل عین باب افتعال وانفعال کے ماضی مجہول کا حال معتل ثلاثی مجرد کے ماضی مجہول کا سا ہے جیسے اُختِیْرَ اَلْقَیْدُ کَا اُنْقِیْدَ وَاُنْقِیْمَ مین صرف ایک پہلی صورت جاری ہوگی اور اشمام اور واو سے بدلنا ناجایز ہوگا کیونکہ اسمین حرف علت کا ماقبل ساکن ہی اور اگر فعل مضارع ہو تو مجہول مین پہلے حرف کو ضمہ دیا جائے اور ماقبل آخر کو فتحہ جیسے یُضْرَبُ و یُکْرَمُ اور اگر فعل مضارع معتل عین ہو تو مجہول مین اسکا عین کلمہ الف سے بدل جائیگا جیسے یُقَالُ ویُبَاعُ

فعل متعدی و غیر متعدی

متعدی وہ فعل ہے کہ جسکے معنی کا سمجھنا ایک متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے سوائے ہو جیسے ضَرَبَ اور غیر متعدی یعنے لازم وہ فعل ہے جو متعدی کے برخلاف ہو جیسے قَعَدَ فعل متعدی مین سے بعض تو ایک مفعول کے طرف متعدی ہوتے ہین جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اور بعض دو مفعول کے طرف جیسے اَعْطٰی و عَلِمَ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا وعَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا اور بعض تین مفعولون کے طرف جیسے اَعْلَمَ واَرٰی واَنْبَأَ ونَبَّأَ واَخْبَرَ

وخبّر وحدّث اور یہہ افعال جو تین مفعولون کو چاہتے ہین ان کا
پہلا مفعول اعطیتُ کے مفعول کا سا ہے یعنے صرف پہلے ہی مفعول پر
اکتفا کرین اور باقی کو حذف جیسے اَعلمتُ زیدًا عمرًا
منطلقًا مین اعلمت زیدًا یا یہہ کہ پہلے مفعول کو حذف کر کے دوسرے
و تیسرے کو ذکر کرین جیسے اَعلمتُ عمرًا منطلقًا اور انکا دوسرا و تیسرا مفعول علمت کے مفعول
کا سا ہے یعنے جب ایک مفعول کو ذکر کرین تو دوسرے کو ذکر کرنا واجب ہوتا ہے یا یہہ کہ
دونونکو حذف کرین افعال قلوب یعنی افعال شک و یقین یہہ ہین ظننت وحسبت وخلت
وزعمت وعلمت ورأیت ووجدت یہہ افعال جملہ اسمیہ پر آتے ہین تاکہ وہ اس ظن وعلم کو بیان
کرین کہ جس سے وہ جملہ ناشی ہوا ہے اور اپنی دونون جز یعنے دونون مفعولونکو
نصب دیتے ہین ان افعال کے کئے خاصیتین ہین ایک تو یہہ کہ جب ایک
یعنے ایک مفعول مذکور ہو تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہو جاتا ہے بخلاف
اَعطیتُ کے کہ اسمین ایک مفعول پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے دوسرے یہہ کہ
ان کے عمل کا ابطال بھی جائز ہے یعنے جسوقت یہہ افعال دونون مفعولون کے
درمیان مذکور ہون جیسے زیدٌ ظننت قائمٌ یا دونون مفعولون کے بعد آئین
جیسے زیدٌ قائمٌ ظننتُ تو انکا عمل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت مین
دونون مفعول مستقل کلام تام ہو جاتے ہین تیسرے یہہ کہ جب یہ افعال استفہام
یا نفی یا لام ابتدا کے پہلے آوین تو ان کے عمل کی تعلیق جائز ہے یعنے لفظ کے
اعتبار سے عمل باطل ہو اور معنی کے لحاظ سے باقی رہے جیسے عَلِمتُ أ زیدٌ عندک
أم عمرٌو وعلمتُ ما زیدٌ فی الدار وعلمتُ لَزیدٌ منطلق چوتھی یہہ کہ

فاعل و مفعول ان افعال قلوب کا ایک ہی چیز کے لئے ضمیر متصل واقع ہوسکتا ہے جیسے
علمتنی منطلقا اور بعض افعال قلوب کے لئے ایک دوسرے معنی بھی ہیں جو پہلے معنی
سے قریب قریب ہیں جسکے سبب سے وہ ایک مفعول کو چاہتے ہیں جیسے ظننت
معنی میں اتہمت کے و علمت معنی میں عرفت کے و رائت معنی میں ابصرت
کے و وجدت معنے میں اصبت کے (افعال ناقصہ) وہ
فعل ہیں جو اس لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ فاعل یعنے اسم کو کسی صفت پر
ثابت و قایم کریں وہ یہہ ہیں کان و صار و اصبح و امسی و اضحی و ظل و
بات و آض و عاد و غدا و راح و مازال و ماانفک و مافتی
و مابرح و مادام و لیس اور بعض لغات میں جاء و قعد بھی افعال
ناقصہ کے معنی میں مستعمل ہوئے ہیں جیسے ماجاءت حاجتک ای
ماکانت و قعدت کانہا حربۃ ای صارت الشفرۃ کانہا حربۃ
یہہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنے کا حکم خبر کو دیں
اور جزء اول یعنے اسم کو رفع اور جزء ثانی یعنے خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے
کان زید قائما پس کان ناقصہ اسلئے آتا ہے کہ اپنے خبر کو اپنے اسم
کے لئے زمانہ ماضی میں ثابت کرے خواہ وہ ثبوت دائمی ہو یا منقطع ہو
جیسے کان زید فاضلا و کان زید غنیا فافتقر اور کان ناقصہ
معنے میں صار کے بھی آتا ہے جیسے کان زید غنیا ای صار اور (کان)
میں ضمیر شان کبھی ہوا کرتی ہے جو ترکیب میں کان کا اسم ٹھیرتی ہے
اور اسکے بعد کا جملہ اوس کی خبر جیسے اس شعر میں اذا مت کان الناس

صفان شامت و اُخرتش ابالذی کنتُ اَصنحُ اور کبھی تامہ بھی ہوتا
ہے معنے ہین وجد و ثبت کے جیسے کن فیکون ای فیوجدُ
اور کبھی زایدبھی ہوتا ہے جیسے کیف نکلمّ من کان فی المھد صبیًا
(صار) انتقال کے واسطے آتا ہے یعنے ایک حالت سے دوسرے
حالت کے طرف یا ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدلینے
کے لیے جیسے صار زیدٌ عالمًا وصار الطین خزفًا (اصبح و امسی
واضحی) یہہ مضمون جملہ کو اون اوقات کے ساتھہ مقترن کرتے ہین
جس پر خود دلالت کرتے ہین جیسے اصبح زیدٌ قائمًا کہ اسمین مضمون
جملہ یعنے قیام زید کا اقتران وقت صبح سے ہوا ہے اسیطرح امسی زیدٌ
واضحی زید قائمًا یہہ تینون صار کے معنے مین بھی آتے ہین جیسے
اَصبح ای صار و امسیٰ ای صار واضحیٰ ای صار زیدٌ غنیًا اور کبھی تامہ بھی
ہوتے ہین جیسے اَصبح زید ای دخل فی الصباح (ظلّ وبات) یہہ
دونون جملہ کے مضمون کو اپنے وقت سے مقترن کردیتے ہین جیسے ظل زید
سائرًا یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے دن بھر اسیطرح بات زید سائرًا
یعنے سیر ثابت ہوا ہے زید کے لئے رات بھر اور صار کے معنی مین بھی آتے ہین
جیسے ظل و بات ای صار زیدٌ غنیًا (ما زال و ما برح
وما فتی وما انفک) یہہ افعال اثبات کو بتلاتے ہین کہ انکا فاعل یعنے اسم جسوقت
سے کہ خبر کو قبول کیا ہے اوسی وقت سے ابتک ان کی خبر ان کے اسمار کے لئے
مستمرًا ثابت ہے جیسے ما زال زید امیرًا یعنے زید جس زمانے سے

بتا ہے اوس وقت سے اتبک مارت مستمرا اوس کے لئے ہے اور ان چارون
افعال کو معنی نفی لازم ہین (ما دام) یہہ بتلاتا ہے کہ جتنی مدت تک ثبوت
خبر کا فاعل یعنے اسم کے لئے ہے اوس وقت تک فلان چیز اوس مدت کیسا تھ
مقید ہے اس لئے یہہ فعل ایک کلام مستقل کا محتاج رہتا ہے جو مع اپنے اسم و
خبر کے اوسکا ظرف واقع ہوتا ہے جیسے اجلس ما دام زیدٌ جالساً
(لیس) زمانۂ حال مین مضمون جملہ کے نفی کے لئے ہے جیسے لیس زیدٌ قائماً
ای الآن اور بعض نحویین یعنے سیبویہ نے لکھا ہے کہ لیس مضمون جملہ کی
نفی مطلقاً کرتا ہے خواہ زمانہ حال مین ہو جیسے لیس زیدٌ قائماً الآن
یا ماضی مین جیسے لیس خلق اللہ تعالیٰ مثلہ یا زمانہ استقبال مین جیسے
الا یوم یاتیہم لیس مصروفا عنہم اور ان کی خبر کو ان کے اسمار پر
مقدم کرنا جائز ہے اور یہہ افعال اس اعتبار سے کہ ان کی خبر ان کے افعال
پر مقدم ہوتی ہے تین قسم پر ہین اول یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم کرنا جائز ہے
اور وہ کان سے راح تک گیارہ فعل ہین دوم یہہ کہ خبر کو فعل پر مقدم
کرنا نا جائز ہے اور وہ وہ افعال ہین جن کے اول مین لفظ (ما)
آیا ہے بخلاف ابن کیسان کے وہ کہتا ہے کہ خبر کا فعل پر مقدم نہ ہونا
صرف ما دام مین ہے اور دوسرے افعال مین کہ جن کے اول مین
ما آیا ہے وہان جائز ہے سوم یہہ کہ جس مین اختلاف ہوا ہے اور
وہ لیس ہے کہ مبرد و کوفیین اس کی خبر کے تقدیم کو فعل پر جائز نہین
جانتے ہین اور بصریین اور سیبویہ جائز سمجھتے ہین (افعال مقاربہ)

وہ فعل ہیں جو وضع کئے گئے ہیں کہ خبر کا فاعل سے نزدیک ہونا بتلائیں نزدیکی یا تو متکلم کے امید رکھنے کے اعتبار سے ہے یا باعتبار حصول خبر کے یا اس اعتبار سے کہ فاعل خبر کو شروع کر دیا ہے اول عسیٰ ہے جسکی پوری گردان بہ لحاظ مضارع وامر وغیرہ کے نہیں آتی ہے جیسے عسی زیدٌ ان یخرج اور اسمیں عسیٰ ان یخرج زیدٌ کہنا بھی صحیح ہے (مثال تقدیم اسم بر فعل) اور کبھی اَنْ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے عسیٰ زیدٌ یخرج (تقدیم فعل بر اسم) دوم کاد جیسے کاد زیدٌ یجیٔ اور کبھی کاد کی خبر پر اَنْ زاید ہوتا ہے جیسے کاد زید ان یخرج اور کاد پر جس وقت حرف نفی داخل ہو تو اوسکا حال بنا بر قول اصح کے فعل کا سا ہے یعنے جسطرح فعل پر حرف نفی داخل ہونے سے معنی نفی کے پیدا ہوتے ہیں اسیطرح کاد پر داخل ہونے سے بھی معنے نفی کے حاصل ہوتے ہیں اور بعض نحویین کہتے ہیں کہ کاد کی نفی اثبات کا معنی دیتی ہے مطلقاً ماضی ہو یا مستقبل و بعض کہتے ہیں کہ کاد کے صیغہ ماضی پر جب حرف نفی داخل ہو تو اثبات کے لئے ہے اور جب مضارع پر آوے تو مانند اور افعال کے نفی کے لئے اور اس غیر مذہب والوں نے دعوے اول میں آیہ ما کادوا یفعلون سے تمسک کیا ہے کہ اس میں ثبوت کے معنے ہیں ورنہ (فذبحوھا) جو اس سے پہلے آیا ہے بے معنے ہے اور دوسرے دعوے میں دلیل لائی ہے ذی الرمہ کے اس شعر سے ؎ اذا غیر النأی المحبین لم یکد رسیس الھوی من حب میتہ یبرح کہ اس میں یکد جو فعل مضارع ہے لم داخل ہو کر نفی کے معنے دیتا ہے ورنہ

اصل مطلب شاعر کا فوت ہو جاتا ہے یعنے جدائی جس وقت اور عاشقون کے
عشق مین تغیر پیدا کرے تو میرے محبوبہ مینہ کا استوار عشق میرے دل سے
جدا نہین ہوتا سوم طفِق وکرب وجعل وکرب ہین اور یہہ کاد کے مانند
ہین اسمین کہ خبر مضارع ہو خواہ (ان) کے ساتھہ ہو یا بدون (ان) کے
جیسے طفق زید ان یفعل وطفقا یخصفان اوشک بھی انہی مین سے
ہے اور عسی وکاد کے مانند ہے استعمال مین جیسے اوشک زید ان یجیئ واوشک ان یجیئ زید
واوشک زید یجیئ (فعل التعجب) وہ فعل ہے جو بنایا گیا ہے معنی تعجب
پیدا کرنے کے لیے اور اس کے دو ہی صیغے ہین ما افعلہ وافعل بہ اور
یہہ دونون متصرف نہین ہوتے یعنی انکا مضارع ومجہول ومونث نہین آتا جیسے
ما احسن زیدا واحسن بزید اور یہہ دونون بن نہین سکتے مگر اوسی فعل
فعل سے جس سے افعل التفضیل بنتا ہے اور جس سے صیغہ تعجب بن نہین سکتا
مثلا رباعی یا ثلاثی مزید یا وہ ثلاثی جس مین لون وعیب کے معنے ہون اوس مین
اشد وغیرہ کا لفظ بڑھایا جاتا ہے جیسے ما اشد استخراجہ واشدد
باستخراجہ اور ان دونون صیغون مین تقدیم وتاخیر سے تصرف نہین ہو سکتا
اور نہ ان صیغون مین عامل ومعمول مین کوئی فاصلہ آسکتا ہے اور مازنی جائز
رکھتا ہے اگر ظرف سے فاصلہ آجائے پس اسکے پاس ما احسن فی الدار
زیدا جائز ہے اور ترکیب ما احسن زیدا کی یہہ ہے کہ سیبویہ کے
پاس ما بمعنی نکرہ ہے ہے معنے مین شیئے کے اور ما بعد اوسکا اوس کی خبر ہے ما
احسن زیدا کے یہہ معنے ہین شیئ من الاشیاء لا اعرفہ جعل زیدا

حسنا اور اخفش کے پاس ما موصولہ ہے اور خبر محذوف ای الذی احسن
زیدًا شئی عظیم اور احسن بزید مین مجرور فاعل ہے سیبویہ کے پاس اور
با زائد ہے پس موافق رائے سیبویہ کے افعل مین کوئی ضمیر نہین ہی اور
اخفش کے پاس مجرور مفعول ہے اور بار تعدیہ کے لئے ہے بازائد نہین اسکے
بنابر افعل مین ایک ضمیر ہے جو فاعل واقع ہوتی ہے ای احسن انت
زیدًا ادبزید۔ (افعال المدح والذم) وہ افعال ہین جو
بنائے گئے ہین مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے کے لئے اونمین سے نعم وبئس
ہین اور شرط ان دونون کی یہہ ہے کہ فاعل یا معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل
زید یا مضاف ہو معرف باللام کے طرف جیسے نعم صاحب الرجل زید
ونعم فرس غلام الرجل یا ضمیر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوب واقع ہو جیسے
نعم رجلًا یا نعم ضلاب رجل یا اوس فاعل مضمر کی تمیز ما ہو جو شئی
کے معنے مین ہے جیسے نعما ھی ای نعم شیئًا ھی اور بعد فاعل کے مخصوص ہوتا ہے
اور وہ مخصوص ترکیب مین مبتدا موخر ہے اور اوسکا ما قبل خبر مقدم یا وہ مخصوص خبر ہے مبتدا
محذوف کے پس نعم الرجل زید مین زید مبتدا ہے اور نعم الرجل خبر مقدم یا زید خبر ہے
مبتدا محذوف کی جو (ھو) ہے پس باعتبار ترکیب اول کے نعم الرجل زید ایک جملہ ہے
اور باعتبار ترکیب دوم کے دو جملے ہین۔ شرط مخصوص کی یہہ ہے کہ فاعل سے مطابق
ہو افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین جیسے نعم الرجل زید ونعم الرجلان
الزیدان ونعم الرجال الزیدون وبئست المرأۃ ھند وبئست المرأتان
الھندان وبئست النساء الھندات۔ اگر یہان کوئی اعتراض کرے کہ قاعدہ

مذکورہ کے اعتبار سے مخصوص فاعل کے مطابق ہونا چاہیے حالانکہ اس آیہ
ربئس مثل القوم الذین کذبوا، میں الذین کذبوا جو مخصوص ہے جمع
ہے اور فاعل جو مثل القوم ہے واحد ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اور جو
اس کے مشابہ ہے اوس کے تاویل کی گئی ہے یعنے تقدیر اسکی مثل القوم
مثل الذین کذبوا ہے۔ کبھی مخصوص محذوف ہوجاتا ہے جبوقت کہ قرینہ
سے معلوم ہوجائے جیسے نعم العبدؐ ای ایوب فنعم الماھدون ای نحن
اور ساء مانند بئس کے ہے احکام و شرائط میں اور انہیں سے حبذا ہے
اور یہہ متغیر نہیں ہوتا خواہ مخصوص تثنیہ ہو یا جمع ہو یا مونث جیسے
حبذ الزیدان وحبذا الزیدون وحبذا ھند اور بعد
حبذا کے مخصوص ہوتا ہے اور اعراب مخصوص کا نعم کے مخصوص کے مانند
ہے۔ اگر حبذا کے مخصوص سے پہلے یا بعد تمیز یا حال واقع ہو موافق مخصوص کے
افراد و تثنیہ و جمع و تانیث میں تو جائز ہے جیسے حبذا رجلا زید و حبذا
زید رجلا وحبذا راکبا زید وحبذا زید راکبا وحبذا رجلین
او راکبین الزیدان وحبذا الزیدان رجلین او راکبین
وحبذا امراۃ ھند وحبذا ھند امراۃ (الحروف) حرف
وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہے اوس معنی پر جو اپنی غیر یعنے اپنے متعلق میں
پائجاتے ہیں اور بغیر اوس متعلق و ضمیمہ کے معنی اوس کے درست نہ ہو سکیں
اس لئے جز کلام بنتے ہیں اسم جیسے من البصرۃ یا فعل جیسے قد ضربت
کا محتاج ہے (حروف جر) حرف جر وہ ہے جو مقرر کیا گیا ہے کہ فعل یعنی

فعل یعنی شبہ فعل کو پہونچادے اوس چیز کے طرف جو اوس سے متصل ہے خواہ وہ چیز اسم ہو جیسے مررت بزید وانا مار بزید یا مؤول باسم جیسے وضاقت علیہم الارض بما رحبت ای برحبہا۔ وہ حروف جارہ یہہ ہین من والی وحتی وفی وبا ولام ورُبَّ واو رُبَّ وواو قسم وتاء قسم وباء قسم وعن وعلی وکاف ومذ ومنذ وخلا وعدا وحاشا پس (من) کے کئے قسمین ہین ابتدا رغایت کے لئے جیسے سرت من البصرۃ اور تبیین یعنے امر مبہم کے بیان کرنے کے لئے جیسے اجتنبوا الرجس من الاوثان ای الرجس الذی ھو الوثن تبعیضیت کے لئے جیسے اخذت من الدراھم ای بعضہا۔ زائد ہوتا ہے کلام غیر موجب مین جیسے ماجاءنی من احد وھل جاءک من احد بخلاف کوفیین واخفش کے کہ وہ کلام موجب مین بھی (من) کی زیادتی کو جائز رکھتے ہین جیسے وقد کان من مطر اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ مثال اور اس کے مانند اور سب تاویل کرلئے گئے ہین کہ یہہ (من) تبعیضیہ ہے یعنے قد کان بعض مطر یا بیانیہ ہے ای شیٔ من مطر (الی) انتہاء غایت کے لئے آتا ہے جیسے خرجت الی السوق واتموا الصیام الی اللیل بمعنی مع مگر کم جیسے لاتاکلوا اموالہم الی اموالکم ای مع اموالکم (حتی) الی کے مانند ہے یعنی انتہاء غایت کے لئے معنی مین مع کے اکثر آتا ہے جیسے اکلت السمکۃ حتی راسہا اور حتی اسم ظاہر کے ساتھہ خاص ہے ضمیر پر نہین آتا جیسے نمت البارحۃ حتی الصباح پس حتاہ کہنا درست نہین ہے بخلاف مبرد نحوی کے وہ

کہ وہ ضمیر پر بھی داخل ہونے کو جائز جانتا ہے (فی) ظرفیت کے لیے ہے حقیقۃً
جیسے الماء فی الکوز یا مجازاً جیسے النجاۃ فی الصدق معنی میں علی کے کم آتا ہے
جیسے ولاصلبنکم فی جذوع النخل (الباء) الصاق کے لیے ہے یعنے
کسی چیز کو با کے مجرور سے متصل کر دینا جیسے مررت بزید۔ استعانۃ کے لیے جیسے
کتبت بالقلم۔ مصاحبت کیلئے جیسے اشتریت الفرس بسرجہ ای مع سرجہ۔ مقابلہ کے
لیے جیسے بعت ہذا بذالک۔ تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی کرنے کے لیے جیسے
خرجت بزید ای اخرجتہ۔ ظرفیت کے لئے جیسے جلست بالمسجد ای
فی المسجد۔ زائد ہوتا ہے استفہام و نفی کی خبر میں قیاساً جیسے ہل زید
بقائم وما زید بقائم ولیس زید بقاعد اور اس صورت کے سوا دوسری
صورت میں زیادتی باکی سماعی ہے جیسے بحسبک زید والقی بیدہ وکفی
باللہ شہیداً ای حسبک زید والقی یدہ وکفی اللہ شہیدا (اللام)
اختصاص کے لیے ہے ملکیت کے لئے ہو یا نہ ہو جیسے الجل للفرس والمال
لزید۔ تعلیل یعنے کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لیے ذکر نا جیسے ضربتہ
للتادیب یا خارجا جیسے خرجت لمخافتک۔ معنی میں (عن) کے اگر قول کے
ساتھ مذکور ہو جیسے قلت لزید ای عن زید۔ زائد جیسے ردف لکم ای
ردفکم۔ معنی میں واو قسم کے تعجب کے لئے جیسے للہ لا یؤخر الاجل (رُبَّ)
تقلیل یعنی کمی کے معنی بتلانے کے لئے جیسے رُبَّ رجل کریم لقیتہ اور ربّ
کے لئے ابتدا کلام ضرور ہے اور خاص ہوتا ہے نکرہ موصوفہ کے ساتھ موافق
مذہب اصح کے یعنی رُبَّ کے بعد ایک نکرہ موصوفہ کا ہونا واجب ہے یہ ابو علی

ومبرد کا مذہب ہے اور اخفش وفراکی یہہ رائے ہے کہ واجب نہیں ہے اور
رُبَّ کا فعل یعنی متعلق صیغہ ماضی ہوتا ہے جو اکثر محذوف رہتا ہے جیسے رب
رجل کریم ای لقیتہ اور رُبَّ کبھی ایسی ضمیر مبہم پر آتا ہے جسکی تمیز نکرہ
منصوبہ ہوتی ہے اور ضمیر مفرد مذکر ہی رہتی ہے خواہ تمیز تثنیہ ہو یا جمع مذکر ہو
یا مونث جیسے ربہ رجلاً اور جلین اور رجالاً و امراۃ و امرأتین
و نساءً نحویات کوفیین کے مطابقت تمیز میں اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ ضمیر ممیز کے موافق چاہیئے افراد و تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث میں جیسے ربھما
رجلین و ربھم رجالاً و ربھا امراۃ و ربھما امرأتین و ربھن نساءً
اور آخر میں رُبَّ کے ما کافہ لاحق ہوتا ہے جو اوس کو عمل سے روکدیتا ہے
اوس وقت وہ جملون پر بھی آسکتا ہے جیسے ربما یود الذین کفروا (واو
رُبَّ) نکرہ موصوفہ پر آتا ہے جیسے ع وبلدۃٍ لیس لھا انیس (واو
قسم) یہہ اوس وقت ہوتا ہے کہ جب قسم کا فعل غیر سوال میں حذف کیا گیا ہو
جیسے واللہ لافعلن کذا اور سوال میں واو قسم مستعمل نہیں ہوتا پس واللہ
اخبرنی صحیح نہیں ہے اور خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھہ ضمیر پر نہیں آتا
پس وک لافعلن نہیں کہسکتے (تاء قسم) واو کے مانند ہے فعل کے حذف
ہونے اور غیر سوال میں آنے میں اور خاص ہے اسم (اللہ) کے ساتھہ جیسے
تاللہ لاکیدن اصنامکم (باء قسم) واو و تا دونوں سے عام ہے سب
باتوں میں یعنے با کا استعمال فعل کے ساتھہ بھی ہوتا ہے اور بغیر فعل کے بھی جیسے
باللہ واقسم باللہ اور سوال و غیر سوال دونوں میں آتا ہے جیسے باللہ

لا فعلن و باللہ اجلس اور جیسا اسم ظاہر پر آتا ہے ضمیر پر بھی آتا ہے
جیسے باللہ لافعلن وبک لافعلن اور اسم اللہ وغیر اللہ دونوں پر
آتا ہے جیسے باللہ و بالرحمن لافعلن اور لایا جاتا ہے جواب قسم میں
لام اور آن اور حرف نفی جیسے واللہ لزید قائم وواللہ لافعلن کذا
وواللہ ان زیداً لقائم وواللہ ما زید بقائم ولا یقوم زید ۔
کبھی جواب قسم حذف کیا جاتا ہے جسوقت کہ قسم درمیان اوس جملہ کے ہو جو
جواب قسم پر دلالت کرتا ہے یا قسم سے پہلے آئے وہ چیز جو جواب قسم پر دلالت
کرتی ہے جیسے زید واللہ قائم وزید قائم واللہ (عن) مجاوزت
یعنی ایک چیز کا تجاوز کرنا ایک چیز سے بتلانیکو آتا ہے جیسے رمیت
السہم عن القوس الی الصید (علی) استعلا کے لئے ہے جیسے زید
علی السطح ۔ اور کبھی عن وعلی دونوں اسم ہوجاتے ہیں جسوقت کہ ان دونوں
پر (من) داخل ہو جیسے من عن یمینی ای من جانب یمینی ومن علیہ
ای من فوقہ (کاف) تشبیہ کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور
زاید ہوتا ہے جیسے لیس کمثلہ شئی ای لیس مثلہ شئی اور کبھی اسم
ہوجاتا ہے معنی میں لفظ مثل کے جیسے ع یضحکن عن کالبرد المنہم
ای عن اسنانٍ مثل البرد الذائب اور خاص ہوتا ہے اسم ظاہر
سے پس کہہ و کھا نہیں کہ سکتے (مذ ومنذ) جو زمانی ہیں کسی
کام کی ابتدا زمانہ ماضی میں بتلانے کو آتے ہیں جیسے ما رایتہ مذ
منذ یوم الجمعہ یعنی عدم رؤیتی لہ الجمعۃ الماضیۃ ۔ اور

ظرفیت کے لئے زمانہ حاضر ہیں جیسے ما رایتہ مذ شہرنا و منذ یومنا
یعنے جمیع زمان انتفاء رویتنا ہو ہذا الشہر او الیوم الحاضر عندنا
(حاشا و عدا و خلا) استثنا کے لئے ہیں جیسے جاءنی القوم حاشا
زید وعدا زید وخلا زیدٍ (حروف مشبہ بالفعل) یہہ
ہیں اِنَّ وَ اَنَّ وکاَنَّ ولکنَّ ولیتَ ولعلَّ ان سب حروف کے
لئے ابتداے کلام چاہئے سواے اَنَّ مفتوحہ کے کہ یہہ ان سب کے
برعکس ہے۔ ان حروف کے اخیر ہیں ما رکافہ لاحق ہوتا ہے اوسوقت
نابر لغت فصیحہ کے یہہ عمل سے روک دئے جاتے ہیں جیسے انما زید قائمٌ
اور اس حالت ہیں افعال پر بھی آتے ہیں جیسے انما قام زید (اِنَّ)
جملہ کے معنی ہیں تغیر پیدا نہیں کرتا بلکہ تاکید پیدا کرتا ہے اور جملہ جملہ
ہی کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور (اَنَّ) مفتوحہ اپنے جملہ یعنی اسم و خبر
سے ملکر حکم ہیں مفرد کے ہوتا ہے اس لئے جملہ کے مقام ہیں کسرہ واجب
ہے اور فتحہ مقام ہیں مفرد کے یعنے جہان جملہ جملہ ہی کی حیثیت پر رہے
وہان اِنَّ پڑھنا چاہئے اور جہان جملہ مفرد ہو جائے وہان اَنَّ پڑھنا
چاہئے پس اِنَّ مکسور ہوتا ہے ابتداء کلام ہیں جیسے اِنَّ زیداً قائم
اور بعد قول کے جیسے قال زید ان عمراً قائم اور بعد اسم موصول کے
جیسے جاءنی الذی اِن اباہ قائم اور اَنَّ مفتوح ہوتا ہے جبکہ
فاعل واقع ہو جیسے بلغنی اَنَّ زیداً عالم یا مفعول ہو جیسے کرہت
اَنَّ زیداً شاعراً یا مبتدا ہو جیسے عندی انک فاضل یا مضاف الیہ ہو

جیسے اعجبنی اشتہارُ اَنّکَ عالم اور عربوں نے لولا انّک پڑھا ہے
یعنے لولا کے بعد اَنَّ مفتوحہ لاتے ہیں کیونکہ مابعد لولا کا مبتدا ہوتا ہے
اور خبر اوسکی محذوف رہتی ہے یعنے وہ اَنَّ مع اپنے اسم وخبر کے مقام مبتدا
میں ہے اور مبتدا کو مفرد ہونا واجب ہے یعنی لولا انّک منطلق ذ انطلقت
اسیطرح سے لو کے بعد بھی اَنَّ پڑھا ہے جیسے لو اَنَّکَ کیونکہ مابعد لو کا
فاعل ہے فعل محذوف کا اور فاعل کو مفرد ہونا واجب ہے پس لو انّک قائم
جگہ میں ہے لو وقع قیامک کے اور جس مقام پر مفرد بھی ہو سکے اور جملہ
بھی وہاں دونوں وجہ جائز ہیں یعنی اِنَّ مکسورہ و اَنَّ مفتوحہ دونوں
پڑھ سکتے ہیں جیسے من یکرمنی فانی اکرمہ پس اگر اس سے مراد من یکرمنی
فانا اکرمہ ہو تو کسرہ واجب ہے کیونکہ اس صورت میں مقام میں جملہ
کے ہے اور اگر مراد یہہ ہو من یکرمنی فجزاءہ انی اکرمہ تو فتحہ واجب
کیونکہ اس صورت میں مقام مفرد میں ہے کہ مبتدا واقع ہوا ہے اسیطرح سے
اس مصرع اذا انّہ عبدُ القفا واللہازم میں اور جو اس کے مشابہ ہو
(عظم مرتفع فی اللحی تحت الاذن)
کسرہ و فتحہ دونوں جائز ہیں کسرہ اسلئے کہ اَنّ اپنی اسم وخبر سے ملکر جملہ
واقع ہوا ہے اور فتحہ اس لئے کہ اَنّ مع اپنے اسم وخبر کے مبتدا ہے اور خبر
محذوف ہے ای اذا عبودیتہ للقفا واللہازم ثابتۃ اور اسی لئے
یعنے چونکہ اِنَّ مکسورہ جملہ کے معنے میں تغیر پیدا نہیں کرتا اس لئے
اِنَّ مکسورہ کے اسم پر خواہ لفظاً مکسور ہو یا حکماً کسی اور اسم کا عطف
کرنا رفع کے ساتھہ جائز ہے جیسے ان زیداً قائمٌ وعمرو یہہ اِنَّ

مکسورہ لفظی کی مثال ہوی اور مثال مکسورہ حکمی کی یہہ ہے جیسے علمت
اَنَّ زیدًا قائم وعمروٌ کہ اَنَّ یہاں اگرچہ مفتوح ہے کہ مفعول واقع ہوا
ہے مگر حکماً مکسور ہے۔ اس عطف مین شرط یہ ہے کہ اَنَّ کی خبر معطوف سے
پہلے مذکور ہوکر رہنی چاہیئے خواہ لفظاً مکسور ہو جیسے اِنَّ زیدًا قائم
وعمروٌ یا بالتقدیر جیسے اِنَّ زیدًا وعمروٌ قائم ای اِنَّ زیدًا قائم و
عمروٌ قائم بخلاف کوفیین کے کہ وہ کہتے ہین اس عطف کے صحیح ہونے مین
اس شرط کی کوئی ضرورت نہین ہے[۱] اور اسم اِنَّ کے مبنی ہونے کو جواز
عطف مین کوئی اثر ودخل نہین ہے یعنے اگر اسم اِنَّ کا مبنی ہو تو بھی
اوسکے محل پر قبل مذکور ہونے خبر کے عطف صحیح نہین بخلاف مبرد وکسائی
کے یہہ کہتے ہین کہ اسم اَنَّ کا جسوقت مبنی ہو تو اوس کے محل پر بغیر خبر کے
پہلے ذکر ہونے کے عطف جائز ہے ورنہ نہین جیسے انک وزید
ذاھبان (لکن) یہہ بھی اِنَّ کے مانند ہے کہ معنی جملہ مین تغیر نہین
پیدا کرتا پس اسکے اسم کے محل پر بھی عطف دینا صحیح ہے جیسے لم یخرج
زید ولکن عمرًا خارج وبکرٌ اور اسی لئے یعنے چونکہ اِنَّ مکسورہ
جملہ کے معنے مین تغیر نہین پیدا کرتا اس لیئے اِنَّ مکسورہ کے ساتھہ لام تاکید
آتا ہے نہ اَنَّ مفتوحہ کے ساتھہ کبھی تو خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنَّ
زیدًا لقائم اور کبھی اسم پر جسوقت کہ اِنَّ مکسورہ اور اوسکی اسم
کے درمیان فاصلہ آجائے جیسے اِنَّ فی الدار لزیدًا اور کبھی اسم
وخبر کے درمیان جو چیز مذکور ہوتی ہے اوس پر لام آتا ہے جیسے

اِن زیدً الطعامك اکل اور لکن کے ساتھہ لام کو لانا ضعیف ہے
اور اِنَّ مکسورہ مخفف بھی کیا جاتا ہے اوس وقت اوسکے ساتھہ لام
کو لانا واجب ہے اور اوسکے عمل کو باطل کرنا جائز ہے جیسے ان زیدٌ
لقائمٌ اور ان مکسورہ مخففہ کا کسی فعل پر افعال مبتدا سے یعنے وہ
افعال جو مبتدا و خبر پر داخل ہوا کرتے ہین جیسے کان وظن اور اونکے
اخوات) داخل ہونا جائز ہے جیسے انکانت لکبیرة وان
نظنك لمن الکاذبین اور کوفیین نے اس کی تعمیم مین اختلاف کیا
ہے یعنی وہ ان مکسورہ مخففہ کے تمام افعال پر داخل ہونے کو جائز رکھتے
ہین نہ صرف افعال مبتدا پر جیسے **شعر** تالله ربك ان قتلت
لَمُسلِمًا۔ وجبت علیك عقوبة المتعمد اور اَنَّ مفتوحہ بھی
مخفف کیا جاتا ہے اوس وقت وہ ایک ضمیر شان مقدر مین وجوباً عمل کرتا
ہے اور جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ وہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جو اوس
ضمیر کی تفسیر کرسکے اور غیر ضمیر شان مین اوس کو عمل دینا شاذ ہے
جیسے اظن انك قائمٌ اور جب ان مفتوحہ مخففہ فعل پر داخل ہو تو
اوس کے ساتھہ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا لانا لازم ہے جیسے
علم اَنْ سیکون منکم مرضیٰ شعر وا علم فعلم المرأ ینفعه۔ ان سوف
یاتی کل ما قُدِرَا و لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربی و
او لا یرون ان لا یرجع الیھم (کان) ایک چیز کو ایک چیز سے
مشابہ کرنے کے لئے ہے جیسے زید کالاسد اور کانَّ کبھی مخفف

بھی ہوتا ہے اوس وقت موافق استعمال فصیح کے اوسکا عمل باطل
کر دیا جاتا ہے جیسے شعر ونحر مشرق اللون۔ کان ثدیاہ حقان
(لکن) استدراک کے لئے ہے یعنے کلام سابق سے جو وہم پیدا
ہوتا ہے اوس کے رفع کرنے کے لئے جیسے جاء نی زیدٌ لکن عمراً لم
یجیٔ اور لکن درمیان دو ایسے کلامون کے واقع ہوتا ہے جو بلحاظ
معنی کے نفی و اثبات مین متغائر ہون لفظ کے لحاظ سے تغائر ہو یا نہو
اور لکن بھی مخفف ہوتا ہے پس عمل اوسکا باطل ہوجاتا ہے اور
لکن کے ساتھہ واو لانا جائز ہے (لیت) تمنی کے لئے ہے جیسے لیت
زیداً قائم ولیت الشباب یعود اور فرالیت کے دونو معمول کے
منصوب ہونے کو جائز رکھا ہے جیسے لیت زیداً قائماً (لعلّ) ترجی
کے لئے ہے جیسے لعلّ زیداً باتی (ف) تمنی و ترجی مین یہہ فرق
ہے کہ تمنی ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دو نون مین ہوسکتی
ہے اور ترجی خاص ممکن الحصول مین اور لعل کے مدخول کو لعل سے
جر دینا شاذ ہے جیسے لعل ابی المغوار منک قریب (حرف عاطفہ)
دس ہین واو۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ او۔ ام۔ امّا۔ لا۔ بل۔ لکن
انہین سے پہلے چار یعنی (و۔ ف۔ ثم۔ حتی) معطوف و معطوف علیہ
دونون کو ایک حکم مین جمع کرنے کے لئے آتے ہین (و) صرف معطوف
و معطوف علیہ کے جمع کرنے کے لئے آتا ہے اور اوس مین ترتیب
نہین ہوتی (فا) معطوف و معطوف علیہ کے جمع ہونے کو بتلاتا ہے

ترتیب دار بغیر مہلت کے جیسے جاء زید فعمرو یعنے زید پہلے آیا
اور عمرو بعد (ثم) بھی مانند فا کے ہے مگر مہلت کے ساتھہ یعنے ثم معطوف
و معطوف علیہ کے جمع ہونے کو بالترتیب بمہلت بتلاتا ہے جیسے جاء زید
ثم عمرو یعنے زید پہلے آیا اور عمرو بعد مگر ساتھہ ہی نہیں بلکہ عمر کچھہ دیر بعد آیا
(حتی) مانند ثم کے ہے یعنے جیسا ثم ترتیب و مہلت پر دلالت کرتا ہے
اوسیطرح یہہ بھی مگر حتی مین مہلت کم ہوتی ہے اور ثم مین زیادہ اور
حتی کا معطوف اپنی متبوع کا جز ہوا کرتا ہے تاکہ وہ عطف اشیا کا فائدہ دے
کہ معطوف مین قوت یا ضعف پایا جاتا ہے جیسے مات الناس حتی
الانبیاء وقدم الحاج حتی المشاۃ (او و اما و ام) انمین سے
ہر ایک حرف دو چیزونمین سے کسی ایک مبہم چیز کے بتلانے کو آتا ہے اور
ام متصلہ ہمزہ استفہام کو لازم ہے یعنے ہمیشہ ہمزہ استفہام کے ساتھہ
مستعمل ہوتا ہے اور دو امر مستوی مین سے خواہ وہ اسم ہون یا فعل
یا حرف ایک متساوی تو ام کے بعد بلا فاصلہ مذکور ہو اور دوسرا ہمزہ سے
متصل ہو اور اون دونمین سے کوئی ایک علم متکلم مین ثابت رہے تاکہ
مخاطب سے تعیین طلب کی جاوے اس وجہ سے ازانت زیدا ام عمرا کہنا
صحیح نہین ہے کیونکہ ایک امر مستوی یعنے (عمرو) تو ام سے متصل ہے
مگر دوسرا امر مستوی یعنے (زید) ہمزہ سے متصل نہین ہے بلکہ اوسکی یہہ
مثال صحیح ہوگی جیسے ازیدا انت ام عمرا اور چونکہ ام سے جو فقت سوال
کیا جاتا ہے تو دو امر مستوی مین سے ایک تو معلوم رہتا ہے صرف اوس کی

اوس کی تعین مطلوب ہوتی ہے اس لیے اوسکا جواب تعین کے ساتھہ
چاہیے نہ نعم یا لا سے یعنے جسوقت کہا جائے ازیدًا دابت ام عمرًا تو
جواب ہین زیدًا یا عمرًا کہنا چاہیے اور ام منقطعہ مانند بل کے ہے یعنے جسطرح سے
کہ بل اضراب یعنی کلام سابق سے اعراض کرکے دوسرے کے طرف آتا ہے
اوسیطرح سے یہہ بھی ہے اور مانند ہمزہ کے ہے تشکیک ہین کلام ثانی کے
جیسے انہا لابل ام شاۃ ای بل ھی شاۃ۔ ام کے لانے سے معلوم ہوا کہ
ابل تو نہین ہے مگر پہر شک ہے اسمین کہ آیا وہ بکری ہے یا کوئی اور چیز
اور (اِمّا) معطوفہ کے ساتھہ معطوف علیہ سے پہلے لفظ اِمّا کا لانا ضرور
ہے اور (او) کے ساتھہ اِمّا کو لانا جائز ہے جیسے جاءنی اما زید واما
عمرو وجاءنی اما زید او عمرو یا جاءنی زید او عمرو۔
(لا۔ بل۔ لکن) یہہ تینون حرف معطوف و معطوف علیہ مین سے ایک کی
تعیین کے لیے آتے ہین جیسے جاءنی زید لا عمرو کہ یہان حکم مجی کا زید
کے لیے ثابت ہے نہ عمرو کے لیے (ف) لا۔ اوس حکم کو جو معطوف علیہ کے
لیے ثابت ہوتاہے معطوف سے نفی کردیتا ہے پس حکم یہان معطوف علیہ کے
لیے ہے تعیین کے ساتھہ اور بل بعد اثبات کے حکم کو معطوف علیہ سے
پہیرکر معطوف کے طرف لاتا ہے پس حکم یہان معطوف کے لیے ہے
تعیین کے ساتھہ جیسے جاءنی زید بل عمرو یعنے عمرو آیا رہا زید اوس سے
سکوت کیا گیا ہے نہ اوس پر مجی کا حکم ہے نہ عدم مجی کا (لکن) نفی کو لازم
ہے (حروف تنبیہ) الا۔ اما۔ ھا۔ ہین جیسے الا زید قائم واما زید قائم

وھا زید قائم (حروف ندا) یا عام ہے قریب و بعید دونوں کے لئے آتا ہے اور ایا وھیا بعید کے لئے اور آی اور ہمزہ) قریب کے لئے (حروف ایجاب) نعم۔ بلیٰ ای اجل جیرِ اِنَّ نعم اپنے ماقبل کے کلام سابق کے مضمون کو ثابت کرتا ہے جیسے اجاء زید۔ نعم اور بلیٰ اپنے ماقبل کے کلام منفی کو واجب کرتا ہے جیسے الست بربکم قالوا بلیٰ ای بلیٰ انت ربنا۔ آی بعد استفہام کے ثبوت کے لئے آتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے ... ہے اقام زید ای واللہ اور اَجَلْ وجَیرِ اِنَّ یہ تینوں مخبر) تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے قد اتاک زید جواب ہیں اجل ... ولعن اللہ ناقۃ حملتنی الیک اِنَّ وراکبھا ای لعن اللہ تلک الناقہ وراکبھا (حروف زیادۃ) اِن مخففہ وأن مخففہ او لا ومن وباء ولام ہیں (اِن مخففہ) ما نافیہ کے ساتھ زاید ہوتا ہے جیسے ما اِنْ رایت زیداً اور ما مصدریہ ولمّا کے ساتھ اِنْ کا زاید ہونا کم ہے جیسے انتظر ما ان جلس القاضی ای مدۃ جلوسہ ولمّا ان قام زید قمت (اَنْ) مخففہ زاید ہوتا ہی لمّا کے ساتھ جیسے فلمّا اَنْ جاء البشیر اور زاید ہوتا ہے لو اور قسم کے درمیان جیسے واللہ اَنْ لو قمت قمتُ اور کاف کے ساتھ اسکا زاید ہونا کم ہے جیسے کان ظبیۃ تعطوا الی ناضر السلم (ما) زاید ہوتا ہے اذا ومتیٰ وایّ واین وان کے ساتھ جو وقت کہ یہ شرط ہوں جیسے اذا ما تخرج اخرج ومتیٰ ما تذھب اذھب وایّا ما تدعو فلہ

الاسماء الحسنیٰ وا ینما تجلس اجلس واِمّا ترینّ من البشر احداً اور
بعض حرف جر کے ساتھ بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے فبما رحمۃٍ ومما خطیئاتہم
اور مضاف کے ساتھ اوسکی زیادتی کم ہے جیسے غضبت من غیر ما جرم
ای من غیر جرم (لا) زاید ہوتا ہے واو عاطفہ کے ساتھ جو بعد نفی کے
واقع ہو جیسے ما جاءنی زید ولا عمرو اور بعد اَن مصدریہ کے جیسے
وما منعک ان لا تسجد ای ان تسجد اور قبل اُقسِمُ کے اوس کی
زیادتی کم ہے جیسے لا اقسم بیوم القیامۃ اور مضاف کے ساتھ اسکا
زاید ہونا شاذ ہے جیسے فی بئر لا حور سری وما شعر ای فی بئر حور
(من۔ با۔ لام) انکا ذکر پہلے آچکا۔ (حرف تفسیر) اَنْ وَاَیْ پس اَنْ
خاص ہے اوس فعل کے ساتھ جسمیں قول کے معنے ہوں جیسے ونادینا
اَنْ یا ابراھیمُ مگر ای ہر مبہم کے تفسیر کے لئے آتا ہے جیسے تلقطت
ای تلقطت وجاءنی زید ای ابوعبد اللہ (حروف مصدر) ما
وان مخففہ واَنّ مشددہ ہیں انمیں سے پہلے کے دو جملہ فعلیہ کے
ساتھ خاص ہیں جیسے ضاقت علیھم الارض بما رحبت ای برحبہا
واعجبنی ان خرجت ای خروجك اور اَنّ مشددہ جملہ اسمیہ کے
ساتھ خاص ہے جیسے اعجبنی انك قائمٌ ای قیامك (حروف تحضیض
ھلّا و اَلا و لو لا و لو ما ہیں) اِن کو ابتداء کلام ہیں لانا ضرور
ہے اور ان کے لئے فعل لازم ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ھلا ضربت زیداً
یا تقدیراً جیسے ھلّا زیداً ضربتہ ای ھلا ضربت زیداً ضربتہ

(ف) یہہ افعال جسوقت کہ ماضی پر داخل ہوں تو توبیخ کا فائدہ دیتے ہیں
اور جب مضارع پر داخل ہوں تو ترغیب کا (حرف توقع قد) ہے یہہ ماضی
میں قریب کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے قد ضرب زید یعنے زید نے
ابھی مارا ہے اور مضارع میں قلت کے لئے جیسے الکذوب قد یصدق
(حرف استفہام ہمزہ وھل ہیں) یہہ ابتدا کلام میں آتے ہیں ہمزہ جملہ اسمیہ و
فعلیہ دونوں پر آتا ہے جیسے ازید قائم و اقام زید اور ھل بھی ایسا
ہی ہے کہ جملہ اسمیہ و فعلیہ دونوں پر آتا ہے جیسے ھل زید قائم وھل قام
زید اور ہمزہ کا بہ نسبت ہل کے استعمال میں تصرف زیادہ ہے جیسے
ازیدًا ضربت مفعول کو مقدم کرکے و اتضرب زیدًا وھو اخوك یعنے استعمال ہمزہ کا
واسطے استفہام انکاری کے و ازید عندك ام عمرو یعنے ہمزہ کو ام متصلہ کا
مقارن قرار دیکر و اثم اذا ما وقع و افمن کان و ا و من کان یعنے ہمزہ کو حروف
عطف پر داخل کرکے ان سب صورتوں میں ہل کا استعمال ناجائز ہے (حروف
شرط ان ولو و اما) یہ ابتدا کلام میں آتے ہیں ان استقبال کے لئے ہے
اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے ان ضربتنی ضربتك اور لو اسکا عکس یعنے
ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لو یطیعکم ای اطاعکم اور ان
دونوں کو فعل لازم ہے لفظًا ہو جیسے ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود یا
تقدیرًا جیسے ان احد من المشرکین استجارك ای استجارك احد
اور چونکہ ان دونوں کے بعد فعل کا ہونا ضرور ہے اسلئے لو کے بعد ان
مفتوحہ مذکور ہوتا ہے کیونکہ انّ مع اپنے معمول کے فعل مقدر کا فاعل ہے

پس کو انک کہا جاتا ہے اور اوسکی خبر انطلقت بصیغہ فعل مذکور ہوتی
ہے جگہ ہین منطلق کے تاکہ فعل محذوف کیلئے بمنزلہ عوض کے ہو یا ایسی
صورت ہین ہے کہ خبر ان کی اسم مشتق ہو اور فعل اوسکی جگہ ہین آسکتا
ہو اور اگر خبر جامد ہو تو اسم جامد ہی خبر بن جائیگا کیونکہ فعل کا خبر کی جگہ
ہین آنا متعذر ہے جیسے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام کہ ہین
اقلام اسم مشتق نہین ہے تاکہ اوسکا کوئی فعل لیکر جگہ ین اوس کے رکھا
جائے جبوقت کہ قسم ابتداء کلام ہین شرط سے لے مذکور ہو تو اوسکے
بعد صیغہ ماضی کا ہونا لازم ہے خواہ لفظاً ہو یا معنیً واب جو بعد ذکر ہوگا
وہ لفظاً صرف قسم کا جواب ہوگا نہ قسم و شرط دونو یعنا جواب ہوگا
شرط و قسم دونون کا جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمنہ مثال ماضی لفظاً
کی اور واللہ ان لم تاتنی لاکرمنک مثال ماضی ماکی اور اگر قسم
درمیان اجزاء کلام کے واقع ہو شرط کے اوس پر مقدم ہونے سے یا
غیر شرط کے مقدم ہونے سے تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کرکے جواب کو
جواب قسم قرار دین اور شرط کو لغو کر دین یا قسم کو لغو کر دین اور شرط کا
اعتبار کرکے جواب کو جواب شرط یعنے (جزا) قرار دین جیسے انا واللہ
ان تاتنی اتیک مثال غیر شرط کو قسم پر مقدم کرنے کے اور جیسے
ان اتیتنی واللہ لاتینک مثال شرط کو قسم پر مقدم کرنے کی خلاف
یہان پر چار صورتین ہین اول الغاء قسم بتقدیم شرط جیسے ان تاتنی
واللہ لاتک اسمین جواب (لاتک) جزا ہے شرط کی اور مجموعہ

شرط وجزا کا قائم مقام جواب قسم دوم الغاز قسم تقدیم غیر شرط جیسے انا واللہ
ان تاتنی آتِک اسمین جواب جزا ہے شرط کی اور مجموعہ شرط جزا کا خبر
مبتدا کی اور مبتدا مع خبر قائم مقام جواب قسم سوم اعتبار قسم تقدیم شرط
جیسے ان اتیتنی واللہ لا تینک اسمین جواب جواب قسم ہے
اور قسم مع اپنے جوا [illegible] کے جزا ہے شرط کی چہارم اعتبار قسم تقدیم غیر
شرط جیسے انا و [illegible] ان اتیتنی لاکرمنک اسمین جواب جواب
قسم ہے باعتبا [illegible] کے اور جزا ہے شرط کی بلحاظ معنے کے اور مجموعہ
مع جواب خبر [illegible] مبتدا کی اور قسم جس وقت مقدر ہو تو وہ مثل ملفوظ ہونے
کے ہے پس جو [illegible] ا کہ اوسکی بعد واقع ہو اوس کو صیغہ ماضی ہونا لازم ہے
تا قسم کا جواب [illegible] سکے جیسے لئن اُخرِجوا لا یخرجون ای واللہ لئن
اخرجوا لا [illegible] بون پس شرط ماضی ہے اور لا یخرجون جواب قسم پس اگر
شرط کی جزا ہوتی تو بحذف نون جزم ہونا (لا یخرجون) کو ضرور تھا
اسیطرح وان اطعتموھم انکم لمشرکون ای واللہ ان اطعتموھم
انکم لمشرکون اسمین بھی شرط ماضی ہے اور انکم لمشرکون جواب
قسم اگر جزا شرط کی ہوتی تو فا لازم ہوتا کیونکہ جملہ اسمیہ جب جزا واقع ہو تو
اوس پر فا کا لانا واجب ہے۔
(امّا) کلام مجمل کی تفصیل کے لئے اکثر آتا ہے جیسے جاءنی اخوتک
اما زید فاکرمنہ واما عمرو فاھنہ اور امّا کے فعل کو جو شرط ہے
یعنے یکون من شئی حذف کرنا لازم ہے اور امّا اور اوس کے جزا

کے درمیان ایک جز فا جزائیہ کے جز کا عوض میں لایا جاتا ہے سطر ۱۵
جیسے اما زید فمنطلق میں امّا قائم مقام ہے مہما یکن من
شئی کے پس بعد جو مبتدا ہے اور جبز فا جزائیہ میں واقع ہے
فا جزائیہ پر مقدم کیا گیا تاکہ معلوم ہو زید مستلزم ہے انطلاق
کو جیسا کہ شرط مستلزم ہوتی ہے جزا کو اور بعض کہتے ہیں کہ جو چیز اما
اور فا جزائیہ کے درمیان آتی ہے وہ معمول ہے ایک فعل محذوف
کا مطلقا جیسے اما یوم الجمعة فزید منطلق ای مہما یذکر یوم
الجمعة فزید منطلق اسمیں یوم الجمعہ منصوب ہے کہ مفعول ہے
فعل محذوف کا اور پہلی رائے کے موافق یوم الجمعہ جیز فا میں ہے
اور منطلق کا معمول ہے اور مقدم کیا گیا تاکہ بمنزلہ شرط واقع ہو اسطرح سے
اس رائے ثانی کے موافق امّا زید فمنطلق کی اصل یہ ہوگی مہما
یذکر زید فهو منطلق اور بعض کہتے ہیں اور وہ مازنی ہے کہ اگر وہ
جز جو امّا اور فا کے درمیان فاصل ہوتی ہے فا کے پہلے اوسکی تقدیم
جائز ہو تو وہ قسم اول سے ہے (یعنے اوس کو ایک جز جبز فا کا قرار دیں)
جیسے اما زید فمنطلق میں اور اگر اوس کی تقدیم فا پر جائز نہو سکے
تو وہ قسم ثانی سے ہے (یعنے اوس کو معمول فعل مقدر کا قرار دیں)
جیسے اما یوم الجمعة فزید منطلق میں (حرف ردع کلّا) ہے
جیسے کلّا جواب میں اوس شخص کے جو کہے فعلت کذا یعنے ہرگز
نہیں پس یہ زجر و منع کے لئے آتا ہے۔ کبھی کلّا معنی میں حقا کے

آتا ہے جیسے کلا ان الانسان لیطغیٰ۔ تاء تانیث ساکن ماضی کے اخیر مین لاحق ہوتی ہے تاکہ مسند الیہ کی تانیث بتلاوے اگر مسند الیہ اسم ظاہر و مونث غیر حقیقی ہو تو اختیار ہے کہ فعل مین تاء تانیث لائین یا نہ لائین جیسے طلع الشمس و طلعت الشمس اور علامت تثنیہ و علامت جمع مذکر و جمع مونث کا فعل مین بڑھانا جیسے قاما الزیدان وقاموا الزیدون و قمن النساء ضعیف ہے (تنوین) وہ نون ساکن ہے جو آخر کلمہ کی حرکت کے تابع ہو اور فعل کے تاکید کے لئے نہ ہو اس کے کئے قسم ہین (تمکن) وہ تنوین ہے جو اسم کی معرب و منصرف ہونے کو بتلاتی ہے جیسے زید و رجل (تنکیر) وہ تنوین ہے جو معرفہ و نکرہ کا فرق بتلاتی ہے جیسے صہٍ ای اسکت سکوتاما یعنے کی ایک وقت غیر معین مین چپ رہ (عوض) وہ تنوین جو آخر اسم مین مضاف الیہ کے عوض مین لاحق ہو جیسے حینئذٍ و یومئذٍ ای یوم اذ کان کذا (مقابلہ) وہ تنوین ہے جو جمع مونث سالم کے اخیر مین لاحق ہوتی ہے جو مقابل مین ہے جمع مذکر سالم کے نون کے جیسے مسلماتٌ کی تنوین مقابل ہین نون مسلمون کے (ترنم) وہ تنوین ہے جو آخر مین بیت و مصرع کے حسن انشاد کی غرض سے آتی ہے ؎ اقلی اللوم عاذل والعتابن ہو وقولی ان اصبت لقد اصابن کہ اصل مین العتابا و اصابا۔ اور جو علم کہ موصوف ہو لفظ ابن کے ساتھ اور ابن مضاف ہو دوسرے کسی علم کے طرف تو اوس علم اول کی تنوین حذف ہو جاتی ہے جیسے جاءنی زید بن عمرو (نون تاکید) کے دو قسمین ہین ایک نون

خفیفہ ساکنہ دوسرا نون مشددہ بغیر الف تثنیہ و جمع کے مفتوح ہوتا ہے
اور الف تثنیہ و جمع کے ساتھ مکسور جیسے اضربان واضربنان اور نون
تاکید خاص ہے فعل مستقبل سے ضمن مین امر کے جیسے اضربن یا نہی کے
جیسے لا تضربن یا استفہام کے جیسے هل تضربن یا تمنی کے جیسے لیتك
تضربن عرض کے جیسے الا تنزلن بنا فتصیب خیرًا یا قسم کے واللہ
لا فعلن اور نون تاکید فعل منفی مین کم آتا ہے لین   نومن کم مستعمل ہی
اور جواب قسم مین جبکہ وہ فعل مضارع مثبت ہو نون تاکیـ   نا لازم ہے جیسے
تاللہ لا کیدن اصنامکم۔ اور اوس شرط مین جس   ف شرط کی تاکید
ما کے ساتھ لائی گئی ہو نون تاکید اکثر آیا کرتا ہے   مما تفعلن و
اما تخافن اور ما قبل نون تاکید کا جمع مذکر غائب و حاضـ   ـر کے ساتھ مضموم
رہتا ہے جیسے لیضربن و لتضربن اور واحد مونث حاضـ   ـر کے
ساتھ مکسور جیسے لتضربن اور ان کے سوا یعنے واحد مذکر حاضر و غائب جیسے
لیضربن و لتضربن اور واحد مونث غائب جیسے لتضربن مین مفتوح
اور تثنیہ و جمع مونث مین اضربان واضربنان لکھا جاتا ہے یعنے تثنیہ مین
قبل نون تاکید الف رہتا ہے اور جمع مونث مین بعد نون جمع کے اور قبل نون
تاکید الف زاید ہوتا ہے اور تثنیہ و جمع مونث مین نون خفیفہ نہین آتا
کیونکہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آتا ہے بخلاف یونس کے کہ وہ جائز جانتا
ہے اس لئے کہ اوس کے پاس حالت وقف مین اجتماع ساکنین علی غیر حدہ
درست ہے اور یہہ رائے اکثر نحوین کے پاس غیر مختار ہے اور نون ثقیلہ

وخفیفہ غیر تثنیہ وجمع مونث مین ضمیر بارز یعنی (واو ویا) کے ساتھہ مانند کلمہ منفصل کے
ہو یعنے جسطرح سے کہ کلمہ منفصل مین سے واو ویا حذف ہوتے ہین یا ضمہ وکسرہ دیا جاتا ہے
اوسیطرح سے نون تاکید والے افعال سے بھی واو ویا حذف ہونگے اور حرکت ضمہ
وکسرہ کی دیجائیگی (ف) غرض اس بیان سے یہ ہے کہ جن افعال کے اخیر مین حرف
علت ہو نون تاکید کے لاحق ہونیکی صورتین اونکا کیا حال ہی حاصل مضمون
شارح رضی کا اس مقام پر یہ ہی کہ نون ثقیلہ وخفیفہ جسوقت کہ تثنیہ وجمع مونث مین
آئین تو اوسکا ذکر پہلے ہوچکا اور اگر غیر تثنیہ وجمع مونث مین آئین تو اوس کے
دو قسم ہین یا تو ضمیر بارز کے ساتھہ ہونگے اور وہ دو ہی صیغے ہین جمع مذکر جیسے
اغزوا وارموا واخشوا اور واحد مونث جیسے اغزی وارمی واخشی تو واو ویا
حذف ہو جائینگے پس کہا جائیگا اغزُنّ وارمُنّ بحذف واو جسطرح سے کہ کلمہ
منفصل سی واو یا حذف ہوتے ہین جیسے اغزو الکفار وارموا الغرض اسیطرح
اغزِنّ وارمِنّ بحذف یا جیسے اغزی الجیش وارمی الغرض اور واو ماقبل
مفتوح کو ضمہ دیا جائیگا اور یا کو [illegible] پس کہا جائیگا اخشوُنّ واخشیِنّ
جسطرح سے کہ منفصل مین ضمہ اور کسرہ آتا ہے جیسے اخشوا الرجل واخشی الرجل
یا ضمیر مستتر کے ساتھہ وہ نون تاکید ہونگے اور وہ واحد مذکر کا صیغہ ہے
جیسے اغز وارم واخش تو اسمین نون تاکید مانند کلمہ متصل یعنے الف تثنیہ کے
ہی جسطرح سے کہ بحالت تثنیہ لام کلمہ کے حذف کئے حروف اور فتحہ لوٹتے ہین
اوسیطرح حالت تاکید مین بھی لام کلمہ کے حروف محذوفہ وفتحہ لوٹائے جائینگے کہا
جائیگا اغزُنّ سے اغزونّ وارم سے ارمینّ واخش سے اخشینّ جسطرح سے کہ
بحالت تثنیہ اغزوا وارمیا واخشیا یہی مطلب ہے صاحب کافیہ کی عبارت
وھما فی غیرھما مع الضمیر البارز کالمنفصل فان لم یکن بارز فکالمتصل

کا چونکہ نون تاکید ضمیر بارز کے ساتھ مانند منفصل کے ہے اور ضمیر مستتر کے ساتھ
مثل متصل کے اسلئے ہل ترین مین یا کو فتحہ آئیگا کیونکہ یہان نون تاکید ضمیر مستتر کے
ساتھ آئی ہے تو ضرور ہوا کہ یا کا فتحہ جو زائل ہوگیا تہا وہ لوٹ آئے اسی طرح سے
ہل تنہاوُنّ مین واو کو ضمہ آئیگا جیسے لم ترءا القوم مین اور ترین مین یا کو کسرہ
ہیحال منفصل کا ہی جیسے لم تری الناس مین اور اغزُونّ مین واو حذف کردیا گیا
تہا وہ لوٹ آئیگا مانند اغزوا اور اغزنّ مین سے وا ... ہوگا مانند اغزو القوم کے
اور اغزِنّ مین سے یا حذف ہوگی مانند اغزی القوم کے ا ... نا خفیفہ بوجہ اجتماع
ساکنین کے حذف ہوجاتا ہے جیسے لا تہیننّ الفقیر مین ... ر لام الفقیر کا دو
ساکن جمع ہوی اسلئے نون کو حذف کرکے لا تہین الفقیر کہینگے ... ن خفیفہ حالت وقف
مین محذوف ہوجاتا ہی اور جو نون خفیفہ کے سبب سے حذف کیا گیا ... ہ لوٹایا جائیگا جیسے
اُغزنْ کو حالت وقف مین اُغزو کہا جائیگا اور جو نون خفیفہ ر ... اوسکا مفتوح ہو
حالت وقف مین الف سے بدل جائیگا جیسے اضربن ... سفعا

تمت الرسالة الشارحة للكافية فی الهندیه بعون الملك المنعام لسبع
خلون من ذی القعدہ سنه عشرین بعد الالف وثلثمائه من الهجرة النبویه علی هاجرها
الف سلام والسلام یکون خیر ختام فقط

بخیر